خطبات

جمعیت اہل حدیث سندھ کی مرکزی سالانہ کانفرنس سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
نیو سعید آباد کے موقعہ پر فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی (حفظہ اللہ) کے

اصلاحی و منہجی صدارتی خطبات کا مجموعہ

www.KitaboSunnat.com

ناشر: جمعیت اہل حدیث سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

حقوق الطبع محفوظة لمكتبة عبدالله بن سلام

سلسلة احیاء منہج السلف (١٦)

الطبعة : اوّل

انتاج : مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام، فرع (١)

رئیس المکتبة : فضیلۃ الشیخ/ علی بن عبداللہ النمی حفظہ اللہ

مدیر المکتبة : فضیلۃ الشیخ/ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام

ہیڈ آفس 103۔ ڈی۔ او۔ ایچ۔ ایس فیز II ایکسٹینشن کراچی۔

0331

ملنے کا پتہ جامع مسجد الراشدی نوی لین لیاری کراچی۔ فون: 0300-3996630

سعد بن عبدالعزیز موبائل: 0300-2310189

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

تقدیم از الشیخ محمد داؤد شاکر حفظہ اللہ	15
منہج حق پر استقامت (صدارتی خطبہ 1996ء)	19
شاہ صاحب (رحمہ اللہ) کی وفات ایک عظیم سانحہ	21
امارت کا بارِ گراں	22
پے در پے صدمات	22
ابتلاء، سنتِ الٰہیہ	24
غربت اور اجنبیت کی آزمائش	25
"غرباء" کا مفہوم و معنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے:	26
عہدِ رسالت میں غربت و اجنبیت	29
بلال حبشی، آلِ یاسر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی استقامت	32
منہجِ صحابہ اور اس کی برکات	34
انبیاء کرام علیہم السلام کی استقامت	36
طوبیٰ کیا ہے؟	38
اللہ کے مقبول بندوں کی شان	38
مبارک لمحات	40

امتِ مسلمہ کی حالت زار اور اس کا علاج (صدارتی خطبہ 1997ء)	45
امت مسلمہ کی حالت زار اور اس کا علاج	46
اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کی بنیاد	48
اللہ تعالیٰ کی رضا کی مستحق تین جماعتیں	48
رسول اللہ ﷺ کیلئے بھی اتباعِ دین ضروری ہے	49
اتباع کا معنی	51
اتباع کی حقیقت	52
اتباع کے میدان میں اس اثبات اور انکار کا عقیدہ ضروری ہے	54
دنیا میں دو ہی راستے ہیں سبیل اللہ اور سبیل الشیطان	54
منہجِ اتباع اور بعض لوگوں کا طرزِ عمل	57
منہجِ اتباع اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	58
فہمِ منہج اور اتباعِ منہج کیلئے اہم قواعد	62
مسلمانوں کی پستی اور انحطاط کا اہم سبب باہمی افتراق و انتشار (صدارتی خطبہ 1998ء)	65
کتاب وسنت ہی صراطِ مستقیم ہے	68
قرآن وحدیث کو صراطِ مستقیم ماننے کے دو اہم تقاضے	69
دین تمام امور کا محافظ ہے	71

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہماری پستی اور انحطاط کے اسباب	72
تشخیص مرض	72
کامیابی وناکامی کی عظیم مثال	75
منہج کا انحطاط	80
دروس ونتائج	82
گروپ بازی کا مرض اور اس کا طریقہ واردات	83
ہمارا کردار	84
''جمعیت اہل حدیث سندھ'' ایک قدیمی نظم	85
تنظیم سازوں کی اصلاح کیلئے دو قواعد	86
مسلکِ اہل حدیث: حقانیت، فضیلت ومنقبت (صدارتی خطبہ (1999ء)	89
اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ نعمت	90
اہل حدیث کی شان میں امام شافعی رحمہ اللہ ودیگر ائمہ کے اقوال	91
اہل حدیث کی ایک عظیم فضیلت	93
اہل حدیث کی منقبت میں ایک حدیث	93
اہل حدیث ایک مقدس وبرحق جماعت	94
اہل حدیث کی حقانیت وصداقت کا سب سے بڑا نشان	94
تقلید کی دو بڑی بھیانک غلطیاں	95

اختلافی مسائل میں اہل تقلید کی روش	95
اختلاف کا صدور معیوب نہیں لیکن اس کا بقا معیوب ہے	96
اختلاف کے حل اور مخرج کیلئے شرعی اصول	97
مقلدین کی تحریفِ قرآن	98
رسول اللہ ﷺ کو فیصل نہ ماننے والوں کو شدید ترین وعید	100
فیصلہ بہرحال اللہ تعالیٰ کا ہی ہے	101
رحمت الٰہی کے مستحقین؟	104
وحی الٰہی تمام اختلافات سے پاک ہے اور وہی تمام اختلافات کا خاتمہ کرسکتی ہے	104
اختلاف کے حل کے متعلق ایک عظیم الشان حدیث	105
اتباع رسول، صحابہ کرام کا عظیم وصف	106
تقلید کے تعلق سے دوسری غلط روش	108
تقلید کی بنا پر انکار حق کی چند مثالیں	108
حق کو جاننے کے باوجود انکار کرنیوالے کا انجام	110
مقلدین کی بربادی کا سبب	111
خیر القرون سے عمل بالحدیث کی چند مثالیں	113
جمعیت اہل حدیث سندھ کا منہج اور اس کی خدمات (صدارتی خطبہ (2000ء)	121

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تفرق وتحزب-قابلِ نفرت ومذمت	123
جمعیت اہل حدیث سندھ کا ایک قابلِ فخر سرمایہ	125
ہمارا عقیدہ ومنہج	128
ہماری جہادی پالیسی	129
جہادی تعلق سے منہجی خرابی	133
دین اسلام کی بنیاد (صدارتی خطبہ 2001ء)	136
تمہید-خطبہ صدارت کی بنیاد	137
پہلی حدیث	139
ائمہ وعلماء کے نزدیک اس حدیث کی عظمت واہمیت	139
صحتِ نیت کی اہمیت	141
خلاصہ نصیحت	149
دوسری حدیث	151
حدیث کا ماحصل!	151
بدعت، اعمال کی بربادی کا باعث	152
بدعت، اعمال کی بربادی کا باعث کیوں؟	152
مذمتِ بدعت واہل بدعت سے برتاؤ!	155
قرونِ خیر اور مذمتِ بدعت	157
تیسری حدیث	159

تفہیم الحدیث	160
عوام الناس کی ذمہ داری اور مشتبہ امور سے اجتناب	160
قلبِ سلیم کی اہمیت	162
چوتھی حدیث	164
حدیثِ مذکور سے ملنے والا ایک واضح درس!	165
احادیثِ اربعہ کا پیغام اور نصیحت	166
مواعظ وتقاریر سننے وسنانے کے آداب (صدارتی خطبہ 2003ء)	168
تعلق بالوحی	169
دینی جلسوں کی افادیت واہمیت	170
مقررین وسامعین کی ذمہ داریاں	171
سننے کے حوالے سے رائج چند غیر شرعی امور	175
سامعین کو ہنسانا ان کا ذوق بگاڑتا ہے	182
دورانِ تقریر مقرر کا گانا	183
دورانِ تقریر ایک بدعت کا ارتکاب	184
ایک خطرناک روش	187
ایک اور انتہائی خطرناک روش	187
خلاصہ نصائح	188

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرقہ واریت کے دور میں ایک عام مسلمان کی ذمہ داری (صدارتی خطبہ 2004ء)	191
موضوع ومقدماتِ موضوع	193
فشل کا سبب اور علاج	197
افتراق وفرقہ کا سبب	199
73 فرقے، ایک جنتی باقی جہنمی	209
فرقہ بندی کا نقصان اور امت محمدیہ میں اس کا آغاز	210
فرقہ بندی میں ہمارا کردار اور ذمہ داری	212
اہل حدیث متوجہ ہوں!	213
عوام کو مفید مشورہ	217
ایک شبہ کا ازالہ	222
منہجِ اہل حدیث پر چند گذارشات (صدارتی خطبہ 2007ء)	223
شرف اصحاب الحدیث	224
اجماعِ صحابہ معصوم ہے نہ کہ کوئی اور امتی!	225
ایک شبہ کا ازالہ	228
اس جماعت کا منہج کیا ہے؟	229
اہل بدعت سے اختلاط کے نقصانات	232

سلفی تمیز مفقود!	237
فکرِ اہل حدیث ایک پُروقار علمی تحریک!	238
ایک انتہائی بودی حجت	240
حیاتِ محدث دیارِ سندھ رحمہ اللہ ایک قابل فخر مثال	243
تمیز ایک اہم اعتقادی مسئلہ	243
اہل بدعت سے تعلق، قرآن وحدیث اور کلام سلف صالحین کی روشنی میں (صدارتی خطبہ 2008ء)	246
حصولِ علم کا مبارک سفر واخلاصِ نیت	247
خیر وشر کا تعارف	249
دورِ حاضر کا اہم ترین مسئلہ	253
اہل بدعت سے اختلاط کے محرکات	254
اہل بدعت سے تعلق، آیات واحادیث میں ممانعت	256
اہل بدعت سے صحابہ کی نفرت	259
اہل بدعت سے تابعین وائمہ کی نفرت	260
زندگی بسر کرنے کے سنہری شرعی اصول (صدارتی خطبہ 2009ء)	269
شرکاء کانفرنس کی حوصلہ افزائی	270
انسانی زندگی کی دو حیثیتیں	271

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی زندگی کے فوائد	275
چند خطرناک گناہ اور ان پر وارد وعید	277
ایک قابلِ توجہ نکتہ	290
جماعت کی دو قسمیں	291
شرف اصحاب الحدیث	293
تمیز سے انحراف	294
توحید ربانی (صدارتی خطبہ 2012ء)	297
ایک بڑی خوشخبری	298
کتاب ''توحید ربانی'' کی وجہ تسمیہ واہمیت	299
اسم مبارک ''الرب'' کی وضاحت	302
توحید ربوبیت پر مکمل ایمان کیلئے تین چیزوں کی معرفت ضروری ہے	303
توحید ربوبیت کے نکتۂ اول کی وضاحت	304
غیرت کا تقاضا اور تصویر کی حرمت	307
خالق ہونے کا معنی	309
توحید ربوبیت نکتۂ دوم کی وضاحت	309
ہمارا معاشرہ اور توحید ربوبیت سے انحراف	314
معرفتِ توحید ربوبیت کے ثمرات ونتائج	316
ایک غلطی کی نشاندہی	317

بندوں کا اپنے رب کی طرف افتقار واحتیاج (حدیث ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روشنی میں) (صدارتی خطبہ 2013ء)	319
متن حدیث	320
حدیث ابوذر کے خصائص ومحاسن	321
ترجمۂ حدیث	323
حدیث قدسی اور اس کا دیگر احادیث اور قرآن سے فرق	325
امام مالک رحمہ اللہ اور تعظیم حدیث	326
شرح حدیث	328
پہلا جملہ:	328
(حرمت ظلم)	328
اللہ تعالیٰ کی صفات میں حسنِ ادب کا ایک اہم پہلو	330
ظلم کی سب سے بڑی صورت شرک ہے	331
ظلم کی دوسری صورت، دوسروں پر ظلم کرنا	332
معاشرتی ظلم کی بعض صورتیں	334
ہمارے عدل کے اولین مستحق، اللہ اور اس کا رسول ہیں	336
دوسرا جملہ:	338
(اللہ سے ہدایت طلب کرو)	338

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

	بندوں میں اصل، گمراہی ہے	338
	صراطِ مستقیم مانگنے کا طریقہ	341
	اسمِ اعظم	343
	ہدایت کی دعا کرنا ضروری ہے	346
	ہدایت، اصل حیات ہے	346
	رسول اللہ (ﷺ) کا ہدایت کی دعا کرنا	247
	ہدایت کے متعلق اہم نکتہ	349
	توحیدِ عبادت اور توحیدِ طریقِ عبادت (صدارتی خطبہ 2014ء)	351
	تخلیق انسان عبث نہیں ہے	352
	معرفت عبادت کے دو قواعد	354
	پہلے قاعدے کی اہمیت	356
	توحیدِ عبادت — رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے چند مظاہر ومشاہد	257
	توحیدِ طریقِ عبادت — رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے چند مظاہر ومشاہد	367

تقدیم

رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، امابعد

ی خطبات'' فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ امیر جمعیت اہل حدیث
انی علمی، منہجی، تربوی اور دعوتی خطبات کا مجموعہ ہے۔

الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، شیخ الحدیث، تذہ، استاذ حدیث، حافظِ حدیث، علامہ، داعی کبیر، خطیبِ ملت، مؤلف، محقق، معلم ومربی، قاطعِ شرک وبدعت وغیرہ کونسا ایسا دینی وعلمی لقب اور اعزاز م کے نام کے ساتھ لاحق ومنسلک نہیں ہے۔

ارتی خطبات'' کا یہی تعارف ہی کافی ہے کہ یہ اسی نابغہ روزگار شخصیت کے ات۔

خطبات کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ یہ جمعیت اہل حدیث سندھ کی مرکزی سالانہ (بمقام نیوسعید آباد سندھ) کے خطباتِ صدارت ہیں، اور کسی مرکزی کانفرنس کا صدارت گویا پوری کانفرنس کا بنیادی پیغام ہوتا ہے، بلکہ کانفرنس کے مقررین کیلئے ساخطاب ہوتا ہے۔

خطبات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ خطبات درحقیقت، شیخ مکرم کی تحریرات شیخ محترم نے حسبِ روایت، کانفرنس کے موقعہ پر تحریر فرمایا اور جسے مطبوعہ

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صورت میں شرکاء میں تقسیم کیا جاتا رہا ہے یوں یہ خطبات بھی ہیں اور تحریرات بھی۔

شیخ مکرم کے ان خطبات کا بنیادی موضوع ہے مسلک اہل حدیث کی حقانیت، تعارف اور دعوت بالخصوص توحید و سنت کا اثبات، شرک و بدعت کا رد اور دعوت و جہاد میں نبوی و سلفی منہج کا بیان۔

گذشتہ 14 سالوں میں کس قدر انقلابات آئے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی حالات ملکی و عالمی سطح پر کس قدر متغیر و متبدل رہے، مگر شیخ مکرم پوری استقامت اور جوانمردی کے ساتھ دعوت توحید و سنت، اور اس میدان میں منہج مستقیم پر ڈٹے رہے، اس بات کا اندازہ قارئین کو ان خطبات کے مطالعہ سے ہو جائے گا۔

اس پہلو سے خطباء اور قائدین کیلئے صدارتی خطبات کا مطالعہ انتہائی مفید ثابت ہوگا۔

سندھ میں موجود جہالتوں اور ضلالتوں کی کثرت کے باوجود اہل حدیث افراد اور ان کی مساجد و مدارس کی روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد، اہل حدیث عوام میں منہج کی فہم اور اس پر استقامت کا ایک سبب جمعیت اہل حدیث سندھ کی مرکزی سالانہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس "(نیوسعید آباد سندھ) اور اس میں کی جانے والی علمی، تربوی اور منہجی تقاریر ہیں، بالخصوص کانفرنس کا خطبۂ جمعہ اور خطبۂ صدارت۔

کانفرنس کے ابتدائی 13 سالوں میں خطبہ جمعہ اور خطبہ صدارت، بانی کانفرنس شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے رہے (یاد رہے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خطبات ''خطباتِ راشدیہ'' کے نام سے مطبوع ہو چکے ہیں۔) اور شاہ صاحب کی وفات (۸ جنوری ۱۹۹۶ء) کے بعد سے اب تک کانفرنس کا خطبہ جمعہ اور خطبہ صدارت شیخ مکرم صاحب ارشاد فرما رہے ہیں۔

...ک اہل حدیث کے متعلق طرح طرح کے الزامات و اتہامات لگاتے ہیں اور ...لق بدگمانیاں پیدا کرتے ہیں: مثلاً انگریز کی پیداوار، اماموں کے منکر، گستاخ ...اء اولیاء، لامذہب وغیرہ۔

...ت یہ ہے کہ یہ باتیں ان کے مولویوں نے اپنی عوام کو اہل حدیث سے متنفر اور ...کرنے کیلئے پھیلا رکھی ہیں، انہیں معلوم ہے کہ اگر لوگوں نے اہل حدیث کی دعوت ...مرہ ہمارے نہیں رہیں گے۔

"صدارتی خطبات" ان تمام اتہامات اور الزامات اور مکروہ پروپیگنڈے کا مدلل اور ...جواب ہے، کیونکہ یہ اہل حدیث کے ایک ترجمان اور سربرآوردہ علمی شخصیت کے ...یں، جن میں اسلام کی حقانیت، اسلام میں قرآن وحدیث کی اساسیت، ...ت کی اہمیت وضرورت، اتباع رسول کے مقام و مرتبہ کا قرآن وحدیث کے دلائل ...ی ٹھوس اور دوٹوک بیان ہے۔

"صدارتی خطبات" کیا ہے؟ علم نافع کا ایک عظیم مرجع ہے۔ مسلک اہل حدیث کا ...ل تعارف ہے۔ آج دعوت و جہاد کے میدان میں افراط و تفریط، جذباتیت اور ...ت کے دور میں منہجِ مستقیم کا بیان ہے۔ توحید و سنت کی صحیح تفہیم اور اس کی دعوت، شرک ...ت کی توضیح اور اس کی مذمت اور اس سے اجتناب کی دردمندانہ تلقین ہے۔ صراط مستقیم ...ل پہچان ہے۔ بلکہ دین اسلام کا مختصر اور جامع تعارف ہے۔ نیز جماعت اہل حدیث ...موجود بعض عملی و منہجی لغزشوں کی نشاندہی اور ان کی اصلاح کی دعوت ہے۔

احباب جماعت کا ایک عرصہ سے اصرار تھا کہ ان علمی، تربوی و منہجی خطبات کو یکجا ...ک کتابی صورت میں شائع کیا جائے، ان احباب کے مسلسل اصرار اور پھر ان

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضامین کی افادیت اور ضرورت کو دیکھتے ہوئے شیخ مکرم کی اجازت سے انہیں یکجا کر کے کتابی صورت میں طبع کیا جا رہا ہے۔

ان خطبات کی طباعت مسلک اہل حدیث کو سمجھنے اور بالخصوص دعوت و جہاد کے میدان میں نبوی و سلفی منہج کو سمجھنے میں انتہائی ممد و معاون ثابت ہوگی، اس لئے میں ان خطبات کی طباعت کو جمعیت اہل حدیث سندھ کا ایک عظیم کارنامہ تصور کرتا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ یہ خطبات بہت سوں کی ہدایت و اصلاح کا باعث ہوں گے۔

نیز ان خطبات کی طباعت یقیناً شیخ محترم کیلئے صدقہ جاریہ اور اضافہ حسنات کا باعث ہوگی۔ ان شاءاللہ۔ وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

کتبہ/ محمد داؤد شاکر

نائب مدیر و مدیر التعلیم: المعهد السلفي للتعليم والتربية کراچی

صدارتی خطبہ

منہج حق پر استقامت

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقين ولا عدوان إلا على الظالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه وأهل طاعته ومن اقتفى باثره وسن بسنته وسار على نهجه الى يوم الدين. اما بعد:

برادران اسلام! یہ جمعیت اہل حدیث سندھ کی چودھویں سالانہ کانفرنس ہے اس سے قبل جمعیت کے زیر اہتمام تیرہ کانفرنسیں منعقد ہو چکی ہیں۔

اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ آج سے شروع ہونے والی اس کانفرنس اور گذشتہ تمام کانفرنسوں میں کوئی فرق محسوس ہوتا ہے؟

میرا جواب یہ ہے کہ کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا وہی اسٹیج ہے علماء کرام کی قطاریں ہیں سامعین کا جم غفیر ہے۔

لیکن ایک فرق ایسا ہے جو نوک قلم پر آتا ہے تو قلم کپکپا جاتی ہے جس کے اظہار پر زبان لڑکھڑا جاتی ہے کہ آج اس اسٹیج پر ہمارے مربی اور ہم سب کے روحانی باپ شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ موجود نہیں ہیں شاہ صاحب ہمیں چھوڑ گئے اور اتنی رونق کے باوجود ہم اپنے آپ کو یتیم اور تنہا محسوس کر رہے ہیں۔

زبان پر بے ساختہ یہ شعر آ رہا ہے:

اذا زرت ارضا بعد طول اغتيابها
فقدت صديقا و البلاد كما هيا

(یعنی: کچھ عرصے بعد جب دوست کے وطن آیا تو سب کچھ جوں کا توں ملا صرف دوست ہی نہیں ملا)

...یاد آتی ہے قدم قدم پر ان کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

شاہ صاحب (رحمہ اللہ) کی وفات ایک عظیم سانحہ

...صاحب کی وفات سے جو جماعتی خلاء قائم ہوا ہے شاید اسے پر ہونے میں ...عرصہ درکار ہو لیکن ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی اس ...گئے اور کھلے ہوئے چمن کی حفاظت فرمائے ہمیں شاہ صاحب کے مشن پر چلنے ...فرمائے اور جن خطوط پر شاہ صاحب رحمہ اللہ تاحیات چلتے رہے ہیں ہم بھی انہی ...لیے مشعل راہ بنائیں۔(اللهم آمين)

...صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے قبل ہم ان کے برادر بزرگ ہماری جماعت کے سر ...عظیم الشان عالم باعمل علامہ پیر محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی وفات کی صدمے ...اٹھا چکے ہیں۔ یہ بھی ایک ایسا زخم ہے جو مندمل ہونے کو نہیں آتا ان کے سایہ ...بڑا اطمینان محسوس ہوتا تھا اور محض ان کی زیارت سے ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔

...جناب مولانا سلطان محمود صاحب آف جلالپور پیر والا رحمہ اللہ کی وفات بھی ایک ...ہے عالم اسلام ایک عظیم استاذ اور مشفق عالم دین اور باعمل بزرگ کے سایہ ...محروم ہو گیا۔

...ان اسلام! جب مجھے جماعتی بزرگوں کے اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا کہ کانفرنس کا ...مجھے لکھنا ہے تو یوں محسوس ہوا جیسے مجھے ایک پہاڑ کو اس کی جگہ سے منتقل کرنے کا ...ا ہے۔

...کی ایک وجہ تو یہ بنی کہ شاہ صاحب کی مفارقت کا احساس مزید بڑھ گیا کیونکہ

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطبہ صدارت لکھنا انہی کا منصب اور ان ہی کے شایان شان تھا دوسری وجہ یہ تھی کہ مجھ جیسا ناکارہ انسان بھلا اس منصب کے اہل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!! واین الثری من الثریا ۔ اس منصب کی تفویض پر میں ان بزرگوں کا شکریہ ادا نہیں کروں گا البتہ یہ شکوہ کروں گا کہ ایک نااہل اور مجسمۂ تقصیر وخطا انسان کو ایک ایسے مقام پر بٹھا دیا گیا ہے جس کا وہ قطعاً مستحق نہیں۔

امارت کا بارگراں

یہی بات میں نے مجلس شوریٰ کے اس اجلاس میں عرض کی تھی جس میں جمعیت اہلحدیث سندھ کی امارت کا بارگراں میرے سپرد کیا گیا تھا کہ بندہ میں اس منصب کو اٹھانے کی کوئی سکت اور اہلیت نہیں ہے میں نے کہا تھا کہ یہ درست ہے کہ شاہ صاحب کا خلاء کوئی پر نہیں کر سکتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھ سے بہتر بہت سے بزرگ موجود ہیں جو علم، عمل، تقویٰ اور بصیرت کے زیور سے آراستہ ہیں اور جماعت کی بہتر راہ نمائی کر سکتے ہیں لیکن میرے نہ چاہتے ہوئے بھی اس امانت کا بوجھ میرے ناتواں کاندھوں پر ڈال دیا گیا۔ اب جبکہ یہ فیصلہ ہو ہی چکا تو میرے بھائیو! اور بزرگو! یہ بات بخوبی سن لیجئے کہ میں قدم قدم پر آپ کے تعاون کا محتاج ہوں آپ کی رفاقت ہی میرے اس سفر کو آسان بنا سکتی ہے آیئے دعا بھی کریں اور عزم بھی کریں کہ ہم باہم مل جل کر شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مشن کو آگے بڑھائیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

پے در پے صدمات

برادران اسلام! دم تحریر میں ذاتی طور پر بہت زیادہ ٹوٹ پھوٹ اور شکست وریخت کا

...ہوں۔ کچھ عرصہ پیشتر لاہور میں میرے بڑے بھائی کا اچانک انتقال ہوا اس ...ارجہ میں تھا اور اپنے بھائی کے جنازے کو کاندھا بھی نہ دے سکا۔ اللہ تعالیٰ ان ...فرمائے اور ابھی عیدالفطر کے فوراً بعد میرے والد گرامی مکہ مکرمہ میں انتقال فرما ...تعالیٰ نے انہیں موت سے قبل دو بار عمرہ کی توفیق دی مزید برآں بیت اللہ میں ...سعادت عطا فرمائی شوال کے روزے رکھوائے۔ وہ مکہ مکرمہ میں حج کی نیت ...کہ پیام اجل آگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

...کی موت نہایت عظیم الشان اور قابل رشک ہے جمعرات کی شب انتقال ہوا نماز ...بیت اللہ میں جنازہ ہوا لاکھوں مسلمان شریک تھے جنۃ المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ ...بڑی سعادت ہے لیکن بہرحال بندہ ان کی دعاؤں اور سایہ شفقت ومحبت سے ...لیے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمادے اور انہیں جنۃ الفردوس ...مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

...میں کویت میں بیٹھا تحریر کر رہا ہوں جہاں ہسپتال میں میری عزیز بہن ...ماہ ہو چکا موت سے لڑ رہی ہے۔ اس کی تکلیف اور بیماری دیکھی نہیں جا رہی ...ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اسے شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

...اسلام! میں اپنے خطبہ صدارت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کو ...رہا ہوں۔ کیونکہ یہ خطبہ اپنے امیر ومربی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نام منسوب کر رہا ...میری صوابدید کے مطابق یہ حدیث ان کی حیات طیبہ پر بہت حد تک منطبق ہو رہی ...ئے نصیحت وہ حدیث پیش کرتا ہوں اور اس کی تشریح کے سلسلہ میں نہایت ...سادہ اپنی معروضات پیش کرتا ہوں:

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"عن ابی ھرۃ رضی اللہ عنہ ۔ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الاسلام بدا غریبا وسیعود کما بدأ غریبا فطوبی للغرباء"[1]

یہ حدیث بالفاظ مختلفہ و باسانید مختلفہ بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

انس بن مالک، عبد اللہ بن عمر، ابو سعید الخذری، سلمان الفارسی، ابو الدرداء، ابو امامہ الباھلی، واثلۃ بن الاسقع، عبد اللہ بن مسعود، سہل بن سعد الساعدی، جابر بن عبد اللہ الانصاری، سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اور جن کتب حدیث میں یہ روایت موجود ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

صحیح مسلم، مسند احمد، صحیح ابن حبان، المعجم الکبیر للطبرانی، مسند ابی یعلی، شرح السنۃ للبغوی، شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی، سنن ابن ماجہ، المعجم الاوسط للطبرانی، مسند بزار اور کتاب الغرباء للحافظ ابو بکر وغیرہ۔ طلبہ اگر اس کی تفصیلی تخریج معلوم کرنا چاہیں تو کتاب الغرباء للحافظ جو شیخ بدر البدر کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے کا مطالعہ کریں۔

حدیث کا سادہ ترجمہ یہ ہے: بے شک اسلام غربت و اجنبیت سے شروع ہوا اور جس غربت و اجنبیت سے شروع ہوا اس پر عنقریب لوٹ جائیگا پس بشارت ہے جنت کی غرباء کے لیے۔

ابتلاء، سنتِ الٰہیہ

اس حدیث پر کچھ عرض کرنے سے پیشتر یہ واضح کر دوں کہ اپنے بندوں کو مختلف

[1] صحیح مسلم ۱/۱۳۰

...ں میں ڈال کر ایمان پر ان کی استقامت وعزیمت کا امتحان لینا اللہ تعالیٰ کا وہ ...م جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

...تعالیٰ کا فرمان ہے:

...ب النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا ...ن قبلھم فَلَیَعْلَمَنَّ اللہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ۝[1]

...لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ایمان لانے کے بعد انہیں یوں چھوڑ دیا جائے گا اور ...ائش میں نہیں ڈالا جائے گا !(نہیں نہیں) ہم ان سے پہلوں کو بھی آزمائش میں ...چکے ہیں پس اللہ تعالیٰ یہ جاننا چاہتا ہے کہ اپنے دعوی ایمانی میں سچے کون ہیں اور ...ن ہیں؟

...ان اسلام! اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو ...یشہ کا، امتحان لیتا رہے گا۔

غربت اور اجنبیت کی آزمائش

...آزمائشوں میں ایک آزمائش یہ بھی ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ہوا ہے، یعنی ...اجنبیت کی آزمائش۔

...اور اجنبیت کی آزمائش سے کیا مراد ہے؟

...سے مراد مسلمان کا یہ احساس و ادراک ہے کہ وہ اس پورے معاشرے میں تنہا ...ا ہے، دھتکارہ ہوا ہے، مشرود و مطرود ہے، اس احساس کی وجہ یہ ہے کہ وہ توحید و ...ے منہج کو سمجھ کر اپنا چکا ہے اور باقی معاشرہ اس منہج سے باغی ہے لہٰذا اب اس کی

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کے ساتھ نہیں بنتی۔ نہ وہ معاشرے کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے نہ معاشرہ اس کے ساتھ۔ معاشرہ اسے تکلیفیں پہنچاتا ہے وہ برداشت کرتا ہے۔ بعض اوقات غربت و اجنبیت کا یہ دائرہ اور تنگ ہوجاتا ہے اور یہ شخص اپنے ہی گھر کی چاردیواری میں اپنے آپ کو اجنبی محسوس کرتا ہے کہنے کو اس کی ماں بھی ہے' باپ بھی ہے' بھائی اور بہنیں بھی ہیں۔ ایک گھر میں رہتے بھی ہیں۔ مگر وہ بلکل اجنبی اور دھتکارہ ہوا ہے۔ وجہ کیا ہے؟

وجہ یہ ہے کہ وہ ان کی بدعقیدگی سے بیزار ہے ان کے شرک و بدعت سے ناراض ہے اس کی اپنے اہل خانہ سے نہیں بنتی۔ لہٰذا وہ ان کے درمیان ایک چھت تلے رہتے ہوئے بھی محض اجنبی اور غریب ہے ان کے طعنے سہتا ہے گالیاں برداشت کرتا ہے ظلم و زیادتی قبول کرلیتا ہے مگر ان کے شرک و بدعت کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرتا۔ بعض اوقات بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں فاقے برداشت کرنے پڑتے ہیں گھر سے بے گھر اور وطن سے بے وطن ہونا پڑتا ہے مال و دولت اور جائیداد سے عاق ہونا پڑتا ہے دنیا کی سہولتیں چھین لی جاتی ہیں مار کٹائی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ وہ اللہ کی رضا کے لیے سب کچھ قبول کرلیتا ہے یہ ہے وہ اجنبی اور غریب جس کو اس حدیث میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ جنت کی بشارتیں دے رہے ہیں۔ **فطوبیٰ للغرباء۔**

یعنی ان غرباء کے لیے بشارت ہے۔

"غرباء" کا مفہوم و معنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے:

صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

(ومن الغرباء یا رسول اللہ؟)

یا رسول اللہ ﷺ! یہ غریب اور اجنبی لوگ کون ہے؟

… نے فرمایا: (الذین یصلحون اذا فسد الناس)[1]

… ہیں جو فاسق و فاسد اور بدعقیدگی میں مبتلا معاشرے کی اصلاح کا کام کرتے

… کی ظلم و زیادتی برداشت کرلیں لیکن دعوت و اصلاح کا فریضہ انجام دیتے رہیں … کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔

… دارمی، اور ابن ماجہ وغیرہ میں اس سوال کا یہ جواب منقول ہے۔

… من القبائل)

… وہ لوگ ہیں جو (بر بناء ایمان و عقیدہ) اپنے قبیلوں اور برادریوں سے کٹے … اپنے خونی رشتے محض اس لیے توڑ دیتے ہیں کہ ان کے قبیلوں اور برادریوں … اور بدعات و رسومات باطلہ کے خوگر ہیں لہٰذا وہ ان سے کٹ جاتے ہیں اور … منہج پر قائم رہتے ہیں انتہائی صبر اور استقامت کے ساتھ۔

… کہ اس حدیث کے اس حصے کی سند میں اگرچہ کچھ ضعف ہے لیکن چونکہ اس … صحیح اور محفوظ ہے لہٰذا ہم نے اسے نقل کرلیا ہے۔

… اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے غرباء کی تعریف یوں کی ہے:

… صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر من یعصیھم اکثر ممن یطیعھم)[2]

… یہ وہ نیک لوگ ہیں جو تعداد میں کم ہوتے ہیں اور ایک بہت بڑے بدکردار … میں زندگی بسر کررہے ہوتے ہیں ان کے نافرمان زیادہ ہوتے ہیں اور فرماں

… احمد، صحیح ابن حبان وغیرہ، الرقم: ١٦٦٩٠/ ترمذی: ٢٨٣٩

… احمد، الرقم: ٦٦٥٠

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بردار کم ہوتے ہیں۔

ان احادیث کا ملخص یہ ہے کہ وہ غرباء جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے عظیم بشارتیں ذکر فرمائی ہیں وہ مندرجہ ذیل صفات کے حامل ہوتے ہیں۔

① وہ اپنے قبیلوں، برادریوں، اور گھر بار سے محض دین کی بنیاد پر الگ تھلگ ہو جاتے ہیں اور اس سلسلہ میں انہیں بڑی اذیتیں سہنا پڑتی ہیں۔ لیکن دامن صبر ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ بلکہ یہ لوگ اپنی اس پر مشقت زندگی پر انتہائی پرسکون اور مطمئن نظر آتے ہیں اور توحید وسنت کی نعمتوں کو سینو پر سجائے انتہائی قابل فخر زندگی گذار کر اللہ تعالیٰ کی جوار رحمت میں پہنچ جاتے ہیں اب ان کے لیے کوئی دکھ اور تکلیف باقی نہیں رہی۔

[ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾][1]

ترجمہ: اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

② دوسری صفت یہ ہے کہ وہ اصلاح کا کام کرتے رہتے ہیں کفر وشرک اور بدعات و رسومات کے خلاف ہمیشہ صف آراء رہتے ہیں اور کسی لحہ دعوتی ذمہ داری سے غافل نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے دعوت واصلاح ہر دور کی ضرورت ہے اور یہ انتہائی کٹھن اور صبر آزما کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں دعوت کو جہاد کبیر قرار دیا ہے کیونکہ داعی کو بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں بڑی بڑی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بعض اوقات جسمانی اذیتیں جھیلنی پڑتی ہیں اور بعض اوقات حکام اور طواغیت کی طرف سے مال ومنصب اور کرسی اور عہدہ کی پیشکش ہوتی ہے اور ایک مخلص داعی کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان

[1] الفجر: ۳۰-۲۸

پیشکشوں کو ٹھوکر مار دے کیونکہ باطل نظام کا حصہ بنکر چاہے وہ کسی بھی اعتبار سے ہو
واصلاح کا کام نہیں ہو سکتا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر حکام وقت کبھی کوڑوں کی بارش
کر انہیں لہولہان کر رہے ہیں اور کبھی یک لخت مال ومنال اور منصب عالی کی لالچ دینا
ع کر دیتے امام صاحب اپنی پیٹھ پر کوڑے برداشت کرتے اور مال وعہدہ کی پیشکش
کر فرماتے: هذا اشد من ذاك. یعنی یہ مال وعہدہ کی آزمائش کوڑوں کی آزمائش
ت ہے۔

کچھ علماء تقیہ کا مشورہ دیتے تو جوابا فرماتے: جہلا کو حق معلوم نہیں اور علماء تقیہ کر لیں تو
ں کے سامنے حق کیسے واضح ہوگا؟

برادران اسلام! یہ ایک سچے اور مخلص داعی کا کردار ہے کہ دعوت کے میدان میں وقت
حکام کا سامنا کر رہا ہے ان کے نظام کا حصہ بنکر نہیں بلکہ ان کہ نظام سے مکمل کٹ کر ان
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آواز حق بلند کر رہا ہے ایسے مخلص مصلحین کے لیے رسول
ﷺ نے فرمایا: (فطوبی للغرباء)

ان غرباء کے لیے جنت کی بشارت ہے۔

③ تیسری خوبی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ تعداد میں کم ہوتے ہیں، ان کے حمائتی کم
ے ہیں اور مخالفین زیادہ ہوتے ہیں انہیں کثرت تعداد کا کبھی زعم وغرور نہیں رہا انہیں
لوم ہے کہ کثرت تعداد کو تو رسول اللہ ﷺ نے ان سواونٹوں سے تشبیہ دی ہے جن میں
واری کے قابل ایک بھی نہیں ہوتا۔

عہد رسالت میں غربت واجنبیت

نبوت سے قبل رسول اکرم ﷺ کی عرب کے جاہلی معاشرے میں بڑی عزت اور قدر

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومنزلت تھی۔لوگ آپ کو صادق وامین کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے بعض بڑے اہم اور کٹھن مواقع پر آپ کی رائے کو قبول کیا گیا اور یہ بات معروف اور معترف بہ تھی کہ تمام فضائلِ خیر اور اوصافِ حمیدہ میں پوری برادری کے اندر (محمد ﷺ) کے ہم مثل وہم مرتبہ کوئی نہیں۔لیکن جونہی آپ ﷺ نے کوہ صفاء پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت پیش کی تو غیر تو کیا خود آپ کی برادری نے آپ کی مخالفت کی۔آپ کے سگے چچا نے آپ کی بربادی وتباہی کی بددعا کر ڈالی۔

یہ وہ غربت واجنبیت ہے جو جناب محمد ﷺ کو محض اللہ تعالیٰ کی توحید کی خاطر حاصل ہوئی۔لیکن آپ کبیدہ خاطر یا دل برداشتہ نہیں ہوئے تکلیفوں اور اذیتوں کو برداشت کیا لیکن دعوت کا سلسلہ جاری رکھا۔ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہوگئی۔یہ جماعت بھی در حقیقت مختلف قوموں اور قبائل سے کٹ کر آئی تھی۔اس جماعت نے اللہ کی توحید کی خاطر اپنا گھر بار، آسائشیں، لذتیں، قرابتیں سب کچھ چھوڑ دیا۔جو کچھ عرصہ قبل معاشرے کا اہم کردار اور زمانے کی رونقوں کا مرکز تھے آج وہ محض اللہ کی توحید کی خاطر اس معاشرے میں اجنبی بن گئے۔چنانچہ ان چند اجنبی انسانوں پر تکلیفوں کے پہاڑ توڑ دیئے گئے:

[وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝][1]

ترجمہ: ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب (اور) قابل ستائش ہے۔

ایذاء رسانی کا سلسلہ ابولہب کی بددعا اور براہ راست ڈانٹ ڈپٹ سے شروع ہوا۔ پھر مختلف الزام تراشیاں کی گئیں۔کبھی اکرم الخلائق جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مجنوں کہا

[1] البروج:۸

کبھی شاعر اور کبھی ساحر و کاھن۔

آپ کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کیا گیا۔آپ کلام مقدس کی آیات تلاوت فرماتے تو [اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ] (پچھلے لوگوں کے قصے کہانیاں) کہا گیا کبھی [اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ] کوئی دوسرا شخص تعلیم دیتا ہے) کہا گیا کبھی [اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ افْتَرٰىهُ] (یہ سب ہے جو اس نے خود گھڑا ہے)

کبھی جناب رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں کہا گیا:

[مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ][1]

مسلمانوں پر تحقیر واستہزاء کا ایک بازار گرم تھا' وہ لوگ ٹھٹھ کرتے' پاس سے گذرتے اشارے کرتے مذاق اڑاتے۔۔۔

[اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ مَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ لَضَاۗلُّوْنَ ۝][2]

یعنی گنہگار لوگ ایمانداروں پر ہنستے تھے اور جب ایمان والوں کے ساتھ گزرتے تو وں سے اشارہ کرتے ہوئے' اپنے گھر والوں کی طرف باتیں بناتے ہوئے لوٹتے اور ان ایمان والوں کو دیکھتے تو کہتے یہ گمراہ ہیں۔

ایذا رسانی کا یہ سلسلہ پھر جسمانی تشدد تک پہنچ گیا۔۳۵ سرداران قریش کی با قاعدہ بنادی گئی جس کی ڈیوٹی یہ تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ اوران کے ساتھیوں پر جبر وتشدد

[1] الفرقان:۷
[2] المطففین:۲۹-۳۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی منصوبہ سازی کریں ابولہب، ابوجہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، عتبہ اور شیبہ اس ایذاء رسانی میں پیش پیش رہتے ابولہب کی بیوی کا کردار بھی بڑا ابھیانک تھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے گڑھے کھودے جاتے راہ چلتے پتھر مارے جاتے، سجدے کی حالت میں پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی گئی ظلم کی انتہاء یہاں تک پہنچی کہ آپ ﷺ کی بیٹی کو شہید کر دیا گیا اس وقت وہ حاملہ تھیں وہ حمل بھی وضع ہوگیا آپ کے جانثار ساتھیوں کے ساتھ بھی بہت ظلم ہوا۔

بلال حبشی، آل یاسر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی استقامت

بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو رسی سے باندھ کر اوباش نوجوانوں کے سپرد کر دیا جاتا جو انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے دوپہر کی شدت کی حرارت وتمازت میں نوکیلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے آگ کے انگاروں پر لٹایا اور گھسیٹا جاتا لیکن وہ مسلسل احد احد پکارتے رہتے۔

عمار بن یاسر اور ان کے والد یاسر اور والدہ سمیہ رضی اللہ عنہم کو مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا پھر ان کے جسم پر کھولتا ہوا گرم پانی ڈال دیا جاتا۔

نبی اکرم ﷺ یہ ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے انتہائی مغموم ہوتے اور دکھ بھرے لہجے میں یہ فرماتے:

(صبرا یا آل یاسر فان موعدکم الجنة)[1]

اے خاندان یاسر صبر کرو تم سے میں جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔

---

[1] مستدرک حاکم ۳/۳۸۳، مسند احمد ۱/۴۹۳

اس ظلم کی تاب نہ لاکر یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ان کی بیوی سمیہ رضی اللہ عنہا کی شرمگاہ میں نیزہ ...ا جس سے وہ شہید ہوگئیں یہ سب کچھ اللہ کی توحید کی خاطر تھا۔

اسی قسم کے مظالم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ پر بھی ڈھائے گئے جنہیں انہوں نے محض اللہ ...حید کی خاطر برداشت کیا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع جب ... والدہ کو ہوئی تو اس نے ان کا کھانا پینا سب بند کردیا زندگی کی مراعات اور سہولتیں ...لیں ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔ نازونعم میں پلے ہوئے مصعب کی جسم کی کھال کے ...ے اُدھڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان کے مٹھی بھر ساتھیوں کو تین سال تک شعب ...الب میں محصور ہونا پڑا۔

...برادران اسلام! یہی صورت حال اس حدیث میں مذکور ہے: (بدأ الاسلام ...ا) کہ اسلام غربت واجنبیت سے شروع ہوا۔ ابتداء میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی ... بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا تھا: من اتبعك على هذا ...مر؟ اب تک کتنے لوگوں نے آپ کی اتباع قبول کی؟ تو فرمایا: (عبد و حر) صرف دو ... نے ایک غلام بلال حبشی اور دوسرے آزاد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما۔

یہ سب آغاز اسلام کی غربت واجنبیت ہے لیکن یہ مٹھی بھر جماعت بلا خوف لومۃ لائم ...عقیدہ اور منہج پر قائم رہی۔ طاغوتوں کی تکلیفیں اور ایذائیں ان کے پائے استقامت ...رہ برابر لغزش یا ارتعاش پیدا نہ کرسکیں نبی اکرم ﷺ کی محبت واطاعت اور آپ کے ...کامل وفاداری ان کا سرمایہ حیات اور حاصل زندگی تھا دعوت کا سلسلہ جاری رہا ...ت آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ لیکن مظالم کا میدان بھی گرم رہا۔ حتیٰ کہ وہ طبعی مرحلہ بھی ...یا جو عندالناس مطرود ومشرود لیکن عنداللہ عظیم المرتبت انسانوں کا مقدر ہوتا ہے یعنی وطن

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے بے وطن اور گھر سے بے گھر کر دیا جانا۔

چنانچہ اپنے دین کے سرمائے کو بچانے کے خاطر حبشہ کی طرف دو ہجرتیں اور پھر مکہ سے مدینہ کی ہجرت تاریخ اسلام کا ایک عجیب سنگ میل اور مسلمانوں کا عظیم کارنامہ ہے۔

ہجرت کا مقصد صرف اپنے دین وایمان کی حفاظت تھا باقی دنیا تباہ ہوگئی کاروبار ٹھپ ہوگئے جمع پونجی سے محروم ہوگئے رشتے ٹوٹ گئے گھر چھوٹ گئے لیکن اللہ کا دین بچ گیا آفرین اور مبارک۔آسمان سے آوازیں آئیں:

[الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ]¹

(جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ کے نزدیک درجہ کے لحاظ سے یہ سب سے اونچے ہیں اور یہی لوگ درحقیقت کامیاب اور فائز المرام ہیں۔)

منہجِ صحابہ اور اس کی برکات

اس مٹھی بھر جماعت کا سچا عقیدہ، کھرا دین، اپنے پیغمبر سے وفاداری، بالکل صحیح منہج، دعوت کی لگن جہاد کی ہمرکابی، دنیا کے جاہ وجلال مال ومنال اور حشمت ومنصب سے بے التفاتی وبے توجہی وہ اوصاف تھے کہ جن کی بدولت دین اسلام ایک مستحکم دین بن گیا اور قیصر وکسری کے ایوان لرز اٹھے یہی مکہ دوبارہ فتح ہوگیا شرک اور مصادر شرک کو پامال کردیا گیا اور توحید وسنت کی شمع روشن ہوگئی۔

اس جماعت نے ابتداء میں غربت واجنبیت کے کیسے کیسے دکھ اٹھائے لیکن اللہ راضی

¹ التوبة:۲۰

[...] اور اس نے انہیں دنیا وآخرت کے اکرام کے لیے چن لیا اور اس جماعت کے منہج کو [...] دنیا تک کے لیے نمونہ بنا دیا اور کامیابی وکامرانی کا وسیلہ بنا دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں ہونے والے تہتر فرقوں کی خبر دی اور یہ بھی بتا [...] کہ یہ سب جہنم میں جائیں گے صرف ایک گروہ جنت میں جائے گا تو صحابہ نے پوچھا وہ [...] ہے!

فرمایا:

(ما أنا عليه اليوم وأصحابي)

یہ گروہ وہ ہے جو اس چیز پر قائم ہو جائے جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

وہ محض عرب کا ہو یا عجم کا، گورا ہو یا کالا، آمر ہو یا مامور، سب کے لیے صحابہ کرام کا منہج [...]ز حیات ہی اسوہ اور نمونہ اور دنیوی اور اخروی اعتبار سے نجات دہندہ ہے۔

[وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ]¹

ترجمہ: جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی۔اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ [...] سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اس نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن [...] نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔یہ بڑی کامیابی ہے۔

برادران اسلام! غربت واجنبیت کی یہ داستانیں صرف اس امت کے ساتھ مخصوص

¹ [...]:۱۰۰

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہیں ۔ یہ وہ طبعی اور لازمی راستہ ہے جس پر سابقہ انبیاء اوران کی مٹھی بھر جماعتوں کو چلنا پڑا۔ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال توحید سنائی دن رات وادیوں اور چوٹیوں پر خلوتوں اور جلوتوں میں قوم کے برے برتاؤ پر صبر کرتے ہوئے ۔ نتیجہ صرف یہ نکلا کہ صرف 180 افراد نے اس توحید کی دعوت کو قبول کیا پتہ نہیں ان 950 سالوں میں قوم نے کتنا تنگ کیا ہوگا کتنی بدسلوکی کی ہوگی کہ یہ دعا کرنے پر مجبور ہو گئے کہ یا اللہ! اب اس زمین کی پشت پر سے کافروں کو اس طرح تباہ و برباد کردے کہ ان کا ایک گھر بھی باقی نہ بچے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی استقامت

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد صحابہ کرام کو اپنا خواب سنایا فرمایا کہ میں نے خواب میں میدان محشر دیکھا۔ ہر امت اجابت اپنے نبی کے ساتھ کھڑی ہے کچھ ایسے نبی بھی دیکھے جن کے ساتھ بیس پچیس افراد کی چھوٹی سی جماعت ہے کچھ ایسے نبی بھی دیکھے جن کے ساتھ صرف دو افراد کھڑے ہیں کچھ ایسے نبی بھی دیکھے جن کے ساتھ ایک ہی آدمی کھڑا ہے اور کچھ ایسے نبی بھی دیکھے جو بالکل تنہا کھڑے ہیں ۔ [1] گویا انہوں نے پوری زندگی دعوت کے میدان میں گزار دی اور ایک شخص بھی دعوت قبول کرنے والا اور ساتھ دینے والا نہیں ملا۔ آپ ذرا تصور کیجئے ایسے انبیاء نے تنہا پوری زندگی اپنے قوموں کے درمیان کس طرح بسر کی ہوگی! غربت و اجنبیت کا کیا احساس ہوگا ؟ کتنی کامیاب اور مبارک زندگی ہے طاغوت کے نظام سے سمجھوتہ نہیں کیا پہاڑ جیسی زندگی تنہا کاٹ گئے بڑے بڑے دکھ جھیلے، مصائب و آلام سے دوچار ہوئے لیکن داعیانہ کردار سے سرمو پیچھے

[1] صحیح بخاری: ۶۵۴۱/صحیح مسلم: ۵۲۷

ہٹے تا زندگی اللہ کے دین سے وفا کی۔

موسیٰ علیہ السلام کی امت گو بہت بڑی امت تھی لیکن نہ معلوم اس امت نے موسیٰ علیہ السلام کو صدمے پہنچائے کہ موسیٰ علیہ السلام یہ دعا کرنے پر مجبور ہو گئے کہ اے اللہ! اب اس قوم کے رہنے کی ہمت نہیں اب میرے اور اس قوم کے درمیان جدائی پیدا کردے لیکن اللہ نے فرمایا کہ نہیں تم اپنی قوم کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے تا حیات اسی قوم کے ساتھ رہنا ہے۔

یونس علیہ السلام کیا خبر قوم کے رویے سے کتنے دل برداشتہ ہوئے ہوں گے کہ اپنی قوم ہی کو چھوڑ کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیئے گئے۔

نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویاں پرلے درجے کی نافرمان تھیں ان انبیاء کو گھر سے باہر کے درشت رویے کا سامنا کرنا پڑتا اور گھر آتے تو اپنی بیویوں کی نافرمانیوں اور بد زبانیوں کے صدمے سہنا پڑتے کہیں آرام میسر نہیں تھا۔

برادران اسلام! انبیاء کرام کی غربت و اجنبیت کے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے آپ قرآن حکیم پڑھ کر دیکھیں بالخصوص سورہ ھود کی تلاوت کریں انبیاء کرام کی دعوت اس کے نتیجے میں قوموں کا سلوک اور پھر انبیاء کی عزیمت و استقلال کی نصیحت و عبرت بھری داستانیں آپ کے سامنے آئیں گی۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام نے کہا: آپ پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گو یہ بڑھاپے کی عمر نہیں لیکن مجھے قرآن کی سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ [1]

[1] المعجم الاوسط، الرقم: [illegible]

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصحاب کہف کا واقعہ بھی اسی سلسلہ غربت کی ایک کڑی ہے صرف سات نوجوانوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو قبول کر لیا پھر اپنی پوری قوم و برادری سے کٹ گئے، زندگی کی مراعات کو ٹھکرا دیا۔ پھر ایک غار میں جمع ہو کر مستقبل میں داعیانہ کردار ادا کرنے اور وقت کے طاغوت سے دو دو ہاتھ کرنے کی پلاننگ کر رہے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی جو بارش ہوئی وہ آپ بخوبی جانتے ہیں اور تو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ان چند بندوں کی خاطر سورج کا دائمی روٹ تک تبدیل کر دیا اندازہ کریں اللہ تعالیٰ کو ایسے بندوں سے کتنا پیار ہے!؟

اس لیے اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فطوبی للغرباء. کہہ کر عظیم بشارت دی۔

طوبیٰ کیا ہے؟

طوبیٰ جنت کا نام ہے اور مسند احمد اور ابن حبان میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کے مطابق یہ جنت کا ایک درخت ہے جس کا پھیلاؤ سو سال کی مسافت کے بقدر ہے اس درخت سے اہل جنت کا لباس تیار ہوا کرے گا۔[1]

اللہ کے مقبول بندوں کی شان

صحیحین کی ایک طویل حدیث میں ایسے بندوں کی شان یوں مذکور ہے۔

(....ان استأذن لم یوذن له وإن شفع لم یشفع لو اقسم علی الله لابره)[2]

یعنی یہ لوگ معاشرے کی نظر میں اتنے حقیر اور بے قدر ہوتے ہیں کہ کہیں داخل ہونے کی اجازت چاہیں تو انہیں اجازت نہیں ملتی کسی کی سفارش کر دیں تو ان کی سفارش قبول نہیں

[1] مسند احمد، الرقم: ۱۱۶۷۳
[2] بخاری، الرقم: ۲۸۸۷

ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے بلند مقام اور عظیم القدر ہوتے ہیں کہ اگر کبھی اللہ کی قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی لاج رکھتا ہے اور ویسا ہی کرتا ہے جیسی وہ قسم لیتے ہیں۔ صحیح بخاری کی اسی مضمون کی ایک روایت کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ (طوبی له طوبی له) یعنی اس شخص کو جنت کی بشارت ہو، پھر بشارت ہو۔

صحیح مسلم میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ان لوگوں کی شان بایں لفظ وارد ہوئی

(رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی الله لابره)[1]

یعنی: بہت سے بکھرے بالوں والے، گرد و غبار سے اٹے ہوئے اور دنیا داروں کے دروں سے دھتکارے ہوئے لوگ اللہ کے نزدیک اتنے رفیع المرتبت ہوتے ہیں کہ اگر تعالیٰ کو کوئی قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے

(الا اخبر کم بأهل الجنة)

کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کی خبر نہ دوں! صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ضرور تو رسول اللہ نے فرمایا:

(کل ضعیف متضعف لو اقسم علی الله لابره)[2]

یہ معاشرہ کا ہر مفلوک الحال اور کمزور گردانا گیا فرد ہے جو اللہ کے ہاں اتنا عزت دار

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۸۵۴
[2] صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۹۱۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اللہ پر کبھی کوئی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کی لاج رکھ لیتا ہے۔

برادران اسلام! غربت و اجنبیت کا یہ سلسلہ ترک وطن پر جا کر منتج ہوتا ہے (مدفوع بالا بواب) سے مراد اگر در بدر کی ٹھوکریں کھانا لے لیا جائے تو یہ حقیقت حال کے عین مطابق ہے۔

اللہ کے دین کے خاطر بے وطن اور بے گھر ہونا غرباء کی اصل سنت ہے بے وطنی کی کیفیت کبھی تو اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ توحید اور تمسک بالسنۃ کی وجہ سے اپنے وطن میں ان کا جینا دوبھر کر دیا جاتا ہے کہ وطن، گھر بار اور تجارت ہر چیز کو خیر باد کہہ کر کسی دوسری جگہ غربت کی زندگی گذار جاتے ہیں۔

کبھی بے وطنی کی کیفیت داعیانہ کردار ادا کرنے کے لیے پیدا ہوتی ہے اور کبھی مجاہدانہ سرگرمیوں کی خاطر وطن سے بے وطن ہوتے ہیں۔

اسلام کے عظیم داعی اور مجاہد ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ سے رستم نے پوچھا کہ تم لوگ یوں در بدر کیوں پھرتے رہتے ہو؟ جواب دیا:

''تاکہ بندوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر بندوں کی رب کی عبادت پر لگا دیں،،

مبارک لمحات

غربت و اجنبیت کے یہ لمحات کتنے مبارک ہیں ایک ایک سانس عبادت اور ایک ایک قدم نیکی شمار ہوتا ہے اور اگر اسی عالم غربت میں پیام اجل آجائے اور یہ ٹھکرایا ہوا بندہ دنیا کے جھمیلوں سے رہائی پا کر، اور اپنی دنیوی حاجتوں اور ضرورتوں کو سینے ہی میں دبائے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو یہ راہ شہادت کی موت بن جاتی ہے کتنی عظیم موت ہے:

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال، قال رسول اللہ ﷺ ان العبد اذا

بغیر مولدہ قیس لہ من مولدہ الی منقطع اثر من الجنۃ.[1]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بے وطنی کی مارا جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی جائے موت سے لیکر جائے پیدائش (وطن) تک جنت کی اس کے نام الاٹ کر دیتا ہے! سبحان اللہ۔

برادران اسلام! غربت و اجنبیت کی زندگی کے بے شمار فضائل و درجات ہیں جنہیں مختصر سے خطبہ میں سمیٹنا میرے لیے ناممکن ہے بہرحال ان ہی فضائل کے پیش نظر اللہ ﷺ نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کندھے کو اپنے ہاتھ مبارک سے تھام کر یا:

"کن فی الدنیا کانك غریب و عابر سبیل،

یعنی: دنیا میں غریب یا راہ چلتے مسافر کی مانند بن کر رہو۔[2]

عبداللہ بن عمر پر ایسا اثر ہوا، فرمایا کرتے تھے:

''زندگی اس طرح بسر کرو کہ اگر شام پالو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور صبح کو پالو تو شام کا انتظار و صحت میں خوب عمل کر لو قبل اس کے کہ بیماری حائل ہو جائے اور زندگی میں خوب کمالو قبل اس کے کہ موت تمہارے سینے میں اپنے پنجے گاڑ دے۔[3]

بھائیو! اللہ کی راہ میں آنے والی تکلیفوں کا کوئی ملال نہیں تھا جہاد کے لیے طویل و پیدل سفر کہ بعض اوقات پاؤں زخمی ہو جانے کے باوجود، فاقوں کے باعث، پیٹ

نسائی، الرقم: ۱۸۳۱ / ابن ماجہ، الرقم: ۱۶۱۴

صحیح بخاری، الرقم: ۶۴۱۵

صحیح بخاری، الرقم: ۶۴۱۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر پتھر باندھنے کے باوجود میدان جہاد میں زخموں سے چور اور خون میں لت پت ہونے کے باوجود رشتوں ناطوں کے دین کی خاطر چھوٹنے اور ٹوٹنے کے باوجود زندگی اس قدر مطمئن اور پرسکون تھی کہ فرمایا کرتے تھے۔

"اگر محلات کے اندر رہنے والے بادشاہ اور ان کی اولادیں ہمارے سکون کی ایک جھلک بھی ملاحظہ کرلیں تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اپنی فوجوں اور چمکدار تلواروں کے ساتھ ہمارا سکون چھیننے کے لیے ہم پر حملہ کردیں۔"

بھائیو اور دوستو! مضمون کافی پھیلتا جارہا ہے۔ بہرحال میں نے اس مختصر سے خطبہ میں حدیث **(فطوبیٰ للغربا)** کو سامنے رکھتے ہوئے غرباء کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس پرفتن اور پرہنگام دور میں جبکہ ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ غیر شرعی افکار، مغربی ثقافت اور سیاہ تہذیب کی یلغار ہے ایک ملحد حکومت قائم ہے اور مختلف طواغیت کی تباہ کن آندھیوں کے جھکڑ چل رہے ہیں اپنے دین، عقیدہ، منہج، ثقافت اور کتاب وسنت کی امانت کو سینے سے لگائے رکھنا یہ غرباء کا اصل کردار ہے۔

اس کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔ مال و وسائل سے ہاتھ دھونا پڑے۔ دنیوی حاجتوں اور حشمتوں کا خون ہوجائے۔۔۔ لیکن یہ سب کچھ اللہ کے دین کی خاطر برداشت کرلے۔۔۔ آخر دنیا میں کیا رکھا ہے۔

ایمان وعقیدے کی حلاوت و بشاشت جس دل میں رچ بس جاتی ہے اسے نہ دنیا کی چمک دمک متاثر کرتی ہے نہ دنیا والوں کے مظالم اس کا سر جھکا سکتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے جادوگروں کا ایمان افروز واقعہ اس حقیقت پر شاہد

ہے۔
ہاں وہ فرعون سے انعام واکرام کی لالچ میں موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہیں
ب ایمان کی حقیقت واضح ہوگئی اور دل وجان کی گہرائیوں سے ایمان قبول کرلیا تو اب
ہاتھ پاؤں توڑنے اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہا ہے اور وہ جواب دیتے

قالوا مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۚ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝]1

یعنی: اے فرعون! جو چاہو کر گزرو، تم زیادہ سے زیادہ اس دنیا کی زندگی کا خاتمہ کر دو
اس کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہو؟ اور غور سے سن لو دنیا کی زندگی کی ہمارے سامنے کوئی
نہیں ہے۔

میرے دوستو! یہ درحقیقت غرباء کا کردار ہے۔۔۔ ہاں یہ لوگ دعوت واصلاح کا
تے رہتے ہیں باطل اور طاغوتی نظام سے کٹ کر کلمہ حق بلند کرتے رہتے ہیں۔
لوگ حق پر جری ہوتے ہیں بے باک ہوتے ہیں، مخلص ہوتے ہیں، کسی ملامت گر
واہ نہیں کرتے حق کی خاطر بڑے بڑے نقصان، دکھ اور صدمے جھیلتے ہیں
انہیں بڑے کٹھن اور صبر آزما حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہی وہ اوصاف ہیں
ہمارے امیر ومربی جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ تاحیات قائم رہے اور میں اپنے آپ کو
کو انہی اوصاف حمیدہ پر قائم رہنے کی نصیحت وتلقین کرتا ہوں۔

صاحب کی جماعت کے نظم کو قائم رکھیں اسے مزید مثالی اور فعال بنائیں اللہ تعالیٰ
کا حامی وناصر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنادے۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمادے۔ انہیں جنت الفردوس اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمادے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

اقول قولی ھذاو استغفر اللہ لی ولکم و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صدارتی خطبہ

(1997ء)

موضوع:

امتِ مسلمہ کی حالت زار اور اس کا علاج

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ وأھل طاعتہ أجمعین. وبعد

قابل احترام علماء کرام! معزز سامعین حضرات!

جمعیت اہل حدیث سندھ کی پندرھویں کانفرنس شروع ہو رہی ہے، کانفرنس کا یہ عمل ہمارے امیر محترم، ہمارے شیخ اور مربی شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے جس تسلسل کے ساتھ چلایا اسی تسلسل کے ساتھ ان کی وفات کے بعد بھی جاری ہے، اور ان شاء اللہ ان کیلئے صدقہ جاریہ ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

سامعین حضرات! یہ بندہ ناچیز نہ تو صدارت کا اہل ہے اور نہ ہی اپنے آپ کو خطبہ صدارت لکھنے کا اہل سمجھتا ہے لیکن یہ ایک ذمہ داری اس ناکارہ کے کندھوں پر ڈال دی گئی ہے جسے مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق نبھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

امت مسلمہ کی حالت زار اور اس کا علاج

سامعین کرام! آج امت مسلمہ ہر طرف سے مصائب وآلام میں گھری دکھائی دے رہی ہے دشمن چاروں طرف سے ہم پر مسلط ہے معیشت دگرگوں ہوتی جا رہی ہے، ہم مختلف اخلاقی، معاشرتی اور سماجی انحرافات کا شکار ہوتے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان:

[إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ][1]

کے مطابق یہ سب کچھ ہمارا ہی کیا دھرا ہے جب تک ہم اپنی اصلاح نہیں کریں گے

[1] الرعد:۱۱

...عالیٰ ہماری اصلاح نہیں فرمائے گا۔ مگر ہم اصلاح کی طرف نہیں آ رہے۔ لہذا روز بروز ...ے حالات بگڑتے جا رہے ہیں۔

ہمارے یہ تمام حالات اس وقت تک نہیں سنور سکتے جب تک سنوارنے والا نہیں ...رے گا، اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، حدیث میں ہے:

واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوك بشيئ لم ینفعوك الا بشيئ قد ...ہ اللہ لك وان اجتمعوا علی ان یضروك بشيئ لم یضروك الا بشيئ قد کتبہ علیك رفعت الاقلام وجف الصحف.[1]

یعنی خوب اچھی طرح جان لو اگر یہ پوری امت جمع ہو کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو ... فائدہ نہیں پہنچا سکتی، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی فائدہ لکھا ہو، اور اگر سب اکٹھے ...تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو اللہ کے لکھے ہوئے کے علاوہ کوئی نقصان نہیں ...کتے، یہ سب کچھ لکھوا کر قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

برادرانِ اسلام! معلوم ہوا کہ نقصان کا ازالہ اور بھلائی اور فائدے کا حصول اللہ تعالیٰ ...امر و توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ ہماری حالت تب ہی سنوارے گا اور ہمیں ...تب ہی پہنچائے گا جب ہم سے راضی ہوگا۔ وہی سب سے بہترین ہمارے امراض کی ...ص وعلاج کرنے والا ہے۔ فرمایا:

الطبیب ھو اللہ.[2]

...سب سے بہترین طبیب اللہ تعالیٰ ہے۔

[1] ترمذی:۲۵۱۶

[2] موسوعۃ اطراف الحدیث: ...

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب یہ طے شدہ بات ہے تو واضح ہونا چاہئے کہ ہمارے امراض ومصائب کا بہترین علاج وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کی بنیاد

حضرات سامعین! اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کی جو بنیاد ہمیں فراہم کی ہے وہ اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔

[قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝] [1]

ترجمہ: کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع ہی دراصل وہ بنیاد ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، رضا اور محبت فراہم کرسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کی مستحق تین جماعتیں

ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

[وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ] [2]

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ

---

[1] آل عمران: ۳۱

[2] التوبۃ: ۱۰۰

کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا دنیا کی تین جماعتوں کیلئے ہے۔ ایسی کوئی جماعت نہیں جس کیلئے اللہ کی رضا ہو۔

وہ تین جماعتیں یہ ہیں:

① مہاجر صحابہ کرام، جنہوں نے اپنے ایمان کو بچانے کیلئے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی۔

② وہ انصار صحابہ کرام جنہوں نے ہجرت کر کے آنے والوں کا ایسا استقبال کیا کہ وہ جان ومال کے ساتھ ان پر فدا ہوگئے۔

③ تیسرے وہ لوگ ہیں جو ان کے پیروکار ہیں۔ وہ کسی بھی دور میں ہوں، کسی بھی ے ہوں، کسی بھی رنگ ونسل کے ہوں، بس رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے منہج کی ان کا شعار ہو اور وہ اسی پر چلتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردیں۔

سامعین کرام! ان دلائل سے میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمارے تمام دکھوں کا مداوا م پریشانیوں کا علاج رسول نبی کریم ﷺ کی اتباع پر ہی موقوف ہے۔

رسول اللہ ﷺ کیلئے بھی اتباعِ دین ضروری ہے

اگر اتباع کے بغیر کسی کا چھٹکارا ممکن ہوتا، اور کسی کیلئے یہ گنجائش ہوتی کہ وہ اتباع کے اپنی ذاتی خواہشات پر عمل کرلے تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جناب محمد ﷺ کو اس بات کی ت دے دی جاتی کیونکہ ان کی خواہش اور قول وکردار سب سے زیادہ مقدس ومحترم ن ان کیلئے بھی اس کا کوئی امکان نہیں رکھا گیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ][1]

یعنی: جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی جاتی ہے صرف اس کی پیروی کرو۔

[وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝][2]

وہ محمد ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے جو کچھ بولتے ہیں وہ وحی ہوتا ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

[اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ][3]

میں نہیں پیروی کرتا مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

[وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝][4]

یعنی: اگر پیغمبر علیہ السلام بھی اپنی کوئی بات ہماری طرف منسوب کردیں گے تو ہم دائیں ہاتھ سے انہیں پکڑ کر ان کہ شہ رگ کاٹ دیں گے۔

سامعین حضرات! اس سے بڑھ کر اتباع کی ضرورت واہمیت کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے جب محمد رسول اللہ ﷺ اتباع کے دائرہ میں محصور ومقید ہیں تو بھلا ہمارے لئے اتباع کے

[1] الانعام:۱۰۶

[2] النجم:۳،۴

[3] الاحقاف:۹

[4] الحاقۃ:۴۴تا۴۶

ی چارہ کار ہوسکتا ہے؟

اس لئے آیئے آج کی نشست میں اتباع کے معنی ومفہوم، اتباع کی حقیقت ومقام ع کی شرائط واسس اور اتباع کے طریقہ جیسے اہم موضوعات پر اختصار سے گفتگو کریں عالیٰ ہمیں اس منہج کا صحیح ادراک عطا فرمادے اور صحیح معنی میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع فیق عطا فرمادے۔

اتباع کا معنی

اتباع کا مادہ تبع ہے، علماء لغت کہتے ہیں کہ تبعت القوم کا معنی ہے مشیت خلفھم یعنی م کے پیچھے چلا یعنی اتباع کسی کے پیچھے چلنے کا نام ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ کہ اتباع ایسے راستے پر چلنے کا نام ہے جس پر پہلے چلا جاچکا ہو وہ راستہ نیا نہ ہو نئے ے پر چلنے کیلئے عربی لغت میں ابتداع کا لفظ ہے جس کا معنی بدعت ہے اور جس کو شریعت ضلالت اور جہنم کا راستہ قرار دیا ہے۔

گویا عافیت اور ہدایت کا راستہ اتباع ہے نہ کہ ابتداع یعنی ایسی راہ کا انتخاب جس پر جاچکا ہو اور یہ چلنے والے محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام ہیں۔

فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے:

[ما انا علیه الیوم واصحابی][1]

یعنی: ہدایت اور نجات پانے والا گروہ تاقیامت صرف وہ ہے جو اس نہج پر قائم ہو ے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔

[1] ترمذی:۲۶۴۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ][1]

اوران لوگوں کے راستہ کی اتباع کہ جو میری طرف رجوع کرتے ہیں۔

اوراس امت میں انابت کے رتبہ کی چوٹی پر محمد ﷺ اوران کے صحابہ قائم ہیں۔

اتباع کی حقیقت

نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی حقیقت بعینہ وہی ہے جو توحید باری تعالیٰ کی ہے یعنی جس طرح عقیدہ توحید نفی واثبات کے اجتماع سے عبارت ہے یعنی ایک اللہ کو معبود ماننا اور تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کرنا اسی طرح اتباع کے میدان میں یہ ضروری ہے کہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہو اور باقی تمام کی پیروی سے بچنا اور مکمل احتراز کرنا۔

عقیدہ توحید میں نفی واثبات کے اجتماع کے ضروری ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ][2]

ترجمہ: جو ہر طاغوت کا انکار کرے اور ایک اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹ نہیں سکے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے:

[1] لقمان:۱۵

[2] البقرة:۲۵۶

"حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا"[1]

یعنی: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے کسی کو شریک نہ کریں۔

اس آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عقیدہ توحید تب ہی مکمل ہوگا جب اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اثبات اور اقرار واعتراف ہو اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے معبود ہونے کی نفی اور انکار ہو۔

اتباع کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہو اور عقیدہ ہو کہ پیروی کے لائق صرف وہ ہیں۔ بالفاظ دیگر اللہ کے نبی ﷺ جو کچھ کرگئے یا بتاگئے وہی دین ہے اور اتباع ہے، اور اس کے علاوہ ہر راستہ باطل ہے، آپ ﷺ کی پیروی کے ساتھ ساتھ دوسرے کی پیروی سے نہ صرف یہ کہ عملاً احتراز ہو بلکہ اس کا انکار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس انکار کو بہت سے مقام پر الگ الگ اور بعض جگہوں پر اکٹھا ذکر فرمایا ہے۔

[وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ][2]

اور بے شک یہی میرا راستہ بالکل سیدھا ہے پس اس کی اتباع کرو اور اس راستے کے بقیہ کسی راستے کی پیروی نہ کرو، ورنہ یہ راستے تمہیں سیدھے راستے سے بھٹکادیں

یہاں "اتبعوا" امرواثبات ہے اور "لاتتبعوا" نفی وانکار ہے۔

[1] بخاری:۲۵۰۰

[2] الانعام:۱۵۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اتباع کے میدان میں اس اثبات اور انکار کا عقیدہ ضروری ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا:

'ھذا صراطی مستقیما.....'[1]

یعنی: یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔ (یہ اثبات ہے) پھر اس سیدھے خط کے دائیں بائیں بہت سے خط کھینچے اور فرمایا ان تمام راستوں میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے اور دعوت دے رہا ہے۔ (یہ نفی وانکار ہے۔)

دنیا میں دو ہی راستے ہیں سبیل اللہ اور سبیل الشیطان

سامعین کرام! یہاں کسی ابہام یا اخفاء کے بغیر بڑی صراحت کے ساتھ یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ اس دنیا میں راستے دو ہی ہیں ① سبیل اللہ، یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے جس کی بنیاد وحی الٰہی ہے، اور جس کے ترجمان محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرمایا:

[فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ]'[2]

یعنی: اے محمد ﷺ! آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے اس کو مضبوطی سے تھامے رہیے، بلاشبہ سیدھے راستے پر آپ ہی ہیں۔

آگے فرمایا:

[وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔــلُوْنَ][3]

---

[1] مسند احمد: ۱/۴۳۵

[2] الزخرف: ۴۳

[3] الزخرف: ۴۴

نصیحت آپ کیلئے بھی ہے اور آپ کی امت کیلئے بھی۔

مطلب یہ کہ نبی ہو یا امتی سب کیلئے تمسک کا راستہ وحی الٰہی ہے۔ اور یہی اتباع کی ...ں ہے۔

② دوسرا راستہ، سبیل الشیطان ہے، اس کو قرآن پاک میں "ولا تتبعوا السبل" ...یا ہے اور یہ ہر وہ راستہ ہے جو وحی الٰہی سے ہٹ کر ہو، چاہے کسی بھی نام سے ہو اور کسی ...صیت سے منسوب ہو، ماننے والوں کی تعداد بڑی ہو چھوٹی ہو، وسائل کم ہوں یا زیادہ ...

[فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ]'

حق کے تعین واثبات کے بعد باقی جو بچتا ہے وہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

اس لئے "ولا تتبعوا السبل" میں 'السبل' کی تفسیر حبرِ امت عبداللہ بن ... رضی اللہ عنہ نے "الضلالات" (گمراہیاں) سے کی ہے۔

امام مجاہد نے "السبل" سے مراد "البدع والشبہات" کہا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ...ستقیم کی تفسیر صحابی رسول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں کی ہے:

یعنی صراط مستقیم ایک راستہ ہے جس کے نیچے والے سرے پر ہمیں محمد ﷺ چھوڑ کر ...یں اور اس کا اوپر والا سرا جنت میں جا داخل ہوتا ہے۔۔۔ جو اس راستے سے نکلا (خواہ ...طرف چلا جائے) وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اب غور کیجئے! صحابہ کرام بھی اتباع کا راستہ ایک ہی سمجھتے تھے اور باقی ہر راستے کو

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گمراہی اور جہنم کا راستہ قرار دیتے تھے۔

امام شاطبی نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی تفسیر میں ایک مقام پر لکھا ہے:

"ولا یبعد ان یقال ان الضالین یدخل فیه کل من ضل عن الصراط المستقیم"

یعنی: ہر وہ شخص جو صراط مستقیم سے بھٹک جائے وہ (الضالین) یعنی گمراہوں کے ٹولے میں شامل ہو گیا۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"المبتدع معاند للشرع ومشاق له فانه یزعم ان ثم طرقا اخر لیس ماحصرہ الشارع بمحصور... کان الشارع یعلم ونحن نعلم"

یعنی: نئے نئے احکام ومسائل اور طریقے بنانے والا شریعت کا منکر اور مخالف ہے، نئے مسائل بنانے والا یہی ثابت کرنا چاہتا ہے کہ کچھ امور شریعت نے بیان کئے گویا (نعوذ باللہ) کچھ امور شارع کے علم میں تھے (جو اس نے بیان کر دیئے) اور کچھ امور ہمارے علم میں تھے (جو ہم نے بتلا دیئے) فلاحول ولاقوۃ الا باللہ

امام شاطبی کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ آدمی حق پر تب ہی قائم ہے جب وہ صراط مستقیم پر جما ہوا ہے، اور اگر کسی اور راستہ پر چل نکلا تو وہ گمراہ بھی ہے، معاند بھی ہے اور شریعت کا منکر اور مخالف بھی ہے۔

تو گویا راستے دو ہی ہیں، ان میں سے ایک راستہ منتخب کر لیجئے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

[فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ][1]

یعنی: یہ لوگ اگر آپ کی پیروی نہیں کر رہے تو جان لیجئے پھر وہ اپنی خواہشات کے [پیرو] ہیں۔

حافظ ابن قیم اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اب راستے دو ہی ہیں: تیسرا کوئی راستہ [نہیں]:

① یا تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت

② یا خواہشات کی پیروی

لہذا ہر وہ چیز جو رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے وہ خواہشات نفسانی کے زمرہ میں آتی [ہے]۔

[وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ [الْمَاْ]وٰى ۝][2]

یعنی: جنت تو صرف ان کا ٹھکانہ ہے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور [خوا]ہشات نفسانی سے اپنے آپ کو باز رکھا۔

تو برادرانِ اسلام! عافیت اور نجات کا راستہ اتباع کا راستہ ہے، خالص متبع بن [جاؤ]، ہر مسئلہ میں خواہ چھوٹا یا بڑا، اتباع کا پہلو تلاش کرو۔

منہجِ اتباع اور بعض لوگوں کا طرزِ عمل

بعض لوگوں کے طرز عمل میں ایسا اختلاط آ چکا ہے کہ وہ اتباع کی راہ پر بھی چلنا چاہتے

[1] القصص: ۵۰

[2] النازعات: ۴۰، ۴۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور زمانے کی مصلحتوں کے تغیر کی جحت سے دیگر راستوں کو اختیار کرنے پر بھی مجبور ہیں۔

چنانچہ اہل حدیث ہونے کے ناطے اتباع کے منہج پر قائم ہونے کے مدعی بھی ہیں لیکن ان کی خواہشات انہیں دیگر امور پر بھی چلا رہی ہیں، چنانچہ وہ سیاسی میدان میں ٹامکٹوئیاں مار رہے ہیں۔ جمہوریت کے راگ الاپ رہے ہیں اور سیاسی مفاد کی خاطر مشرکانہ طرزِ عمل اور مختلف بدعات تک کو سینے سے لگا لیتے ہیں یہ دورخی ناقابل فہم ہے۔

ہم سمجھتے ہیں اور جیسا کہ اوپر حافظ ابن قیم کا قول بھی گذرا ہے کہ راستے صرف دو ہی ہیں ان میں سے ایک راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔

یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک دل سبیل اللہ کا بھی مرکز ہو اور سبیل الشیطان کا بھی مرکز ہو۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں انسان دو مختلف جہتوں پر چلے سکے؟ اللہ پاک نے فرمایا:

[مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ][1]

یعنی: اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں لگائے۔

اگر دو دل ہوتے تو پھر ممکن ہوتا۔ لیکن ایک ہی دل دو مختلف منہجوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

منہجِ اتباع اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

میں مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے صحابہ کرام کی سیرتوں سے کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے واضح ہوگا کہ وہ کس قدر اس حقیقت کا فہم رکھتے تھے کہ ہر مسئلہ میں اللہ کے نبی

[1] الاحزاب:۴

اتباع کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ بظاہر وہ مسئلے چھوٹے ہوں گے لیکن
مسئلوں تک وہ اتباع کے سوا کسی راستے کا تصور نہیں کر سکتے تھے تو بڑے مسائل
ل اللہ ﷺ کی اتباع کی کیا حیثیت اور مقام ہوگا! خوب غور کیجئے گا۔

بشر بن مروان جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، دورانِ خطبہ انہوں نے دعا کیلئے
ہاتھوں سے اشارہ کیا، تو صحابی رسول عمارۃ بن رویبہ نے فرمایا:

قبح اللہ ھاتین الیدین لقد رأیت رسول اللہ ﷺ ما یزید علی ان یقول بیدہ
واشار باصبعہ المسبحۃ]

یعنی: اللہ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کردے، رسول اللہ ﷺ نے تو کبھی اپنی سبابہ انگلی
کے علاوہ سے اشارہ نہیں فرمایا۔[1]

امام زہری فرماتے ہیں میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہیں روتا ہوا پایا،
پوچھا تو فرمایا:

لا اعرف شیئا مما ادرکت الا ھذہ الصلوۃ وقد ضیعت]

یعنی: رسول اللہ ﷺ کے دور کی کوئی چیز نظر نہیں آرہی سوائے نماز کے مگر وہ بھی ضائع
کر دی گئی ہے۔[2]

بات جناب انس رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہی جب دیکھا کہ لوگوں نے نماز ظہر میں تاخیر
شروع کردی تھی اور اسی سے ملتے جلتے الفاظ صف بندی میں کوتاہی دیکھ کر بھی کہے

[1] مسلم:۸۷۴
[2] بخاری:۵۲۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

③ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک عورت کے پاس سے گذرے، وہ تسبیح کے دانوں پر ذکر کررہی تھی آپ نے وہ تسبیح اس سے چھین کر توڑ کر پھینک دی، پھر ایک اور شخص کے پاس سے گذر ہوا وہ بھی اسی طرح تسبیح کررہا تھا آپ نے اسے اپنی ٹانگ سے ٹھوکر ماری اور فرمایا:

"لقد سبقتم ... رکبتم بدعة ظلما ولقد غلبتم اصحاب محمد ﷺ علما"[1]

یعنی: شریعت سازی کا کام تم سے پہلے ہو چکا ہے، اور جو کام تم کررہے ہو وہ شریعت سے ثابت نہیں لہذا تم نے اس دین پر ظلم کرتے ہوئے ایک بدعت جاری کی ہے اور تم لوگ تو گویا علمی میدان میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے بھی سبقت لے جا چکے ہو۔

④ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مسجد میں نماز کیلئے گئے اس وقت آپ نابینا ہو چکے تھے، آپ نے سنا کہ موذن نے اذان کے بعد تثویب کی ہے تو آپ نے اپنے ساتھی سے کہا:

"اخرج بنا عن هذا المسجد فانه بدعة"

ہمیں اس مسجد سے نکال کر لے جاؤ۔ یہ بدعت ہے۔[2]

⑤ یہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کررہے تھے، دیکھا کہ وہ ہر کونے کو چومے جارہے ہیں، تو جناب عبداللہ بن عمر نے اس سے روکا۔ امیر معاویہ نے فرمایا: یہ اللہ کا مقدس گھر ہے، اس کی تو ایک ایک اینٹ کو بوسہ دینا چاہئے، تو آپ نے فرمایا:

میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اس گھر کا طواف کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے علاوہ بیت اللہ کے کسی حصے کو نہیں چوما۔

---

[1] فتوی للشیخ الالبانی، باب فی بدع الذکر ۱۰۴/۲ ، رواہ ابن وضاح القرطبی فی البدع والنهی عنها: ۱۱۲

[2] ترمذی: ۱۹۸

⑥ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"انی اعلم بانك حجر لاتنفع ولاتضر لولا انی رایت رسول الله ﷺ قبلك ما قبلتك ابدا"

مجھے معلوم ہے کہ تم ایک پتھر ہو، نہ نفع پہنچا سکتے ہو نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔[1]

گویا امیر المومنین یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ حجر اسود گو کہ جنت کا پتھر ہے اور قیامت کے دن لوگوں کی سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی گواہی قبول کرے گا، مگر یہ تمام تقدس اس کو بوسہ دینے کی بنیاد نہیں ہے، بوسہ صرف اس لئے دے رہا ہوں کہ محمد ﷺ نے اسے بوسہ دیا تھا۔

برادرانِ اسلام! بظاہر یہ چھوٹے چھوٹے امور ہیں لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان سلف نے چھوٹے چھوٹے امور میں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اتباع کا پہلو تھامے رکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔

وہ عملی طور پر خود بھی رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے حریص تھے۔ دنیا کے تمام افکار سے کٹ کر محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ چمٹ کر بیٹھے ہوئے تھے، اللہ نے ان کی اصلاح فرمادی، احوال تبدیل کردیے، دکھوں اور پریشانیوں کا ازالہ فرمایا، مادی اور معنوی اعتبار سے مضبوطی عطا فرمادی، فتوحات عطا فرمائیں اور آخرت میں جنتوں کا وارث بنا دیا۔

امام مالک فرمایا کرتے تھے:

---

[1] بخاری: ۱۶۰۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"لن يصلح اخر هذه الامة الا بما صلح به اولها"

اس امت کے آخری زمانے کی اصلاح وہی چیز کرسکتی ہے جس نے اس امت کے پہلے دور کی اصلاح کی تھی۔[1]

اور وہ چیز صرف اتباع رسول ہے۔

فہمِ منہج اور اتباعِ منہج کیلئے اہم قواعد

سامعین حضرات! اتباع رسول کے منہج کے فہم اور اس کے بعد اس پر چلنے کے لئے چند امور پر توجہ دیجئے۔

① قرآن وحدیث سے ماخوذ صحیح اور نفع بخش علم کو حاصل کرنے کا جذبہ بیدار رکھئے صحیح علم کا شوقین گمراہ نہیں ہوسکتا۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"اغد عالما او متعلما او مستمعا ولا تكن الرابع فتهلك"

یا عالم بنو، یا طالب علم، یا علم کی باتیں سننے والا، اور کچھ نہ بنو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔[2]

② دوسری چیز یہ ہے کہ اہل بدعت سے دور رہنے میں اپنی عافیت سمجھئے اور یہ اتباع سنت کا ایک بہترین طریقہ ثابت ہوگا۔

حسن بصری فرمایا کرتے تھے:

"لا تجالس صاحب هوى فيقذف في قلبك ما تتبعه فتهلك"

اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو، ورنہ وہ آپ کے دل میں اپنی بدعات داخل کرکے

[1] اقتضاء الصراط المستقیم ۲/۲۴۳

[2] جامع المسانید لابن کثیر ۱/۸۱

…دے گا۔[1]

…فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے:

"…ا رأيت مبتدعا في طريق فخذ طريق آخر ومن اعان صاحب بدعة فقد …ل هدم الاسلام"

…: جب کسی بدعتی کو کسی راستے پر آتا دیکھو تو تم اپنا راستہ تبدیل کرلو اور جس شخص نے …تی کے ساتھ تعاون کیا اس نے اسلام کی عمارت کو مسمار کرنے میں تعاون کیا۔[2]

…ک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"…من جلس الى صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج نور الايمان من قلبه"

…: جو کسی بدعتی کے پاس بیٹھتا ہے اللہ اس کے اعمال برباد کردے گا اور اس کے دل …مان کا نور بھی نکال دے گا۔[3]

③ تیسرا قاعدہ یہ ہے قرآن وحدیث کا صحیح علم رکھنے والے علماء کرام کے ساتھ زیادہ …کوشش کی جائے، صحیح علم والا مخلص عالم نہ گمراہ ہوتا ہے نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے بلکہ علماء …ت اور مخالطت سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں، یوسف بن اسباط فرماتے ہیں:

"…كان ابي قدريا واخوالي روافض فانقذني الله بسفيان"

…: میرے والد قدری تھے، اور ماموں رافضی تھے، مگر اللہ نے مجھے سفیان ثوری کی …سے اس ضلالت سے نجات دے دی۔[4]

[1] …سوعة الرد على الصوفية (الجزء ۱۲، ص ۱۲)

[2] …ة الأولياء ۸/۱۰۳

[3] …ه الامام جلال الدين السيوطي في كتابه (الامر بالاتباع والنهي عن البدعة ۱/۳)

[4] …ح اصول اعتقاد اهل السنة ۱/۱۰۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایوب السختیانی فرمایا کرتے تھے:

ایک نوجوان کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کسی عالم باعمل کی صحبت عطا فرمادے۔

آخر میں جمعیت اہل حدیث سندھ کے اسٹیج سے تمام سننے والے ساتھیوں بالخصوص علماء اور طلبہ سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پیغام قریہ قریہ بستی بستی اور گھر گھر پہنچانے کی کوشش کریں، یہی ہمارا اول وآخر ہدف ہے اور یہی مقصد حیات ہے:

[نضر الله امرا سمع مقالتي فحفظها ثم اداها كما سمعها]

روز قیامت اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازگی اور سرور عطا فرمائے گا جو میری حدیث سنے، اسے یاد کرے اور اسی طرح آگے پہنچادے۔[1]

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

[1] ابوداؤد:۳۶۶۰

صدارتی خطبہ

(1998ء)

مسلمانوں کی پستی اور انحطاط کا اہم سبب
باہمی افتراق وانتشار

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی آله وصحبه وأهل طاعته أجمعین. وبعد:

برادرانِ گرامی قدر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد:

ہر قسم کی حمد وثناء، مجد وکبریائی، عظمت وجلالت اس ذات وحدہ لاشریک لہ کیلئے لائق مخصوص ہے جس نے اپنی کتاب ہدایت میں بالکل واضح اور دوٹوک اعلان فرمادیا ہے:

[وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ][1]

ترجمہ: اور بلاشبہ یہ (قرآن وحدیث) ہی راستہ ہے بالکل سیدھا، تم صرف اسی کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ (دوسرے راستے) تمہیں اللہ کے سیدھے راستے سے ہٹادیں گے (اور تم ہمیشہ برگشتہ راہ صواب ہی رہو گے اور ہمیشہ کی ٹھوکریں تمہارا مقدر رہے گا)

تو شکر بجالایئے اپنے خالق، مالک کا جس نے راہ حق اور راہ باطل کی قطعی اور دوٹوک تعیین فرمادی ہے۔ ایسی تعیین کہ اس میں کوئی ابہام اور غموض باقی نہیں رہا، اندھیرے چھٹ گئے، ظلمات مٹ گئیں اور راستہ بالکل اجلا ہوا اور نکھرا ہوا سامنے موجود ہے۔ اس واضح فرمان کے بعد بھی اگر کوئی اندھیرے میں ہے اور قرآن وحدیث کو چھوڑ کر دیگر راستوں پر چل رہا ہے تو وہ ہلاکت وبربادی کی روش اپنائے ہوئے ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] الانعام: ۱۵۳

تر کتکم علی البیضاء لیلها ونهارها سواء لایزیغ عنها الا هالك[1]

میں تمہیں چمکدار اور روشن راستے پر چھوڑ کر جارہا ہوں، جس کی رات اور دن برابر ہے اور اس سے برگشتہ ہونے والا وہی ہے جس کی تباہی وبربادی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔[1]

اس کے بعد میں لاتعداد اور بے شمار درود وسلام بھیجتا ہوں اکرم الخلائق، سید البشر خاتم ن محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ فرمان کو مزید رح واضح فرمایا کہ صحابہ کرام کو ایک دفعہ سامنے بٹھا کر ایک سیدھا خط کھینچا اور اس کے ں بائیں بہت سے خطوط کھینچے، پھر سیدھے خط کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

[هذا سبیل الله مستقیماً]

یعنی: یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے۔

اس کے بعد دائیں اور بائیں تمام خطوط کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

[هذه السبل لیس منها سبیل الا علیه شیطان یدعو الیه]

یہ دائیں بائیں کے تمام راستے ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ت دے رہا ہے۔[2]

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

[وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ لِهٖ ۭ][3]

مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے یہ آیت کریمہ اس

[1] سند احمد ۱/۴۲۵-۴۳۵، مستدرک حاکم ۲/۳۱۸، ابن ماجة: ۱۰

[2] ایضا

[3] الانعام: ۱۵۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدھے خط پر انگلی رکھ کر تلاوت فرمائی۔ اب اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو حق اور باطل کے راستے بالکل واضح ہو چکے ہیں اور ابہام یا خفاء کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

حافظ ابن جریر الطبری اپنی تفسیر میں لائے ہیں کہ کسی نے فقیہ امت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''صراط مستقیم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہ ایک راستہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑ کر گئے ہیں جس کا آخری سرا جنت میں جا داخل ہوتا ہے، اس راستے کے دائیں اور بائیں بہت سے سوار کھڑے ہیں اور جو لوگ وہاں سے گذرتے ہیں تو وہ سوار انہیں اپنی طرف دعوت دیتے ہیں، چنانچہ جن لوگوں نے ان دائیں اور بائیں سواروں کی دعوت قبول کر لی وہ جہنم میں جا کر رہیں گے اور جو لوگ دائیں بائیں جھانکے بغیر اس سیدھے راستے پر چلتے رہے وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی یہی آیت تلاوت فرمائی:

[وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ][1]

کتاب وسنت ہی صراطِ مستقیم ہے

برادرانِ ملت! اس مختصر سی تمہید سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ حق وصداقت کا راستہ صرف قرآن وحدیث کا راستہ ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں اللہ کی وحی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو صراط مستقیم کہا ہے:

[فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۳][2]

---

[1] الانعام:۱۵۳

[2] الزخرف:۴۳

پس آپ مضبوطی سے پکڑے رہیے اس چیز کو جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ یقینا ...ستقیم پر آپ ہی ہے۔

وحی الٰہی وہ خزانہ ہے جس میں ہمیشہ حق پر قائم رہنے اور کبھی گمراہ نہ ہونے کی ضمانت ...ہے اور یہ ضمانت آپ کو اور کہیں نہیں ملے گی۔

الترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابدا کتاب الله وسنتی

یعنی: تمہارے بیچ جو کچھ میں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے ...تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب، دوسری میری سنت۔[1]

قرآن وحدیث کو صراط مستقیم ماننے کے دو اہم تقاضے

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے صرف قرآن وحدیث چھوڑا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو صراط مستقیم کہا ہے تو پھر ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ:

① حق وصداقت کی اساس صرف قرآن وحدیث ہے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ جو راستہ ہے اس کی قیادت شیطان کر رہا ہے۔

② جب قرآن وحدیث قیامت تک کیلئے نازل کئے گئے ہیں تو ان دونوں میں ...ت تک کے مسائل کا حل موجود ہے۔ لہذا تسلی اور تشفی کا راستہ یہی ہے کہ ہر مسئلہ کا حل ...ن وحدیث ہی سے تلاش کیا جائے، تیسرے کسی راستہ پر ہرگز نہ چلا جائے، یہی وجہ ...ہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مکمل ضابطہ حیات قرار دیا ہے:

[اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

---

[1] ...، کتاب الجامع، باب النهی عن القول بالقدر: ۱۶۶۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دِيْنًا ۔] ١

یعنی: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دی ہیں۔

تو کیا کوئی شخص اللہ کی مکمل کردہ چیز کو ناقص کہہ سکتا ہے؟

پھر رسول اکرم ﷺ نے بھی فرمایا:

[ما ترکت شیئا یقربکم الی الجنة الا امرتکم به]

یعنی جنت میں پہنچانے والی کوئی چیز میں نے نہیں چھوڑی ہے، بلکہ بیان کر دی ہے۔ ٢

تو گویا اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا اور جنت کے حصول کا ہر عمل رسول اللہ ﷺ نے بیان فرما دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابیِ رسول ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[لقد ترکنا رسول الله ﷺ وما طائر یقلب جناحیه فی السماء الا ذکر لنا منه علما]

یعنی: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح چھوڑ کر گئے ہیں کہ فضاؤں میں پر مارنے والے پرندوں کی بابت بھی ہمیں علم دے گئے۔ ٣

تو قرآن وحدیث کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ان میں رہتی دنیا تک کے تمام مسائل موجود ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے تو کھانا کھانے اور قضائے حاجت تک کے تمام مسائل بیان فرما دیئے۔ بلکہ صدیوں بعد واقع ہونے والے کئی واقعات وحوادث

١ المائدة:٣

٢ مصنف عبدالرزاق، طبرانی وغیرہ

٣ ابن ماجہ، طبرانی وغیرہ

...ندہی بھی فرمادی اور صحابہ پوچھتے تھے کہ اگر ہم اس دور کو پالیں تو ہمارے لئے کیا حکم ...تو آپ اس دور اور اس کے حوادث کے تعلق سے صحابہ کرام کی پوری راہ نمائی ...یتے۔

...اس سے آپ اندازہ کیجئے کہ ہمارا دین کس قدر کامل وشامل اور کافی ووافی ہے۔ قرآن ...ث کی صورت میں یہ مکمل دین ہمارے تمام امراض کا علاج اور تمام امور کا پاسبان ...فظ ہے۔

دین تمام امور کا محافظ ہے

...نبی اکرم ﷺ کی مشہور دعا ہے:

اللھم اصلح لی دینی الذی جعلته عصمة امری ...الحدیث

اے اللہ! میرے لئے میرے دین کو سنوار دے کہ اس دین کو تو نے میرے تمام امور ...فظ بنایا ہے۔ ١

...اس کا معنی یہ ہے کہ حاملین قرآن وحدیث کو ہر طرح سے مطمئن ومسرور ہونا چاہئے، ...و ترفع کی منزل طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ ... كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝٢] ٢

...اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر ...گئی ہے اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان

...صحیح مسلم:٢٩٠٣

...٢:...

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے گناہ دور کردیئے اور ان کے حال کی اصلاح کردی۔

[وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ][1]

یعنی: محمد ﷺ پر قرآن وحدیث نازل ہوا ہے۔

تو قرآن وحدیث ماننے والوں کے اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے اور ان کے تمام کام بنااور سنوار دیتا ہے۔

ہماری پستی اور انحطاط کے اسباب

مگر آج ہم اپنا معاملہ اس سے بالکل برعکس ومختلف پاتے ہیں، آج ہم ہر طرف سے دبائے جارہے ہیں، پستی اور غفلت کی حدوں کو چھونے کی کوشش کررہے ہیں، دعوت وجہاد کا عمل غیر موثر ہوتا جارہا ہے، اخلاقی انحطاط کا شکار ہوچکے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ تمسک بالکتاب والسنۃ اور اعتصام بحبل اللہ میں کہیں نہ کہیں جھول آگیا ہے، ہمارے رگ وریشہ میں یقینا کوئی ایسا مرض سرایت کرگیا ہے جو ہمارے تعلق بالقرآن والحدیث کو کمزور بناکر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بن چکا ہے، اس مرض کی تشخیص وتعین ضروری ہے، تاکہ اس کا علاج کیا جاسکے ورنہ بصورت دیگر وہ مرض ناسور بن کر ہماری بربادی کا پیغام بن سکتا ہے، والعیاذ باللہ۔

تشخیص مرض

مرض کی تشخیص وتعین سے قبل ایک نکتہ پر اتفاق ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ کونسی تشخیص معتبر ہوگی؟ ایک تشخیص وہ ہے جو میں یا آپ کرتے ہیں اور دوسری تشخیص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ

[1] النساء:۱۱۳

تا ہے، وہ اللہ جو ہمارا خالق ومالک ہے، جو ہمارے ظاہر وباطن، سرائر وعلائن اور لیل کے تصرفات سے خوب باخبر ہے، جو ہماری نیتوں کے صحت یا خسارے سے خوب واقف ہے۔

[اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ][1]

ترجمہ: یقینا اللہ تعالیٰ پر زمین اور آسمان میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ اور یقینا آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی تشخیص ہی زیادہ اور بالکل درست تصور ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ][2]

ترجمہ: کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بنائی ہوئی چیز کو نہ جانتا ہو؟ اور وہ بڑا ہی باریک اور خوب باخبر ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور وہ ہمیں سب سے بہتر جانتا ہے، پھر دوسری بات یہ کہ ہمارے اعداء وامراض بھی سب سے زیادہ اس کے علم میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا ڭ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِیْرًا][3]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے اللہ دوست ہونے اور کافی ہے اللہ مددگار ہونے میں۔

مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

[1] عمران:۵

[2] الملک:۱۴

[3] النساء:۴۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ الطبیب[1]

یعنی: طبیب تو اللہ ہی ہے۔

تو پھر آیئے اللہ کو طبیب تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ پر پیش کردیں اور غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث میں ہمارے امراض کی کیا تشخیص فرمائی ہے اور ان کا کیا علاج تجویز فرمایا ہے؟

یہ بات اس سے کہیں بہتر ہے کہ ہم اپنے امراض کو خود ہی تشخیص کرتے رہیں جو غلط ہی ہوگی، پھر جو علاج تجویز ہوگا وہ غلط تشخیص کی بناء پر غلط ہی ہوگا۔ نتیجہ یہ کہ کبھی اصلاح احوال کی توفیق نہ ملے گی اور ہمیشہ یونہی بھٹکتے رہیں گے۔ پھر یہ بات قطعاً معقول نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پیشاب، پاخانے اور حیض کے مسائل تو خود بیان فرمادے اور اتنا بڑا مسئلہ ہماری تنگ اور ناقص عقلوں کے سپرد کردے۔ فیاللعجب

لہٰذا اے دانشورانِ ملت اور اے فقیہانِ قوم! خود تشخیص کے خول سے نکل کر خالقِ کائنات کے نازل کردہ قانون ہدایت وفطرت کی طرف پلٹ آؤ۔ اپنے اصل مرض کو پہچانو اور خالق ومالک اور اصل طبیب کے بتلائے ہوئے علاج کو اپنالو کہ اسی میں تمہاری اور تمہاری ملت کی بقاء اور بہتری کا اصل راز ہے۔ واللہ المستعان

اللہ تعالیٰ تشخیص فرماتا ہے:

[وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ]

[1] ابوداؤد، الرقم: ۴۲۰۷

[2] الانفال: ۴۶

ترجمہ: اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف و ورنہ بزدل ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر وسہارا رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ رنے والوں کے ساتھ ہے۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے بڑی صراحت کے ساتھ ہمیں بتلادیا ہے کہ ہماری ی ونامرادی ہمارے ضعف وفشل اور ہماری عاجزی وکمزوری ومحرومی کا ایک ہی سبب اور وہ ہمارا آپس کا افتراق وانتشار اور ناحق اختلاف ونزاع ہے۔ خالق کائنات کی ی ہوئی اس تشخیص کو حرفِ آخر سمجھتے ہوئے تسلیم کرلیجئے اور طے کرلیجئے کہ آج ہمارے ڑ اور فساد کا سبب ہمارے اندر پایا جانے والا افتراق وانتشار ہے۔ اور کچھ نہیں!!!

مجھے بعض جماعتی اکابرین کی ایک نشست میں بیٹھنے کا موقع ملا زیر بحث موضوع یہی تھا ہمارے ضعف وانحطاط کی وجوہات کیا ہیں؟ بزرگوں کی آراء کا لب لباب یہ تھا کہ آج پریس سے رابطہ کمزور ہے۔ آج ہمارا کوئی سیاسی پلیٹ فارم نہیں ہے۔ آج اسمبلیوں کومتی ایوانوں میں ہماری کوئی آواز نہیں ہے۔ آج ہم چاروں طرف سے مسلم دشمنوں گھرے ہوئے ہیں، آج ہمیں یہ کوشش کرنا ہوگی کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدوں تک ے افراد پہنچیں۔ آج ۔۔۔ آج ۔۔۔ آج ۔۔۔ آج ۔۔۔

بھائیو! اگر تعلق باللہ مستحکم ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق قائم ہو تو بھلا یہ بھی کوئی ف وانحطاط کے اسباب ہیں؟ اصل تشخیص کی طرف کیوں نہیں آتے؟ وہ تشخیص جو رب نات نے قرآن حکیم میں بالفاظِ صریح بیان فرمادی ہے۔

کامیابی وناکامی کی عظیم مثال

دیکھئے صحابہ کرام کی جماعت ایک بڑی منظم جماعت تھی، افتراق وانتشار سے دور۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تاحیات اس جماعت کا ایک ہی قائد اور امیر رہا۔ یعنی: محمد رسول اللہ ﷺ ۔ چنانچہ اللہ کے نبی کی اس منظم ومتحد جماعت نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور باہمی اتحاد ویگانگت کی برکت سے شرقاً وغرباً قلوب واقالیم کو فتح کرڈالا اور تیس سال کے کم عرصے میں رومیوں، فارسیوں، ترکیوں، صقلیوں، بربریوں، حبشیوں، سوڈانیوں، قبطیوں اور دیگر بہت سے طوائف وقبائل کی سرکشی کو خاک میں ملا کر اسلامی پرچم لہرا ڈالا۔ حالانکہ ان کی تعداد بھی کم تھی، وسائل بھی ناقص تھے، بلکہ اپنے گھروں اور قوموں کے دھتکارے اور ٹھکرائے ہوئے انسان تھے، مقابلے کے دشمن انتہائی طاقتور اور وسائل سے مالامال تھے، مگر اس عظیم اور مقدس جماعت نے کبھی ان چیزوں کو ضعف وانحطاط کا سبب شمار نہیں کیا۔ البتہ تربیت بھرپور تھی، تعلق باللہ میں سچے اور کھرے تھے، [اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ][1] کی سچی تصویر تھے۔ نتیجہ قلتِ تعداد اور کمیابی وسائل کے باوجود بڑی بڑی طاغوتی طاقتوں کی کمر توڑ دی اور صرف تین دھائیوں کے اندر اندر پوری دنیا پر چھا گئے۔

برادرانِ اسلام! لیکن جنگ احد کے موقع پر اس مقدس جماعت کے ایک چھوٹے سے گروہ سے جزوی اختلاف ونزاع رونما ہوا تو اس کا نتیجہ پوری قوم کو بھگتنا پڑا۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے:

جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک درہ پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پچاس تیراندازوں کو مامور ومتعین فرمایا اور ان سے کہا:

[1]احموا ظهورنا فان رايتمونا نقتل فلا تنصرونا وان رايتمونا قد غنمنا فلا

[1] الفتح: ۲۹

...ر کو نا)[1]

...یعنی تم یہاں کھڑے رہنا، ہم لڑیں گے اور تم ہماری پشت پناہی کرنا اگر تم دیکھو کہ ہم قتل ...ے جا رہے ہیں تو پھر بھی ہماری مدد کیلئے مت آنا اور اگر دیکھو کہ ہم فتح پا چکے ہیں اور مالِ ...ت سمیٹ رہے ہیں تو پھر بھی ہمارے پاس نہ آنا کہ مال سمیٹنے میں ہماری مدد کرو۔ (بلکہ ...م ثانی اس درے پر ہی کھڑے رہنا)

معرکہ احد شروع ہوا اور اول النہار ہی لشکر اسلامی غالب وفاتح بن گیا۔ دشمن میدان ...د میں تقریباً ۱۹ لاشیں اور بہت سا مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسلمان مالِ غنیمت جمع ...نے میں مصروف ہیں اور ادھر درے پر مامور تیرانداز اپنے امیر سے اختلاف ونزاع ...ا کئے کھڑے ہیں۔ تیراندازوں کا موقف تھا کہ فتح ہو چکی، لہٰذا اب درے پر کھڑے ...ے کا کوئی جواز نہیں، جبکہ امیر کا موقف تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہاں تا حکم ثانی ...رار ہنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہر چیز پر مقدم ہے، مگر ان تیر ...ازوں نے اپنا اختلاف ونزاع برقرار رکھا اور درہ خالی کر کے نیچے اتر آئے۔ ادھر ...رکین کی اس خالی مورچے پر نظر پڑ گئی، وہ واپس پلٹے اور ان کے گھڑسواروں نے مالِ ...ت چننے والے صحابہ کرام پر تیروں کی وہ یلغار وبوچھاڑ کی کہ وہ سب بوکھلا اٹھے۔ ...وں کے تیر تو لگ ہی رہے تھے آپس میں بھی ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیا۔ پھر نتیجہ ...کلا؟ فتح شکست میں بدل گئی، تقریباً سب ہی صحابہ زخمی ہوئے۔ ستر صحابہ کرام شہید ...ئے، ان کی لاشوں کا مثلہ کیا گیا شیطان "قُتِلَ مُحَمَّدٌ قُتِلَ مُحَمَّدٌ" (یعنی محمد شہید ...گئے) کے نعرے لگا رہا ہے۔ ابوسفیان دندناتا پھر رہا ہے اور پوچھ رہا ہے: محمد کہاں

[1] [illegible]

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ ابوبکر کہاں ہے؟ خطاب کا بیٹا عمر کہاں ہے؟ اور ادھر رسول اللہ ﷺ، سردارِ کائنات ایک گڑھے میں نڈھال پڑے ہیں۔ زخمی سر، ٹوٹا ہوا دانت اور زخم سے بہتا ہوا خون اور سب سے بڑھ کر ابوسفیان کو اپنے بتوں کی جے کا نعرہ لگانے کا موقع مل گیا۔ کبھی اُعْلُ ھبل کہہ رہا ہے اور کبھی لنا عزی ولا عزی لکم کہہ رہا ہے، اس پوری صورتِ حال کا سبب قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

[وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓي اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ][1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے پست ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی، اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھا دی۔

آیت کریمہ نے واضح طور پر بتلادیا ہے کہ کچھ صحابہ کرام کے اختلاف نے مذکورہ صورت حال پیدا کردی تھی۔

غور کیجئے! یہ اختلاف ونزاع کس قدر مضرت رساں اور تباہ کن ہے، کیسے خوفناک عواقب ونتائج کا حامل ہے، چنانچہ صحابہ کرام باوجودیکہ اللہ کے نبی کی منظم، مربوط اور متحد جماعت تھے اور باوجودیکہ جنگ احد میں خود اللہ کے نبی ﷺ قیادت فرمارہے تھے اور باوجودیکہ مقابلے کا دشمن اسلام کا اولین دشمن تھا، مگر اختلاف ونزاع کی مضرت ونحوست ملاحظہ ہو کہ یہ مقدس ترین اور پاکیزہ ترین جماعت بھی اس کی لپیٹ میں آئے بغیر نہ رہ سکی۔

حالانکہ ان کا یہ اختلاف دائمی نہ تھا، عارضی اور وقتی تھا، بلکہ چند لمحات کا تھا مگر پھر بھی

[1] آل عمران: ۱۴۵

بڑے نقصان کا متحمل ہونا پڑا۔ لیکن آج ہمارے اختلاف تو دائمی شکل اختیار کیے ے ہیں وہ ایک جماعت تھی اور ہم مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں، وہ نیک اور صالح تھے اور ہم بہت سی معصیتوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، پھر ہمارا کیا انجام نا چاہیے؟ خوب غور کیجئے!

تاریخ کچھ اور آگے بڑھتی ہے، صحابہ کرام کی اس مثالی، منظم اور متحد جماعت کے اندر دفعہ پھر اختلاف نمودار ہوا، جس نے بہت سے صحابہ کرام کو دو گروہوں میں تقسیم دیا۔ ایک گروہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور دوسرا گروہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا۔ یہ اختلاف دونوں گروہوں کے درمیان قتل پر منتج ہوا اور تین دن کی جنگ کا انجام کیا ؟ ستر ہزار افراد قتل ہوگئے اور یہ ستر ہزار افراد اپنے پیچھے ایک لاکھ عورتوں کو بیوہ ڈیڑھ لاکھ بچوں کو یتیم چھوڑ گئے، جبکہ ان یتیموں اور بیواؤں کا کوئی گناہ نہیں تھا۔

اور بات یہیں ختم نہیں ہوئی، بلکہ یہ اختلاف مزید بڑھتا گیا، امت تقسیم در تقسیم ہوتی ئی، بہت سے طوائف ضالہ نے آگے چل کر جنم لیا، فتوحات کا سلسلہ رک گیا اور مسلمانوں اپنے علاقے چھننا شروع ہوگئے، کبھی سقوط اندلس کی صورت میں اور کبھی سقوط خلافت یہ کی شکل میں۔

یہ سب افتراق وانتشار کا شاخسانہ ہے، ہمیں صحابہ کرام کی نیتوں کی پاکیزگی طافت وطہارت میں ادنیٰ سا بھی شبہ نہیں ہے، ان نفوسِ قدسیہ کو اپنی لیڈری جمانے چکانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ لیکن یہ افتراق وانتشار جب بھی ہوگا، جس وجہ سے بھی ہوگا جس قسم کے انسانوں سے بھی ظہور پذیر ہوگا اپنے پیچھے تباہی وبربادی کے بڑے ناک آثار چھوڑ کر جائے گا، کیا دورِ صحابہ میں دیگر معصیتیں نہیں تھیں؟ کیا بعض صحابہ زنا

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے جرم میں رجم نہیں کیئے گئے؟ کیا بعض صحابہ سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف کا ارتکاب سرزد نہیں ہوا؟ کیا بعض صحابہ سے شراب کا سودا کرنے کی بھول نہیں ہوئی؟ کیا بعض صحابہ سے شربِ خمر کی غلطی نہیں ہوئی؟

یہ سب غلطیاں ہوئیں اور غلطی کرنے والوں نے اپنا معاملہ بھی صاف کروالیا لیکن ان معصیتوں سے اسلامی مجتمع پر کوئی اثرات بھی مرتب نہیں ہوئے۔ لیکن دعوت وجہاد کے ذریعہ پوری دنیا پر چھاجانے والے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا تن من دھن قربان کردینے والے، انہی نفوسِ قدسیہ سے اختلاف وافتراق کی ایک دوبار غلطی سرزد ہوئی (جس میں ان کی نیتوں میں قطعاً کوئی بگاڑ یا فساد نہیں تھا) تو اس کے بڑے خوفناک اور بھیانک عواقب ونتائج بھگتنا پڑے۔ تو پھر ہمارا انجام کیا ہوگا؟

منہج کا انحطاط

ہمارے ہاں تو جماعت واحدہ کا تصور ہی مفقود ہو چکا ہے، بیسیوں دھڑے اور ان کے نتیجہ میں بیسیوں امارتیں وجود میں آچکی ہیں اور بعض لوگ تو منہج کا یوں ستیاناس بھی کر رہے ہیں کہ ایک مسئلہ جس کے ساتھ انہیں شغف ہے (خواہ باقی مسائل پر کوئی توجہ نہ ہو) کی بنیاد پر مستقل جماعت تشکیل دے لیتے ہیں اور خود اس کے امیر بن جاتے ہیں۔ دنیا میں کیا انجام ہوگا اور روز قیامت اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ جبکہ تفریق وتشتیت کے اس خطرناک جرم کی تہہ میں اور بہت سی غلاظتیں اور نجاستیں ہمارے رگ وریشہ میں سرایت کر چکی ہیں۔ مثلاً حبِ منصب، حبِ مال، ریاکاری، اعمال کی تشہیر اور دوسری پارٹیوں یا جماعتوں کا تجسس، ان کے افراد کی عیب جوئی، غیبت، نمیمہ، بہتان طرازی اور دیگر بہت

...ائم خبیثہ مثلاً: مالی خیانتیں، ان میں سے ہر گناہ اپنی جگہ بڑا ہیبتناک اور ہولناک ہے ...ں دفعہ ان میں سے کسی ایک گناہ کا ارتکاب تمام نیکیوں کو (اگر ہوں تو) برباد کردیتا

...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

...ما ذئبان جائعان أرسلا فی غنم بأفسد لها من حرص المرء علی المال ...ف لدینه[1]

...یعنی: دو بھوکے بھیڑیئے پوری رات بکریوں کے ریوڑ میں گذار کر انہیں اس قدر ...ن نہیں پہنچا سکتے جتنا آدمی کے دین کو دو چیزوں سے نقصان پہنچتا ہے (۱) مال کی محبت ...عہدے کی محبت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنة نمام[2]

...چغلخور انسان جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

...اجتماعی جہادی مال میں ایک مجاہد نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادمِ خاص تھا اور شہید بھی ...تھا صرف ایک چادر کی خیانت کرلی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہی چادر جہنم کی ...بن کر قبر کے اندر اسے جھلسا رہی ہے۔

...جہاں سوئی اور دھاگے کی امانت بھی ادا کرنی فرض ہے وہاں بڑی بڑی مالی ...ایوں، رقوم کے ناجائز استعمال اور تصرف سے عہدہ برآ ہونا کس طرح ممکن ہوگا؟ اللہ ...ں کھا کر کوئی اللہ کے قہر سے بچ سکے گا؟

---

[1] ...رمذی، الرقم: ۲۳۷۶

[2] ...سلم رقم الحدیث: ۳۰۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سامعین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ افتراق وانتشار کی تہہ میں چھپے ہوئے گناہ کس قدر مہیب اور خطرناک ہیں۔ جب اختلاف وانتشار کی غلطی کے نادانستہ ارتکاب سے سزا پانے سے گروہ صحابہ نہ بچ سکا، جن کی نیتیں صالح تھیں اور تعلق باللہ انتہائی قوی تھا، تو ہم اس فعلِ بد کے دیدہ ودانستہ ارتکاب سے سزا پانے سے کیسے بچ سکیں گے جبکہ ہماری نیتیں بھی فاسد ہیں اور تعلق باللہ بھی کمزور ہے، کیونکہ ہم تو حبِ منصب، حب مال، ریاکاری، تجسس، غیبت، چغلی الزام تراشی اور دیگر بہت سی نجس اور قبیح حرکات کے مرتکب ہو چکے ہیں۔

اعاذنا اللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

دروس ونتائج

برادرانِ اسلام! ہمارے اس مختصر سے مقالے کا خلاصہ چند بنیادی مسائل پر مشتمل ہے:

① ہماری دنیوی اصلاح اور اخروی فلاح صرف اور صرف وحی الٰہی پر قائم اور موقوف ہے، اور وحی الٰہی قرآن وحدیث کے مبارک اور معطر مجموعے کا نام ہے جو محفوظ ہاتھوں اور مخلص بندوں سے منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا اور قیامت تک قائم رہے گا۔

② چونکہ قرآن وحدیث قیامت تک کے لوگوں کی ہدایت وفلاح کے لئے نازل کئے گئے ہیں، اس لئے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسائل وقضایا کا حل ان میں موجود ہے۔

③ قرآن وحدیث کے حاملین اور وارثین کیلئے عزت اور غلبہ ہے، مگر ہماری حالت بالکل برعکس اور قطعی مختلف ہے اور ہم تباہی وبربادی کے دہانے پر کھڑے ہیں جس کا لازمی

ب یہ ہے کہ یہ تعلق اب ڈھیلا اور کمزور پڑ چکا ہے۔

④ ہم اپنے عجز وضعف وانحطاط کی تشخیص خود کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے صحیح تک رسائی نہیں ہوتی کیونکہ صحیح علاج تو صحیح تشخیص کے مرہونِ منت ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے مسلمانوں کے ضعف وزوال کا بنیادی اور مرکزی طور پر ی سبب تجویز فرمایا ہے اور وہ آپس کا انتشار، افتراق اور اختلاف ہے، اللہ اصدق ین کی یہ تشخیص بالکل صحیح اور مطابقِ واقع ہے، چنانچہ آج اگر ہم اپنی جماعتی کیفیت کا ہ کریں تو اختلاف وانتشار اور افتراق کی بھرمار نظر آتی ہے۔

گروپ بازی کا مرض اور اس کا طریقہ واردات

سامعین کرام! اختلاف سے مراد مسائل کا اختلاف نہیں، بلکہ اس سے مراد گروپ ی اور تنظیم سازی کا مرضِ مجرمانہ ہے جس کے نتیجے میں متعدد جماعتیں اور امارتیں قائم ہیں، کوئی بیس سال قبل، کوئی پندرہ اور دس اور پانچ سال قبل اور شاید یہ سلسلہ آگے تا رہے۔

طریقہ واردات یہ ہے کہ امیر سے ذاتی وجوہ سے اختلاف ہو یا بعض اوقات کسی شرعی ہ کی بنیاد پر اختلاف ہو تو فوراً علیحدگی اختیار کر لی، ناراضگیاں قائم کر لیں۔ حالانکہ یہ گی اور ناراضگی بلاجواز ہے، شریعت کے خلاف ہے، میں اپنی ناقص عقل سے یہی سمجھتا کہ اختلاف کے باوجود امیر کے ساتھ صبر واستقلال کے ساتھ چمٹا رہے تاکہ امت کی ں میں دراڑ نہ پڑ جائے۔ اپنی طرف سے اصلاح کی کوشش جاری رکھے، اگر اصلاح میاب ہو گئے تو اضعافاً مضاعفۃ اجر وثواب کے مستحق قرار پاؤ گے اور اگر کامیاب نہ

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو سکے تو صبر کے ساتھ چلتے رہو، عنداللہ آپ سرخرو ہیں اور اس سلسلہ میں کسی جوابدہی کا بوجھ آپ کے کاندھوں پر نہیں ہوگا۔

لیکن یہاں ہوتا یہ ہے کہ پہلے اختلاف کیا، پھر اسے خوب ہوا دی، غیبت اور بہتان طرازیوں کا طوفان بدتمیزی بپا کر دیا، بالآخر جماعت سے علیحدگی اور خروج اور اس کے بعد چند افراد کو ملا کر ایک نئی جماعت کی تشکیل اور خود اس کے امیر۔ بقول شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ یہ بھی شیطان کا ایک زبردست وار ہے، کچھ لوگ کام کرنا چاہتے ہیں، شیطان ان کی نفسیات کو پڑھ لیتا ہے، انہیں کام سے نہیں روکتا، بلکہ ایک نئی تنظیم بنوا کر کام کرنے کی سمجھاتا ہے، وہ خوش ہے کہ خوب کام ہو رہا ہے اور شیطان خوش ہے کہ میں نے ایک نئی تنظیم بنوا کر امت کی صفوں میں مزید دراڑیں پیدا کر دی ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

ہمارا کردار

اب ان تنظیم سازیوں اور تنظیموں سے ہمارا کیا تعلق ہونا چاہئے؟ وہی جو اللہ نے بیان فرمایا ہے:

[إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ] [1]

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔

[وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ

[1] الانعام: ۱۵۹

ابٌ عَظِيمٌ] [1]

جمہ: تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے فرقہ ڈالا، اور اختلاف کیا، انہیں لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

[نَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ] [2]

رجمہ: ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ و گئے ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔

''جمعیت اہل حدیث سندھ'' ایک قدیمی نظم

ں جمعیت اہل حدیث سندھ کی اسٹیج پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ بحمد اللہ وفضلہ آپ یا گروہ نہیں ہیں۔ آپ کا مقام تفریق وتشتیت کی لعنت سے بہت اعلیٰ وبالا ہے جس ں آپ تشریف فرما ہیں اس کی خدمات کا سلسلہ قیام پاکستان سے قبل ہی سرزمین ں بالخصوص اور دیگر مناطق واقالیم میں بالعموم جاری وساری ہے۔

جس شخصیت کی امارت سے آپ منسلک ہوئے ہیں، وہ ایک عالم ہے، محدث ہے، ہے، صالح العمل اور بلند کردار ہے، وہ عرب وعجم کا شیخ ہے، وہ عظیم داعی اور مجاہد ہے، ف لومۃ لائم دعوت کا عظیم کام اس طرح انجام دے کر سرخرو ہو گیا کہ روز قیامت ں سندھ کی خاک کا ایک ایک ذرہ، درختوں کا ایک ایک پتہ، اور پانی کا ایک ایک ان شاء اللہ، اللہ کے دربار میں گواہی دے گا کہ: اے اللہ! ہم نے تیرے عظیم ے بدیع الدین شاہ الراشدی کی زبان سے توحید وسنت کی اذانیں سنی تھیں، رحمہ اللہ

[1] عمران: ۱۰۵

[2] ۳۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رحمة واسعة وضاعف اجره وغفر ذنوبه وادخله جنة الفردس.

آپ اپنے اس نظم کی حفاظت کیجئے، سچائی اور وفاداری کے ساتھ، صحت عقیدہ اور صداقتِ منہج کے زیرسایہ عصرِ حاضر کی مکارانہ سیاست اور سیاسی شعبدہ بازوں سے دور رہتے ہوئے، تربیت اور دعوت واصلاح کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہوئے عظیم فریضہ جہاد کی ہمرکابی کرتے ہوئے۔ واللہ ولی التوفیق

تنظیم سازوں کی اصلاح کیلئے دو قواعد

جولوگ تنظیم سازیوں کے جرم میں مبتلا ہو چکے ہیں، ان کیلئے اصلاح کی ایک ہی آواز موثر اور کارگر سمجھتا ہوں اور وہ ہے:

اتقوا اللہ۔ اللہ سے ڈرو، ہر تنظیم والا سمجھتا ہے کہ اس کی تنظیم کس دور کی اور کن حالات کی پیداوار ہے، یہ پھوٹ کا راستہ ہے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے مترادف ہے، دنیا کے چند دن لیڈری کی چمک دمک میں گزر جائیں گے مگر اخروی مسئولیت کی تاب کون لا سکے گا:

[يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝][1]

دوسری موثر آواز دعا ہے:

الدعا سلاح المومن[2]

دعا تو مومن کا ہتھیار ہے۔

[1] الشعراء: ۸۹،۸۸

[2] مستدرک حاکم، رقم الحدیث: ۱۸۱۲

...اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝][1]

...اللہ سے دعائیں مانگنے والا محروم ونامراد نہیں ہوسکتا۔

...وہ دعا یہ ہے:

...اللھم علیھم او بدلھم

اے اللہ! ان نئی نئی تنظیموں کے زعماء اور ان کے آلہ کاروں کو ہدایت دے اور اگر تو ...ہدایت کے قابل نہیں سمجھتا تو انہیں بدل ڈال۔

برادرانِ اسلام! فرقہ بندی ایک زہر قاتل ہے، ابلیس کی ذریت زمین پر پھیلی ہوئی ...اللہ کے بندوں کو ورغلانے، پھسلانے اور گمراہ کرنے کے عمل میں مصروف ہے اور ...ن اپنے اس چیلے کو باقاعدہ گلے سے لگاتا ہے جو کسی ایک گھر میں پھوٹ ڈالنے میں ...اب ہو جاتا ہے۔

اور یہاں معاملہ گھر کا نہیں، جماعت اہل حدیث کا ہے، جو اللہ کے نبی کی جماعت ...

آیئے اس جماعت کے ایک ہونے کی، منظم ومتحد ہونے کی دعا کریں، یہ جماعت اس ...ایک ہو جائے کہ اس پر اللہ کے نبی کا یہ فرمان صادق ومنطبق آ جائے:

...ید اللہ علی الجماعة[1]

...ماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔[2]

...ور ظاہر ہے جس جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوگا اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ نہ امریکہ،

...م: ۴۸

...اۃ المفاتیح ۱/ ۲۸۰

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہ روس، نہ ہندوستان نہ ان کے ایٹم بم اور پرتھوی میزائیل، اور نہ ہی یہود وہنود کی کوئی سازش۔

اللهم وفقنا لما تحب وترضى واصلي واسلم على نبيه محمد وعلى آله واهل طاعته اجمعين اقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم ولسائر المؤمنين.

صدارتی خطبہ

(1999ء)

موضوع:

مسلکِ اہل حدیث: حقانیت، فضیلت ومنقبت

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أفضل الرسل والمبعوثين وعلى آله وأصحابه وأهل طاعته أجمعين و بعد:

سامعین حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کی سب سے اعلیٰ نعمت

آج اگر میں اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات پر نظر ڈالوں تو مجھے سب سے قیمتی اور ارفع واعلیٰ نعمت یہی دکھائی اور سجھائی دیتی ہے کہ اس ذات جل وعلا نے ہمیں مسلک اہل حدیث عطا فرمایا ہے جو ایک سچا، سُچا اور کھرا مسلک ہے جس کی صرف دو ہی بنیادیں ہیں ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول اللہ۔ جس کے صرف دو ہی اصول ہیں:

[اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ][1]

حضرات! میں مسلک اہلحدیث کے سچا اور کھرا ہونے کی بات اس لئے نہیں کر رہا کہ یہ میرا یا میرے آباء واجداد یا میرے بزرگوں اور جماعتی دوستوں کا مسلک ہے۔ ہرگز نہیں! دین اسلام میں صداقت کی یہ بنیادیں قطعاً نہیں ہیں بلکہ دین نے تو ان بنیادوں کی بیخ کنی کی ہے۔

[وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ کَانَ اٰبَآؤُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡئًا وَّلَا یَہۡتَدُوۡنَ ﴿﴾][2]

ترجمہ: اور ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی

[1] محمد:۳۳

[2] البقرۃ:۱۷۰

ری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے پ دادوں کو پایا، گو ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں۔

[اتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَلَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿﴾][1]

ترجمہ: تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو رمن گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

ان آیات کریمہ میں وحی الٰہی کے علاوہ پیروی کے ہر راستہ کی نہ صرف صریح نفی موجود اسے خلاف عقل وہدایت قرار دیا گیا ہے تو پھر اپنے اہل حدیث ہونے پر کیوں نہ وں کہ اس مسلک کی بنیاد وحی الٰہی ہے؟

اہل حدیث نام میری پہچان ہے۔

اہل حدیث کی شان میں امام شافعی رحمہ اللہ ودیگر ائمہ کے اقوال

اہل حدیث نام میرے عقیدہ، عمل، خلق اور منہج کی صداقت کی ضمانت ہے امام شافعی فرمایا کرتے تھے:

[أهل الحديث في كل زمان كالصحابة في زمانهم][2]

یعنی ہر دور میں اہل الحدیث کا وہی مقام ومرتبہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے دور میں ومرتبہ تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ مزید فرماتے تھے:

[1] الاعراف:۳

[2] ل شرف علم الحدیث ۱/۳۲ المستخرج علی المستدرک ۱/۳۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إذا رأيت صاحب حديث فكأني رأيت أحدا من أصحاب رسول ﷺ [1]

یعنی میں جب کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کو دیکھ رہا ہوں۔

ایک بہت بڑے محدث ابوبکر بن عیاش کا قول ہے۔

أهل الحديث في كل زمان كأهل الإسلام مع أهل الأديان [2]

یعنی اہل حدیث کا ہر دور میں دیگر لوگوں سے وہی فرق ہے جو ہر دور میں اہل الاسلام کا دیگر ادیان والوں سے فرق ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا:

کسی شہر میں اہل حدیث ہو جسے صحیح وضعیف کی زیادہ معرفت بھی مستحضر نہ ہو اور ایک صاحب الرائے ہو تو مسئلہ کس سے پوچھا جائے؟

فرمایا:

يسأل صاحب الحديث ولا يسأل صاحب الرأي [3]

اہل حدیث سے پوچھا جائے۔ اہل الرائے سے نہ پوچھا جائے۔ مزید فرمایا:

لا ترى أحدا ينظر في كتب الرأي غالبا إلا في قلبه دخل [4]

جو شخص (حدیث کے بجائے) رائے پر مبنی کتب پڑھتا ہے اس کا دل مکر وفساد سے لبریز ہے۔

---

[1] فضل شرف علم الحدیث ۱۲/۱ المستخرج علی المستدرک ۱۲/۱

[2] فضل شرف علم الحدیث ۱۴/۱ المستخرج علی المستدرک ۱۴/۱

[3] المستخرج علی المستدرک ۱۶/۱

[4] المستخرج علی المستدرک ۱۶/۱

امام احمد بن حنبل کا مذکورہ جواب قرآن پاک کی اس آیات سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [1]

تمہیں جس مسئلہ کا علم نہ ہو اس کی بابت اہل ذکر (قرآن وحدیث والوں) سے پوچھا

اہل حدیث کی ایک عظیم فضیلت

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اہل حدیث کے مناقب وفضائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

فرمان باری تعالیٰ: [يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ] [2] (ترجمہ) اس دن تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔ اہل حدیثوں کی اس سے بڑی کوئی ...ت نہیں ہو سکتی (کیونکہ دنیا کے ہر گروہ نے اپنی مرضی سے اپنا کوئی امام بنا رکھا ہے) اہل حدیث کے امام تو صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اہل حدیث کی منقبت میں ایک حدیث

بعض علماء سلف سے منقول ہے: اہل الحدیث کی منقبت وفضیلت کے لئے یہ بات ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا میں داخل وشامل ہیں:

نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه حتى يبلغه غيره..... [3]

اے اللہ! اس شخص کو رونق وتر وتازگی عطا فرما جو ہماری کسی حدیث کو سن کر یاد کر لیتا ہے ...دوسروں تک پہنچا بھی دیتا ہے۔

---

[1] النحل: ۴۳

[2] الاسراء: ۷۱

[3] ابوداؤد، الرقم: ۳۶۶۰، ترمذی، الرقم: ۲۶۵۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ سفیان بن عیینہ فرمایا کرتے تھے:

الیس من أهل الحديث أحد الا وفي وجهه نضرة لهذا الحديث [1]

یعنی اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ ہر اہل حدیث کے چہرہ میں رونق، تروتازگی وشگفتگی موجود ہے۔

اہل حدیث ایک مقدس وبرحق جماعت

حضرات! یقیناً اہل حدیث ایک مقدس وبرحق جماعت کا نام ہے یہ بات میں دل کی گہرائیوں سے پورے قطع وجزم اوریقین وبصیرت کی ساتھ کہہ رہا ہوں جبکہ مجھے یہ بات بھی پورے وثوق کے ساتھ معلوم ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونا ہے اوراس نے زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ اور قلم سے لکھے ہوئے ایک ایک جملہ کا حساب لینا ہے۔

یوم حشر کی پیشی مدنظر ہے اور یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جماعت حقہ صرف جماعت اہل حدیث ہے اگر مجھ میں کوئی خامی ہے تو وہ میری ذات کی خامی ہے میرا مسلک ومنہج اس سے بری ہے وہ پاک اورسچا ہے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء.

اہل حدیث کی حقانیت وصداقت کا سب سے بڑا نشان

حضرات گرامی! مسلک اہل حدیث کی حقانیت وصداقت کا سب سے بڑا اورعظیم الشان وگرانقدر نشان یہ ہے کہ اس میں تقلید جامد جیسی کراہت وقباحت کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

[1] المستخرج علی المستدرک ۱۳/۱

منہ تقلید سے میری حفاظت وصیانت میری بہت بڑی سعادت ہے کیونکہ تقلید تو بہت ...اور بھیانک اخطاء کا مرقع ومجموعہ ہے، پورے قرآن وحدیث کے ذخیرہ میں اس لفظ کا ...تک نہیں ملتا۔

تقلید کی دو بڑی بھیانک غلطیاں

میں آج کی مجلس میں تقلید کی دو بڑی بھیانک غلطیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ غلطیاں ...لی نہیں ہیں بلکہ انجام کار کے لحاظ سے انتہائی تباہ کن ہیں ان بھیانک غلطیوں کے ...ب سے نہ تو انسان کا عقیدہ بچتا ہے اور نہ ہی اس کا عمل محفوظ رہتا ہے بلکہ اگر ناگوار ...ر نہ لگے تو ایمان سے محرومی کی سزا مقدر بن سکتی ہے۔

ان غلطیوں کا تعلق مسئلہ اختلاف امت سے ہے۔ یعنی کسی بھی مسئلہ میں امت کے دو یا ...ہ افراد یا گروہوں میں اختلاف واقع ہوجائے یا کسی بھی مسئلہ میں ہم کسی سے اختلاف ...یں تو اس کے حل کا طریقہ کیا ہے اس اختلاف کے ازالہ کی آخری عدالت یا فائنل ...رٹی کیا ہے؟ بالفاظ دیگر اختلافی امور میں ہماری شریعت نے ہمیں کس حصار کے اندر ...ور کیا ہے؟ ہم پر کیا ذمہ داری عائد کی ہے؟ ہمیں کس چیز کا پابند بنایا ہے؟ یہ معلوم کرنا ...ضروری ہے، بہت ضروری اس لئے کہ یہ ہمارے ایمان، عقیدہ اور عمل کی صحت وسلامتی ...اساس ہے۔

اختلافی مسائل میں اہل تقلید کی روش

اختلافی مسائل میں اہل تقلید کی روش اور طرز عمل یہی ہے کہ اپنے امام کے قول سے ...ہ جائے چنانچہ اگر کوئی شخص حنفی ہے تو اختلافی مسائل میں اس کا مستند امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اگر کوئی شافعی ہے تو امام شافعی ؒ کے قول پر اکتفاء کر کے بیٹھ جائے گا، مالکی امام مالک ؒ کے مذہب سے تمسک اختیار کر لے گا اور حنبلی امام احمد بن حنبل ؒ کے فتویٰ سے جڑا رہے گا۔

[کما لا یخفی علی من له ادنی اطلاع و ممارسة علی مذاهب القوم و کتبهم و أصوانهم]

لیکن یہ طرز عمل شریعت کے خلاف ہے شریعت نے دریں حالت قرآن وحدیث کی طرف رجوع ہونے کا حکم دیا ہے ان حالات میں دوسرا کوئی راستہ ہے ہی نہیں اور جو کوئی دوسرا اختیار کرے گا وہ صریح ضلالت کا شکار ہو گیا۔

اختلاف کا صدور معیوب نہیں لیکن اس کا بقا معیوب ہے

پہلی بات یہ سمجھ لیجئے کے اختلاف کا صدور تو معیوب نہیں ہے لیکن اختلاف کا بقاء بہت ہی معیوب ہے، شریعت نے اختلاف وتنازعہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا نقیض قرار دیا ہے:

[وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا][1]

اور اللہ اور اس کی رسول کی اطاعت کرو اور اختلاف ونزاع نہ کرو ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کا راستہ اطاعت کی ضد اور نقیض ہے اور جبکہ قرآن و حدیث موجود ہے تو پھر بقاء اختلاف چہ معنی دارد؟ اور جب تک تقلیدی مذاہب کا وجود ختم نہیں ہوتا تب تک اختلاف برقرار رہے گا۔ اور بقاء اختلاف چونکہ اطاعت کے بالمقابل ایک راستہ قرار پا چکا ہے تو پھر یہ ایک ایسا مُہلک ہے جس سے امت کا فساد، انتشار، ،

[1] الانفال:۴۶

بڑھتا رہے گا۔ اس لئے پوری امت کی صلاح، عافیت، اور دنیا وآخرت میں فلاح
د قرآن وحدیث کی براہ راست اطاعت ہے جس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ مسلک اہل
قبول کر لیا جائے۔

قرآن وحدیث نے جہاں بھی اختلاف کا ذکر کیا معرض شر میں کیا اور جہاں اختلاف
اور مخرج کی بات کی وہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹنے یا لوٹا دینے
پابندی عائد کر دی۔۔۔ تقلیدی مذاہب اس پابندی کو قبول کرنے کی بجائے اپنے اپنے
وں کے فیصلوں پر اڑے رہ گئے، ایک دو یا چند بار نہیں بلکہ بار بار اور ہر بار۔ نتیجہ راہ
ب سے دور سے دور تر ہی ہوتے رہے اور ایمان وعمل کی سلامتی داؤ پر لگا دی۔

اختلاف کے حل اور مخرج کیلئے شرعی اصول

قرآن وحدیث کے نورانی ارشادات ملاحظہ ہوں۔

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ
ـعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
ـرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝][1]

ترجمہ: اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول
) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ،
تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان
یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

یہاں تمام مسائل میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم ہے۔ لیکن اختلاف اور

[1] ...:٥٩

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تنازعہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے حکماً یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ اس قسم کے مسائل اللہ ا[illegible] رسول کی طرف لوٹا دو۔ جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اختلافی مسائل میں کسی چھوٹے بڑ[illegible] کا فیصلہ نہیں چلے گا، کسی نیک یا بد کا قول نہیں چلے گا بلکہ صرف اور صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بات چلے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پابندی کے قبول کرنے کو ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر کے ساتھ مربوط و منسلک بلکہ مشروط کر دیا ہے۔ دنیا اور آخرت کی تمام اچھائیوں اور بھلائیوں کا منبع قرار دیا ہے۔ اس آیت کریمہ نے جہاں اختلافی مسائل کے حل کا ایک راستہ متعین کر دیا ہے وہاں حضرات مقلدین کی اس روش کی تردید و تفنید بھی کر ڈالی ہے جو وہ اختلافی امور میں اپنائے بیٹھے ہیں یعنی رجوع الی اللہ والرسول کی بجائے اپنے امام سے فیصلہ لینا اور بس!

مقلدین کی تحریفِ قرآن

یہی وجہ ہے کہ حضرات مقلدین کو جب اس آیت کریمہ سے اپنے تمسک بقول امام [illegible] راستہ بند ہوتا دکھائی دیا تو وہ اس آیت کریمہ میں تحریف و اضافہ پر مجبور ہو گئے چنانچہ ایضاح الأدلہ میں مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اس آیت میں یوں تحریف کر دی:

[فردوہ الی اللہ والرسول والی أولی الامر منکم]

نصوص میں تحریف کی جسارتِ ناپاک وہی کرتا ہے جو دلیل کے میدان میں تہی دست ہو، انہیں یہ معلوم تھا کہ اختلافات میں قول امام کے ساتھ چمٹے رہنے کی باطل روش کہیں ثابت نہیں ہو سکتی، اس حالات میں تو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہی حا[illegible] ہیں تو پھر ہمارا مذہب کہاں باقی رہے گا کیونکہ اختلاف تو ہر مسئلہ میں ہے اور ہر اختلافی مسئلہ میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کا مطلب مسلک اہل حدیث کی ترویج ہو گا لہٰذا

کے ذریعہ اس بگاڑ میں مزید اضافہ کر دیا گیا۔ واللہ المستعان

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیات میں اختلافات و تنازعات کے حل کے لئے [illegible] پر اکتفاء نہ کرنے والوں کے عمل کو تحاکم الی الطاغوت قرار دیا ہے بلکہ شیطانی [illegible] و نفاق تک فرما دیا ہے۔

حضرات سامعین! یہ بات متعین ہو چکی ہے کہ مسائل مختلف فیہا میں خاص طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے فیصلہ کرانا فرض ہے۔

اللہ سے فیصلہ کرانے سے مراد رجوع الی القرآن اور رسول ﷺ سے فیصلہ کرانے سے [illegible] ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں آپ کی ذات شریفہ کی طرف رجوع کیا جائے اور [illegible] فرما جانے کے بعد آپ کی حدیث شریف کو مد نظر رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

[وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ][1]

یعنی جس چیز میں بھی تمہارا اختلاف ہو فیصلہ اللہ کی طرف ہے۔

گویا یہ حق نہ کسی صحابی کے پاس ہے نہ تابعی کے پاس، نہ کسی امام یا مجدد یا مفتی، یا [illegible] یا فقیہ کے پاس بلکہ اختلافات میں فیصلہ کا حق اللہ احکم الحاکمین کے پاس ہے۔

دونوں آیات میں "شیئ" کی تنکیر سے ایسا عموم و شمول واضح ہو رہا ہے کہ ہر اختلافی [illegible] میں خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا ہو، رجوع الی اللہ والرسول ہی امر متعین ہے کسی مسئلہ کا [illegible] درست نہیں ہے۔

سورۃ النحل کی آیت نمبر ۶۴ ملاحظہ ہو:

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ] [1]

ترجمہ: اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس لیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر اس چیز واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

اس سے پھر واضح ہوا کہ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ وحی الٰہی کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے فصل و بیان پر موقوف و قائم ہے دوسری کوئی صورت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو فیصل نہ ماننے والوں کو شدید ترین وعید

اور سورۃ نساء کی آیات نمبر ۶۵ تو بہت ہی قابل غور ہے:

[فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵] [2]

ترجمہ: سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ایمان سے محروم ہونے کا اعلان فرما دیا ہے جو اپنے اختلافات میں رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ لینے کے بجائے کہیں اور سے فیصلہ کرا لیتے ہیں، بلکہ ان لوگوں کی ایمان کی بھی نفی کر دی ہے جو فیصلہ تو آپ ﷺ سے کرا لیتے ہیں، قبول بھی کر لیتے ہیں لیکن اپنے دلوں میں کھٹک اور تنگی محسوس کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ

اس آیات کریمہ میں "لایؤمنون" اور سورۂ نساء سے پیش کی گئی گذشتہ آیت میں

---

[1] النحل:۶۴

[2] النساء:۶۵

... تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ... الاٰیة" کے مقتضی پر خوب غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں ...ان کی کس طرح نفی فرما رہا ہے جو اختلافی مسائل میں قرآن و حدیث کو اپنانے اور ...نے کے بجائے اپنے ائمہ و اصحاب کے اقوال و فتاویٰ سے تعلق و تمسک قائم کر لیتے اور ہمیشہ اس روشِ بد پر اَڑے رہتے ہیں۔ کبھی تو گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر سوچا جائے کہ ...روی کی سزا کتنی بھیانک ہوگی۔ ہم بڑے درد دل اور اخلاص کے ساتھ ان لوگوں کو ...الی الکتاب والسنۃ یعنی اہل حدیث بننے کی دعوت دیتے ہیں جو اختلافی مسائل و امور ...نے اپنے ائمہ و قائدین و بزرگان دین کے اقوال پر اکتفاء کئے بیٹھے ہیں۔

ورنہ تم سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام امور کا قیامت کے دن فیصلہ ...نا ہے، پھر کوئی سوچ یا ندامت کام نہیں آئے گی۔

[...مَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝۲۳] [1]

ترجمہ: اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر آج اس کے سمجھنے کا فائدہ کہاں؟

وہ یوم الحساب ہے، دار العمل نہیں۔

فیصلہ بہر حال اللہ تعالیٰ کا ہی ہے

فیصلہ بہر حال اللہ تعالیٰ کا ہی ہے چاہے یہ حقیقت دنیا میں قبول کر لو اور اس میں فائدہ اور چاہے یہاں اپنی من مانیاں کر لو اور روز محشر تمام اولین و آخرین کے سامنے اللہ کے فیصلہ کا انتظار کر لو۔

فرمایا: [ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۵۵] [2]

---

[1] ...جر:۲۳

[2] ...عمران:۵۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: پھر تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے میں ہی تمہارے آپس کے تمام اختلافات کا فیصلہ کروں گا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

[ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ فِیۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ] [1]

ترجمہ: پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا۔ پھر وہ تم کو بتلائے گا جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔

نیز فرمایا: [اَللّٰهُ یَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ] [2]

ترجمہ: بیشک تمہارے سب کے اختلاف کا فیصلہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آپ کرے گا۔

نیز فرمایا: [اِنَّ رَبَّكَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ] [3]

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

نیز فرمایا: [اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفۡصِلُ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ] [4]

ترجمہ: آپ کا رب ان (سب) کے درمیان ان (تمام) باتوں کا فیصلہ قیامت کے دن کرے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

---

[1] الانعام:١٦٤
[2] الحج:٥٩
[3] یونس:٩٣
[4] السجدة:٢٥

...فرمایا: [اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَیۡنَ عِبَادِكَ فِیۡ مَا کَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ] [1]

...ترجمہ: تو ہی اپنے بندوں میں ان امور کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ الجھ رہے تھے۔

...ان تمام آیات کا مطلب یہی ہے کہ تمام بندوں کو اللہ کی طرف پلٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ ...ن کے تمام تنازعات، خصومات اور اختلافات کا فیصلہ فرمانا ہے اور پھر اپنے فیصلوں ...وں کو آگاہ کرنا ہے۔ جنہیں قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

...تو کیوں نہ اس دن کے آنے سے قبل آج ہی اللہ تعالیٰ کی وحی کے ساتھ سچا تعلق جوڑ لیا ...، آج یہ وحی ہی اللہ کے فیصلوں کا مجموعہ ہے جسے فیصلہ کن دستاویزات قرار ...ہے۔

...[اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ۙ وَّ مَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ؕ اِنَّهُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا ۙ وَّ اَکِیۡدُ کَیۡدًا] [2]

...ترجمہ: کہ یہ کلام (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے اور بیہودہ بات نہیں ہے یہ ...اپنی تدبیروں میں لگ رہے ہیں اور ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔

...اللہ کے بندو! آج تمام مختلف فیہ امور کو لے کر اِدھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے خالق ...کی پناہ میں آ جاؤ اس کی توفیق اور رحمت سے مسائل حل ہوں گے اضطرابات و ...ختم ہوں گے۔۔۔۔ ورنہ یہ اختلافات کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔

...[لَا یَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِیۡنَ ۙ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ] [3]

...تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے بجز ان کے جن پر آپ کا رب رحم

...ر:٤٦
...ارق:١٣/١٦
...:١١٨

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمائے۔

یعنی یہ لوگ ہمیشہ اختلاف کا شکار رہیں گے اور بچیں گے صرف وہی جن پر اللہ کی رحمت ہوگی۔ اور یہ رحمت تعلق بالوحی کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

رحمت الٰہی کے مستحقین؟

[وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ][1]

ترجمہ: اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں۔۔۔

وحی الٰہی تمام اختلافات سے پاک ہے
اور وہی تمام اختلافات کا خاتمہ کرسکتی ہے

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی تمام دستاویزات کو اختلاف کا مرقع قرار دیا ہے:

[وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝][2]

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

لہٰذا اللہ کی وحی ہی وہ واحد طاقت ہے جو تمام اختلافات کا خاتمہ کرسکتی ہے اس لئے وحی سے فیصلہ نہ کرانے پر ایمان کی سلامتی مشکوک ہوجاتی ہے۔

---

[1] الاعراف: ۱۵۷،۱۵۶

[2] النساء: ۸۲

اگر حنفی، حنفی رہے گا، شافعی، شافعی رہے گا، مالکی، مالکی رہے گا، حنبلی، حنبلی رہے گا تو اختلاف قائم ہی رہے گا۔ اور اگر یہ سب لوگ تمام مختلف فیہ مسائل میں اپنے اماموں کے بجائے اللہ کی وحی کو تھام لیں تو سب اہل حدیث ہوجائیں گے، اختلاف ختم ہوجائیں گے یہی خاتمہ اختلافات کی اساس ہے اور یہی اللہ کا امر ہے:

[وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا][1]

ترجمہ: سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن وحدیث) کو تھام لو اور افتراق واختلاف نہ کرو

گویا خاتمہ اختلاف اعتصام بحبل اللہ پر موقوف ہے جو قرآن وحدیث کے سوا کچھ نہیں۔

اور اہل تقلید کی یہ بنیادی غلطی قائم ہی رہے گی، کیونکہ تقلید کی تعریف ہی یہ ہے کہ "بلا دلیل وحجت کسی کی بات کو لے لینا" ایسے میں قرآن وحدیث تک رسائی کیسے ممکن ہوگی!

اختلاف کے حل کے متعلق ایک عظیم الشان حدیث

رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے چنانچہ مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ وغیرہ میں عیاض بن ساریہ کی مشہور حدیث موجود ہے جس میں پیغمبر اسلام ﷺ کے خطبہ بلیغہ کا ذکر ہے، جسے سن کر سب کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنے لگ گئے۔

کسی نے کہا: ہمیں تو یہ آپ کا آخری خطبہ معلوم ہوتا ہے کوئی جامع وصیت فرمادیجئے بڑے اہم اور نازک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چار وصیتیں فرمائیں جن میں سے

---

[1] آل عمران: ۱۰۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک وصیت یہ ہے:

اوانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوابهاو عضوا عليها بالنواجذ .....الحديث[1]

یعنی میرے بعد تم زندہ رہے تو بہت زیادہ اختلافات دیکھو گے اس وقت تم پر فرض ہوگا کہ (ہر چیز چھوڑ کر) میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کے ساتھ چمٹ جانا: صرف چمٹنا بلکہ مضبوط گرفت میں لے لینا (اور مضبوط گرفت بھی کافی نہیں) بلکہ میری سنت کو اپنی داڑھوں میں مضبوطی سے دبالینا۔۔۔۔(تاکہ سنت کا دامن چھوٹنے نہ پائے اور میری سنت کی جگہ کوئی دوسری چیز اس کی جگہ نہ لے لے۔)

اس لئے کہ اترکت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله ا میں تمھارے بیچ دو ہی چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں جب تک انہیں تھامے رہو گے گمراہی تمہارے قریب تک نہیں بھٹکے گی ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول اللہ ﷺ۔

اتباعِ رسول، صحابہ کرام کا عظیم وصف

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اللہ کے نبی کی پاکیزہ اور مقدس جماعت، زمین کی پشت پر چلتے پھرتے جنتی انسان اس منہج کے پیروکار رہے اور (رضی اللہ عنهم ورضوا عنه) کے تمغے اپنے سینوں پر سجا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کے بارہ میں صحابہ کے درمیان موجود اختلاف کس چیز نے حل کیا؟ حدیث رسول اللہ ﷺ نے۔

[1] موطاامام مالک، الرقم:۳۳۳۸

ۃ وقتال کے بارہ میں موجود اختلاف کیسے رفع ہوا؟ حدیث رسول اللہ ﷺ سے۔ اس سے قبل رسول اللہ ﷺ کی تدفین کے بارہ میں اختلاف عظیم کیسے ٹلا؟ اللہ کے ی کی حدیث سے۔

فہ کے تعین کے مسئلہ میں درپیش اختلاف اور امنا امیر ومنکم امیر جیسا ک دعوی اور نعرہ کس چیز سے سرد ہوا؟ حدیث رسول اللہ ﷺ سے۔

اب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب دادی کی میراث کا مسئلہ پیش آیا اور آپ دی کی میراث نہ دینے کا فیصلہ صادر فرمایا تو ایک بڑھیا نے حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور تمام امتوں میں انبیاء کے بعد سب سے افضل انسان کی اصلاح فرمادی وں نے قبول کیا اور کسی صحابی نے بڑھیا کے اس فعل کی نکیر نہیں فرمائی۔

لکہ صد آفرین اس بڑھیا کے لئے جس کا عقیدہ ومنہج یہ تھا کہ دین کے معاملے میں ابوبکر ق جیسا انسان بھی پیروی کے لائق نہیں ہے بلکہ یہ حق رہتی دنیا تک محمد رسول اللہ ﷺ لئے مخصوص ہے۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے جب مغالاۃ مہور کے مسئلہ کی سنگینی دیکھی تو حق مہر ید کی کوشش کی بلکہ اعلان بھی فرمادیا ایک خاتون نے [وَآتَيْتُمْ إِحْدٰهُنَّ را][1] سے استدلال کرکے آدھی دنیا کے فاتح، سلطنت روما وفارس کو قدموں تلے کچلنے ظیم خلیفہ کی اصلاح کردی، جسے عظیم القدر شخصیت نے یہ کہہ کر قبول کرلیا: اصابت واخطأ عمر.[2] عورت درست کہہ رہی ہے عمر کو ٹھوکر لگ گئی۔ سبحان اللہ!

لہ تعالیٰ اس خاتون پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے، جو اس امت کے تمام افراد کو یہ

اء:۲۰

والأبيض النبوية

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سبق پڑھا گئی کہ عمر جیسا فاتح اعظم اور علوم نبوت کا حامل و وارث بھی دین کے معاملے میں پیروی کے لائق نہیں بلکہ قیامت کی آخری دیواروں تک یہ حق محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص و مرقوم ہے اور جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کی بھی داد دیجئے جنہوں نے بھری محفل میں اپنی غلطی تسلیم کر لی اور وحی الٰہی کو نافذ فرما دیا: [ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ.]

تقلید کے تعلق سے دوسری غلط روش

تقلید کے تعلق سے آج کی مجلس میں جس دوسری غلط روش کا تذکرہ مقصود ہے وہ انتہائی خطرناک اور ظالمانہ روش ہے جو یہ ہے کہ بعض مسائل میں اہل تقلید کو اپنے آئمہ واصحاب کے قول کا غلط اور خلاف حق ہونا معلوم ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود وہ اپنے ائمہ یا علماء کے قول ہی کو ترجیح دیتے ہیں گویا جانتے بوجھتے حق کا انکار، عمداً وقصداً ناحق کا تسلیم و تنفیذ۔

[وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ][1]

بلکہ ہم نے تو بعض ایسی مثالیں بھی دیکھی ہیں کہ نہ صرف یہ کہ حق کو پہچان لیا جاتا ہے بلکہ اقرار و اعتراف بھی کر لیا جاتا ہے کہ ہمارے امام کا قول خلاف حق ہے، لیکن اس کے باوجود محض اتباع مذہب کی حجت کی بنا پر اس کو قبول کرنا ہے اور مخالف کا قول حق ہونے کے باوجود چھوڑ دینا ہے۔

تقلید کی بنا پر انکار حق کی چند مثالیں

تقریر ترمذی کے مؤلف نے مسئلہ خیار مجلس کے ضمن میں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو

[1] العادیات:۷

...رحمہ اللہ کے مابین اختلاف نقل کیا ہے اور امام شافعی کے مسلک کو کئی احادیث سے ...ثابت کیا ہے، آخر میں اپنا فیصلہ یوں صادر فرماتے ہیں:

الحق والانصاف ان الترجيح للشافعي ولكن نحن مقلدون يجب علينا ... امامنا[1]

اگر حق وانصاف کی بات پوچھو تو اس مسئلہ میں ترجیح امام شافعی کو حاصل ہے (یعنی ان کا ...صحیح اور مطابق حدیث ہے) لیکن ہم پر تو اپنے امام کی تقلید واجب ہے۔ (لہذا گو ...ے امام کا قول خلاف حق ہے لیکن ہم تو اسے نہیں چھوڑیں گے) انا للہ وانا الیہ ...جعون۔

...جانتے بوجھتے حق کا انکار اور باطل کا تسلیم واقرار بربادئ دین و دنیا کے سوا کچھ نہیں، یہ ...ایسا مہلک ہے جس سے نجات کی راہیں قطعی مسدود دکھائی دیتی ہیں۔

کنز الدقائق کے شارح نے ایک مقام پر ایک مسئلہ اٹھایا ہے جس کی اصل کچھ یوں ...کہ وہ کافر جو ہمارے علاقے میں ہماری پناہ اور ذمہ میں رہتا ہے جسے اصطلاحاً ذمی کہا ...ہے اور جس کی حفاظت ہم پر فرض ہے اگر وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دے دے تو کیا ...بھی اس کا ذمہ باقی ہے!

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ذمہ برقرار ہے اور گالی دینے کے باوجود نہیں ٹوٹتا جبکہ ...علماء کے نزدیک اس کا ذمہ ٹوٹ جائے گا شارح اپنا فیصلہ یوں تحریر کرتے ہیں۔

...وقلب المؤمن يميل الى رأي المخالف ولكن اتباع المذهب واجب[1]

ایک مؤمن کا دل تو اس مسئلہ میں مخالف کی رائے پر ہی ٹکتا اور مطمئن ہوتا ہے لیکن

...مود علماء الحنفية ۱/۱۰۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنے مذہب کی اتباع بھی تو واجب ہے۔

یعنی اعتراف حق کے باوجود انکار حق اور قبول ناحق (العیاذ باللہ) یہ کتنا خطرناک اقدام ہے۔

صاحب اصول کرخی نے تو انتہا کر دی، وہ اپنے مذہب کے اصول بیان کرتے ہوئے یہاں تک کہہ گئے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت، یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث اگر ہمارے آئمہ کے قول کے خلاف آجائے تو قرآن یا حدیث کو تاویل کی کسوٹی پر کس کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں گے اگر کامیاب نہ ہو سکے تو آخری حل یہ ہے کہ قرآنی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو منسوخ اور اپنے امام کے قول کو ناسخ قرار دے دیں گے۔

(لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

حضرات سامعین! بتلایئے اس قسم کے قواعد کس دین کی ترجمانی کر رہے ہیں؟ یہاں بربادی اور ہلاکت کے سوا کوئی دوسری صورت دکھائی دیتی ہے؟

حق کو جاننے کے باوجود انکار کرنیوالے کا انجام

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے قاضیوں اور مفتیوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں اور فرمایا دو طرح کے قاضی جہنم میں جائیں گے جن میں ایک قاضی کا کردار یہ ہے:

«وقاض عرف الحق و جار فی الحکم»[1]

جو حق کو پہچان لے لیکن فیصلہ خلاف حق کر دے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہے جہنمی قرار دیا، اور آخر میں تکبر کی تعریف یوں فرمائی:

[1] مستدرک حاکم، رقم الحدیث: ۷۰۱۲

«الکبر بطر الحق و غمط الناس»[1]

یعنی حق واضح ہونے کے باوجود اس کا انکار کر دینا اور لوگوں کو حقیر جاننا تکبر ہے۔

واضح ہو کہ علماء یا ائمہ سے غلطی کا صدور گناہ شمار نہیں کیا گیا بلکہ شریعت نے تو غلطی نے کے باوجود انہیں ایک اجر کا حق دار قرار دیا ہے، لیکن ظلم و ستم تو وہ لوگ ڈھاتے ہیں پنے آپ کو ان ائمہ کا پیروکار کہتے ہیں اور ان کے غلط فتاویٰ کو غلط ماننے کے باوجود قبول لیتے ہیں۔

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

«یهدم الاسلام ثلاثة زیغة عالم و مجادلة منافق بالقرآن وأئمة مضلون»[2]

یعنی تین چیزیں عمارت اسلام کو ڈھا دیتی ہیں (۱) عالم کی لغزش (۲) منافق کا قرآن ذریعہ جھگڑنا (۳) گمراہ کن آئمہ

عالم کی لغزش یا غلطی اس لئے اسلام کی عمارت مسمار کر دیتی ہے کہ اس عالم کے پیروکار اس کی اتباع کرتے رہتے ہیں اور اپنے علماء کو غلط کہنے کی ہمت نہیں کرتے۔ یہ تقلید جامد کا سانہ ہے۔

مقلدین کی بربادی کا سبب

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

«ویل للأتباع من عثرات العالم قیل و کیف ذلک؟ قال یقول العالم ل رایه فیلقی من هو اعلم برسول اللہ ﷺ منه فیخبره ویرجع ویقضی

[1] مسلم، رقم الحدیث: ۱۴۷

[2] جامع الاحادیث، الرقم: ۳۱۲۶۸، موسوعة أطراف الحدیث: ۱/۱۲۹۷۷، کنز العمال: ۱۰/۲۹۳۹۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الأتباع بما حكم [1]

یعنی عالم کی غلطی کے باوجود اس کے پیروکار برباد ہو جائیں ان سے پوچھا گیا اس کا کیا مطلب ہے؟ تو فرمایا: ''عالم اپنے رائے سے کوئی مسئلہ بیان کرتا ہے پھر وہ اپنے سے کسی بڑے عالم سے ملتا ہے جو اسے حدیث رسول بتا کر اسکی اصلاح کر دیتا ہے اور وہ عالم رجوع بھی کر لیتا لیکن اس کے پیروکار اس کے پرانے فیصلے پر ہی ڈٹے ہوئے ہیں''۔

کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے کہ ہمارے عالم سے غلطی نہیں ہو سکتی۔۔۔ مقلدین کی یہ روش مقتضائے شریعت سے یکسر مختلف ہے یہ روش دین کے اندر بہت سے بگاڑ کا سبب ہے۔

سامعین حضرات! اس مختصر سے خطبہ میں ہم نے تقلید کے دو انتہائی خطرناک نقصانات کا ذکر کیا ہے اول یہ کہ مقلدین مختلف فیہ مسائل میں اپنے ائمہ کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں اور کتاب و سنت کی طرف رجوع کی زحمت گوارا نہیں کرتے یہ بات مقاصد شریعت کے سراسر خلاف ہے چنانچہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اختلافی مسائل میں تو بالخصوص قرآن و حدیث کی طرف رجوع لازمی ہے۔ دوسرا نقصان یہ بتایا ہے کہ مقلدین حضرات بعض اوقات بعض مسائل میں اپنے ائمہ کے قول کا غلط ہونا جان بھی لیتے ہیں اور اس غلطی کا اعتراف بھی کر لیتے ہیں لیکن پھر اسی غلط قول کو اپنانا ضروری سمجھتے ہیں اس کو تمام عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں اس کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔

یہ دونوں اقسام باطل ہیں بہت سی قباحتوں اور ضلالتوں کا پلندہ ہیں خیر القرون کے تعامل سے قطعی مختلف۔

---

[1] الکواکب النیرات ۱/۲۱

خیر القرون سے عمل بالحدیث کی چند مثالیں

میں آخر میں خیر القرون کے تعامل سے کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے واضح ہو گا کہ ہمارے اسلاف کا عقیدہ و منہج کیا تھا؟ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جنت کی بشارتیں دیں ان کا معیار حق و صداقت کیا تھا؟ تا کہ یہ بات خوب نکھر کر بڑی وضاحت کے سامنے آجائے کہ جو چیز اس دور میں حق تھی وہ آج بھی حق ہے اور جو چیز اس دور میں باطل تھی وہ آج بھی باطل ہے۔

(۱) جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کے جواز کے قائل ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا:

أن رسول الله ﷺ نهى عنها يوم خيبر [1]

رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر اس سے منع فرما دیا تھا۔

ابوداؤد طیالسی کی روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بذات خود فرمایا:

انظر ماذا تفتي فأشهد أن رسول الله ﷺ نهى عن نكاح المتعه [1]

یعنی تم غور تو کرو کیا فتویٰ دے رہے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح سے منع فرما دیا تھا۔

اور طبرانی اوسط کی روایت کے مطابق یہی بات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن عباس سے فرمائی تھی۔

(۲) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عورتوں کو

---

[1] بخاری، الرقم: ۴۲۱۶ / مسلم، الرقم: ۱۴۰۷

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل جنابت کے موقع پر اپنے سر کے بالوں کی تمام مینڈھیاں کھولا کریں تو آپ نے فرمایا:

عبداللہ بن عمر پر تعجب ہے!!۔۔۔۔۔۔اس کا بس چلے تو عورتوں کو گنجا ہی کر دے۔ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے اور اس سے زیادہ میں نے کچھ نہیں کیا کہ اپنے سر پر تین دفعہ اچھی طرح پانی کے چلو ڈال لیتی تھی۔[1]

(۳) ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی:

[لا تمنعوا نسائکم المساجد اذا استاذنکم الیھا...][2]

یعنی جب تمھاری عورتیں تم سے مسجد میں آنے کی اجازت طلب کریں تو انہیں مت روکا کرو تو ان کے بیٹے بلال نے کہا: ہم تو روکیں گے تو اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے اس قدر لعن طعن کی کہ اس طرح کی لعن طعن کرتے ہوئے انہیں کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور آپ بار بار فرماتے:

[أخبرك عن رسول الله ﷺ وتقول والله لنمنعهن][3]

میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور تم کہتے ہو ہم روکیں گے!!

(۴) عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خذف کرتے ہوئے دیکھا (ایک مخصوص طریقے سے ہاتھ سے پتھر پھینکنا خذف کہلاتا ہے) تو فرمایا:

"ایسا مت کرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خذف سے روکا ہے اور فرمایا ہے: خذف

---

[1] صحیح مسلم

[2] مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۱۷

[3] مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۱۷

ہ تو شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن ہلاک ہو سکتا ہے البتہ کسی کا دانت ٹوٹ سکتا ہے یا آنکھ سکتی ہے۔"[1]

کچھ عرصے بعد عبداللہ بن مغفل نے دوبارہ اس شخص کو خذف کرتے ہوئے دیکھا، یا:

میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی تھی تم پھر بھی باز نہیں آئے جاؤ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔

(۵) ہذیل بن شرحبیل فرماتے ہیں:

ایک شخص ابوموسیٰ اشعری اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایک شخص پوتی اور سگی بہن چھوڑ کر مر گیا اس کی میراث کیسے تقسیم ہوگی؟

ان دونوں نے جواب دیا:

آدھا بیٹی کو اور بقیہ بہن کو ملے گا جبکہ پوتی محروم رہے گی۔

پھر انہوں نے کہا:

تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ بھی ہماری تائید کریں گے۔

وہ شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان دونوں کا فتویٰ بتایا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اگر میں نے بھی یہی فتویٰ دے دیا تو گمراہ ہو جاؤں گا اور میرا شمار کبھی ہدایت یافتہ میں نہیں ہوگا میں تمہیں اس مسئلہ کی بابت رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سناتا ہوں:

---

[1] اری و مسلم

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

بیٹی کو آدھا مال، پوتی کو چھٹا حصہ تاکہ ان دونوں میں دوتہائی کی تقسیم پوری ہوجائے اور باقی مال بہن کو دیا جائے گا۔

وہ شخص دوبارہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آگیا اور انہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ سے آگاہ کیا، تو ابوموسیٰ نے فرمایا:

[لاتسئلونی ،مادام هذا الحبر فیکم]

جب تک یہ عالم تمھارے اندر موجود ہے تب تک ہم سے سوال نہ کیا کرو۔[1]

(۶) موطا امام مالک، مسند احمد، اور الرسالہ للشافعی وغیرہ میں ہے:

"امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سونے کا ایک برتن، اس سے زیادہ وزن کے سونے کے عوض فروخت کردیا صحابی رسول ﷺ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو اس سودے کی خبر ہوگئی تو آپ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سودے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ برابری کی بنیاد پر ہو۔

امیر معاویہ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔

تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

معاویہ کی طرف سے کون میری عذرخواہی کرے گا؟ جسے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بتلا رہا ہوں اور وہ اس کے مقابلے میں اپنی رائے بیان کررہا ہے۔ اے معاویہ! جس سرزمین میں تم رہتے ہو میں وہاں قیام کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جناب ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو

[1] صحیح بخاری

ی خبر دے دی تو امیر المؤمنین نے باقاعدہ خط لکھ کر انہیں اس اقدام سے روکا اور آئندہ اس قسم کا سودا وزن کی برابری کی بنیاد پر کرنا۔[1]

(۷) مروان بن الحکم فرماتے ہیں:

میں عثمان غنی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا، عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک کے ذریعہ حج تمتع اور قران سے منع فرمادیا۔ جب میقات آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ احرام باندھ لیا اور فرمایا:

ما کنت لادع سنة النبی ﷺ لقول احد [2]

یعنی میں کسی کے قول پر سنت رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑ سکتا۔

(۸) ایک بار امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب تم دس ذوالحج کو رمی جمار، قربانی اور حلق سے فارغ ہوچکو تو تمہارے لئے عورت خوشبو کے علاوہ ہر چیز حلال ہوجائے گی۔ یہ بات ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم فرمایا۔

خوشبو کیسے حلال نہیں ہوگی؟ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو رمی جمار کے بعد اور طواف سے قبل خوشبو لگائی تھی اور اس موقع پر سالم (عائشہ کے شاگرد) نے کہا:

سنة رسول الله ﷺ احق ان نأخذ بها من قول عمر [3]

یعنی عمر کے قول کے بجائے سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہم پر فرض ہے۔

ة النعیم ۵/۱۷۱۱، فتح المجید

اری، رقم الحدیث: ۳۶۵۱

سند احمد: ۱۰۲/۶، الرقم: ۲۳۷۵۰

www.KitaboSunnat.com

(۹) ایک موقع پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا تھا۔

عمر بن زبیر نے کہا: لیکن ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے تو حج تمتع سے روکا ہے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے غضب ناک ہوکر فرمایا:

لگتا ہے تمہاری بربادی کے دن قریب آچکے ہیں میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا رہا ہوں اور تم مقابلے میں ابوبکر وعمر کا قول پیش کر رہے ہو!

(۱۰) سید التابعین سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے مسجد میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فجر کی اذان کے بعد مسلسل نفل پڑھ رہا ہے تو آپ نے اسے کنکری مار کے اپنی طرف متوجہ کیا اور فرمایا:

اگر مسئلہ معلوم نہ ہو تو پوچھ لینا چاہئے۔ فجر کی اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ سے صرف فجر کی سنتیں ثابت ہیں اور کوئی نفل ثابت نہیں۔

اس شخص نے جواب دیا: زیادہ نوافل پڑھنے سے ثواب ہی ملے گا۔

تو سعید بن مسیب نے فرمایا: ہرگز نہیں!! بلکہ مخالفت سنت پر تمہیں اللہ کا عذاب ملے گا۔[1]

(۱۱) ابوالسائب فرماتے ہیں۔

ہم عظیم محدث وکیع کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حج کی قربانی کا اشعار کیا تھا لیکن امام ابوحنیفہ اسے مثلہ قرار

[1] سنن الدارمی ۱/۴۰۴، رقم الحدیث: ۴۵۰

اس پر ایک شخص نے کہا: اشعار کو تو امام ابراہیم نخعی نے بھی مثلہ کہا ہے؟

اس پر امام وکیع کو شدید غصہ آگیا اور فرمایا:

تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتلا رہا ہوں اور تم اس کے مقابلے میں ابراہیم نخعی کا قول پیش کر رہے ہو تمہیں تو عمر بھر کے لئے جیل میں بند کردینا چاہئے الا یہ کہ توبہ کرلو!! امام ... نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

الا تنظروا الی قول اهل الرأی فی هذا فان الاشعار سنة وقولهم بدعة!

یعنی اشعار کے بارہ میں اہل الرائے کے قول پر کوئی توجہ نہ دو کیونکہ اشعار رسول اللہ کی سنت ہے اور اہل الرائے کا قول بدعت ہے۔

(۱۲) حکم بن عتیبہ فرماتے ہیں، کسی نے امام زہری سے ام ولد کی عدت کے بارہ میں ... تو آپ نے فرمایا: سنت رسول سے چار ماہ دس دن کی عدت ثابت ہے، اس پر حکم بن ... نے کہا: ہمارے علماء تو اس کے مطابق فتویٰ نہیں دیتے؟

امام زہری غصہ میں آگئے اور فرمایا:

تمہیں اللہ کے نبی کی حدیث بتائی جارہی ہے اور تم اس کے مقابلے میں اپنی رائے ...ہے ہو، نبی ﷺ کے دور میں بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے آزاد ...کی عدت گزارنے کا حکم دیا تھا۔

سامعین حضرات! یہ تمام مثالیں اور اس قسم کی پچاسوں مثالوں سے یہ بات نکھر کر ... آرہی ہے کہ صحابہ وتابعین کے دور میں تعامل امت کیا تھا؟ اختلاف کے وقت ان کا ...مستند کیا تھا؟

...ذی، رقم الحدیث: ۹۰۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور اگر کسی کی بات رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے خلاف ہوتی تو خواہ ابوبکر وعمر ہی کیوں نہ ہوتے ان کا رویہ کیا ہوتا تھا؟

اور صحابہ وتابعین کے دور کو رسول اللہ ﷺ نے خیر القرون یعنی امت کا سب سے بہترین دور قرار دیا تھا۔

آج فکر اہل حدیث اور منہج اہل حدیث بھی یہی ہے اور الحمد للہ یہ عظیم اور پاکیزہ فکر اللہ تعالیٰ نے صرف جماعت اہل حدیث ہی کو عطا فرمائی ہے باقی مذاہب وفرق تقلید یا تعصب کی بناء پر اس انتہائی پاکیزہ منہج سے یکسر محروم ہیں۔

حالانکہ دنیوی واخروی فلاح اور کامیابی کا یہی راستہ ہے۔ اگر پوری امت اس جادۂ مستقیم اور منہج قیم کو اپنا لے تو اللہ تعالیٰ تمام پریشانیاں ختم کردے۔

میرے اہل حدیث بھائیو! اور بالخصوص نوجوان ساتھیو! تم اس پاکیزہ منہج نبوی کے وارث ہو تم پر اللہ تعالیٰ نے بڑی بھاری ذمہ داری عائد کردی ہے لہذا اس منہج کے داعی بن جاؤ، عقیدۃً وعملاً واعمالاً ونشراً وبلاغاً۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

أقول قولي هذا واستغفر الله لي ولكم وأصلي وأسلم على نبيه محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

صدارتی خطبہ

(2000ء)

جمعیت اہل حدیث سندھ کا منہج اور اس کی خدمات

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ وأھل طاعتہ اجمعین. وبعد:

جمعیت اہل الحدیث سندھ، صحیح عقیدہ ومنہج کی حامل ایک عظیم جماعت ہے۔ استقلال پاکستان کے ساتھ ہی بڑے مخلص اور متقی افراد نے "لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ ...." کے بمصداق اس کا تاسیسی بیج بویا اور اسے ایک منظم شکل دی، اگرچہ قیام پاکستان سے قبل بھی کتاب وسنت کی دعوت کی صورت میں جہادِ کبیر کا عمل جاری تھا جو بعد میں ایک مربوط ومضبوط شکل اختیار کر گیا۔ گویا "جمعیت اہل الحدیث سندھ" کا قیام سندھ کی سرزمین پر توحید وسنت کی پہلی اذان ہے۔ شیخ العرب والعجم علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ نے تاحیات قرآن وحدیث کے آبِ حیات سے اس پودے کی آبیاری فرمائی۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ پودا ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

سامعین کرام! تناور درخت سے مراد کثرتِ وسائل و افراد نہیں ہے بلکہ عقیدہ کی صلابت اور منہج کی صداقت ہے۔ اور یہی شرعی مطلوب ہے۔ جمعیت اہل الحدیث سندھ کے تعلق سے ہمارے لئے صد اطمینان ومسرت کا پہلو یہی ہے کہ اس کی تاسیس بھی قرآن، حدیث کے مطابق تھی اور آج تک اس کا منہج ومنشور بھی شریعت کے عین مطابق رہا ہے۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء.

جمعیت اہل الحدیث سندھ کی تاسیس کے قرآن وحدیث کے مطابق ہونے کا معنی یہ ہے کہ یہ نہ تو کسی اہل الحدیث جماعت کی موجودگی میں متوازی فرقے یا تنظیم کی شکل میں معرضِ وجود میں آئی اور نہ ہی کسی جماعت سے ٹوٹ کر الگ جماعت بنی۔

کیونکہ شریعت نے ان دونوں صورتوں کو از قبیل تفرقِ مذموم قرار دیا ہے، فرقہ بندی یم سازی کا عمل کسی صورت قابل تعریف نہیں ہوسکتا۔ اور بالخصوص ہمارے ہاں یہ عمل ں زیادہ مذمت کے قابل ہے، یہاں اپنی اپنی تنظیموں کی خاطر جھوٹے اور سچے ہر طرح ھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں، تنظیموں کے امراء ورؤساء کے ہر جائز و ناجائز ں واختراعات کی وکالت کی جا رہی ہے۔ یہ کتنی بڑی جرأت وجسارت ہے:

[هٰاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝]¹

ترجمہ: ہاں تو یہ ہو تم لوگ کہ دنیا میں تم نے ان کی حمایت کی لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے ت کے دن ان کی حمایت کون کرے گا؟ اور وہ کون ہے جو ان کا وکیل بن کر کھڑا ہو سکے

تفرق وتحزب – قابلِ نفرت ومذمت

ہمارے ہاں تفرق وتحزب کا پہلو اس لئے بھی بہت زیادہ نفرت ومذمت کا مستحق ہے کہ اپنی تنظیموں کی بناء پر باقاعدہ الولاء والبراء کا عمل شروع ہو چکا ہے یعنی محبت یا نفرت یاد تنظیم ہے، توحید نہیں ہے۔ اس طرح یہ توحید کے مقابلے میں ایک بت بن گیا ہے۔

محبت ونفرت کی بنیاد کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[من احب للہ وأبغض للہ وأعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان]²

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے بغض رکھا، اور اللہ تعالیٰ کے لئے

---

¹ نساء: ۱۰۹

² وداؤد، رقم الحدیث: ۴۶۸۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے روکا، اس نے ایمان پورا کرلیا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

[ان اوثق عری الایمان ان تحب فی اللہ وتبغض فی اللہ][1]

یعنی ایمان کا سب سے مضبوط کنڈا، اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا ہے۔

گویا محبت یا نفرت کی دینی بنیاد توعقیدہ توحید ہے، مگر آج اس تنظیم سازی کے عمل نے تنظیم اور کاز کو توحید کے مقابلے میں بت بنا کر کھڑا کر دیا چنانچہ جو تنظیم سازی کے تمہارے تراشے ہوئے بت سے متفق نہیں ہے، وہ قابل نفرت ہے خواہ اس کی توحید کتنی ہی خالص کیوں نہ ہو اور جو اس کاز اور تنظیم سے متفق ہے وہ قابل محبت ہے خواہ وہ قبر پرست ہی کیوں نہ ہو۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون. یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حزبیت اور تنظیم سازی کے عمل کو مشرکین کے اعمال ووظائف میں شمار کیا ہے۔

[وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۚ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝][2]

ترجمہ: اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔

سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ کا ان گروہوں سے

[1] مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۸۵۲۴

[2] الروم: ۳۲،۳۱

تعلق نہیں ہونا چاہئے:

[إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى الله يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝][1]

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی فرقے ہو ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام اللہ کے حوالے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو) بتائے گا۔

عزیز دوستو اور بھائیو! آپ کو مبارک ہو کہ جمعیت اہل الحدیث سندھ کی بنیاد، تقویٰ و ص پر قائم ہے۔ حزبیت مذمومہ پر نہیں۔

ہمارے نزدیک جمعیت واجتماع کی اساس عقیدۂ توحید ہے، جبکہ آج لوگوں کی یت توحید کو باعثِ تفریق قرار دینے کی سعیٔ مذموم میں مصروف ہیں، ان کے نزدیک کی حقیقی دعوت توڑ کا سبب بنتی ہے، افسوس یہی الزام مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ یا تھا کہ انہوں نے اپنی دعوت کے ذریعے بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا یا ہے۔ فافہم وتدبر.

جمعیت اہل حدیث سندھ کا ایک قابلِ فخر سرمایہ

جمعیت اہل الحدیث سندھ، توحید وسنت کی دعوت کا جذبہ اور درد رکھنے والے علماء ین کا متفق علیہ پلیٹ فارم ہے اور یہ پلیٹ فارم اس وقت تشکیل پایا جب سرزمینِ میں کوئی دوسرا سلفی پلیٹ فارم موجود نہیں تھا۔

اس مبارک اور شرعی پلیٹ فارم کی قیادت شیخ العرب والعجم الشیخ سید ابو محمد بدیع الدین

[1] الانعام: ۱۵۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شاہ الراشدی رحمہ اللہ نے فرمائی۔ ان کی قیادت کا سلسلہ تقریباً نصف صدی پر محیط ہے۔

شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ کیا تھے! ایک چلتی پھرتی انجمن۔

قرآن کے حافظ تھے۔ حدیث کے حافظ تھے۔ فن جرح وتعدیل کے امام تھے۔ علم رجال اور دیگر علوم میں مرجع خلائق تھے۔ عظیم مجاہد تھے، سندھ کے وڈیرہ پرست اور پیر پرست معاشرے سے بھرپور پنجہ لڑایا۔ پوری عمر اس دشت میں جہادِ کبیر کے زیر سایہ گھومتے گھومتے صرف کردی۔

اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ دیا۔ استدلال واستحضار میں آج تک ان سے بہتر کوئی شخصیت نہیں دیکھی۔

علم کی دولت کے ساتھ ساتھ عمل کی قوت سے مالا مال، پوری زندگی نماز تہجد کا اہتمام کیا۔

پاکستان میں توحید اسماء وصفات کو خاص طور پر صحیح نہج کے ساتھ سمجھانے والے ہمارے شیخ تھے۔ سرزمین سندھ، صوفیوں اور حلولیوں کا گڑھ ہے، اس فتنہ کے خلاف علمی و عملی جہاد کیا۔ آپ کی کتاب، توحیدِ خالص اس کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ مفتی عالم اسلام شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے جب اس کتاب کا تعارف کرایا گیا تو انہوں نے فرمایا:

کاش اس کتاب کا عربی ترجمہ ہوجائے تاکہ ہم بھی مستفید ہوسکیں۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ حدیث رسول (لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم) کی عملی تفسیر تھے، جس علاقے میں دعوت وتبلیغ کے لئے جاتے اس علاقے والوں میں موجود کمیوں اور کوتاہیوں کا تذکرہ ضرور فرماتے، اس علاقے میں موجود جاہلیت کی بھرپور تنقید فرماتے۔

سندھ کے علاقے مٹھی میں اغلب آبادی ہندوؤں کی ہے وہاں کے مرکزی چوک پر جمعیت اہل الحدیث سندھ کے زیر اہتمام جلسہ عام رکھا گیا۔ شاہ صاحب مرحوم کا ہندومت سے

خطاب اور توحید کی دعوت اور ان کی شجاعت آج تک یاد ہے۔

ٹھہ قبروں اور مزاروں کی سرزمین ہے وہاں ایک آدھ گھر کے علاوہ اہل الحدیث بھی ہیں۔ کراچی اور حیدرآباد کی جماعت کو وہاں دعوت دی اور جلسہ عام کا انعقاد کیا۔ وہاں س توحید کی دعوت دی اور قبور ومزارات کے شرک کی بڑی دلیری کے ساتھ مذمت کی۔

لوچستان کا شہر تربت اور اس سے بھی آگے مکران کے علاقے ضامران، جہاں ذکری قے کی اکثریت ہے۔ وہاں شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمہ اللہ کی دعوت پر تشریف لئے گئے کری فرقہ اور ان کے عقائد پر بڑا مدلل خطبہ ارشاد فرمایا۔

سیالکوٹ کی ایک سالانہ کانفرنس میں اسٹیج پر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی قد آدم ر رکھ دی گئی، اسے وہاں سے اتروایا، حالانکہ کئی علماء اس تصویر کی موجودگی میں خطاب چکے تھے، نیز جب دیکھا کہ نوجوانوں نے علامہ صاحب مرحوم کی تصویر کے لاکٹ ن میں پہن رکھے ہیں۔ تو اس فتنہ کے خلاف تقریر فرمائی، جس کا اثر یہ ہوا کہ تمام انوں نے وہ لاکٹ توڑ کر پھینک دیئے۔

ماموں کانجن کی سالانہ کانفرنس میں مدعو تھے، ادارے کے اندر موجود صوفی عبداللہ ب رحمہ اللہ کی قبر کے تعلق سے لوگوں کی عقیدت اور اس سلسلہ میں کچھ غلو کے متعلق سنا کھا تو اسی موضوع پر علمی خطاب فرمایا۔

سامعین حضرات! اس داعی حق، عالم باعمل، مجاہد کبیر، ترجمان قرآن وحدیث اور مبلغ و سنت کی پوری زندگی جمعیت اہل الحدیث سندھ کے پلیٹ فارم پر دعوت حق دیتے گزری۔

جمعیت اہل الحدیث سندھ کا یہ امتیاز ایک قابل فخر سرمایہ ہے۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب مرحوم اس چمنستانِ حق کو سوگوار چھوڑ گئے۔ جن کی موت یقیناً علم کے اٹھ جانے سے تعبیر کی جائے گی۔

کاش کوئی ایسا طریقہ ہوتا کہ ہم اپنی عمریں اپنے شیخ کو دے دیتے۔

یحییٰ بن جعفر البیکندی کو جب امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کا علم ہوا تو فرمایا:

"لو قدرت أن أزيد من عمري في عمر محمد بن اسماعيل لفعلت فان موتي يكون موت رجل واحد و موت محمد بن اسماعيل فيه ذهاب العلم"[1]

یعنی کاش مجھ میں اتنی طاقت ہوتی کہ میں اپنی عمر امام بخاری رحمہ اللہ کو دے کر ان کی عمر میں اضافہ کر دیتا۔ کیونکہ میری موت تو فرد واحد کی موت ہے لیکن امام بخاری کی موت سے گویا علم کا جنازہ اٹھ گیا"۔

سامعین حضرات! جس جماعت کی قیادت و تربیت ایسے عالم باعمل نے فرمائی ہو وہ یقیناً عقیدہ، منہج عمل بالکتاب والسنہ میں منفرد مقام کی حامل ہوگی۔ اور فعلاً ایسا ہی ہے۔

ہمارا عقیدہ و منہج

ہمارا عقیدہ نصف النہار کے سورج کی طرح روشن ہے، ہمارا منہج عین کتاب و سنت و نمونہ سلف صالحین ہے، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بہت سے اعتقادی انحراف پر مشتمل فتنے پھوٹ پڑے، شہادت کے اس جانکاہ واقعہ سے قبل امتِ مسلمہ کا عقیدہ انتہائی نفیس، اُجلا اور ٹھوس تھا، بحمد اللہ جمعیت اہل حدیث سندھ اسی صاف ستھرے عقیدہ پر قائم ہے جو ہر قسم کی تاویل و تعطیل سے مبرہ و منزہ ہے، وذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

پاکستان میں رائج فرنگی سیاست میں ہمارے ہاتھ قطعاً ملوث نہیں ہوئے، ہم جمہوری

[1] مقدمہ فتح الباری ۱/۴۸۵

سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، صرف دعویٰ کی حد تک نہیں بلکہ عملی طور پر بھی۔

ہماری سیاست توحید کی اشاعت و اقامت پر مرکوز ہے۔ اہل توحید ہماری محبتوں اور ...ں کے حق دار ہیں، انہی کے شانہ بشانہ دعوتِ توحید دے رہے ہیں۔ توحید کے لئے جہاد ہے، جو صرف اہل توحید کے ساتھ مل کر ہوگا۔

یہاں مشرکین سے ملنے، یا انہیں اپنے اسٹیجوں پر مدعو کرنے یا ان کے شانہ بشانہ لڑنے ... کے سامنے کاسہ گدائی لے جا کر ان سے بھیک مانگنے جیسی کوئی نحوست نہیں ہے۔ ...ے اجلاسوں کی صدارتیں سرکاری وزیر یا گورنر نہیں کرتے۔ ہم صرف موحد اور متبع ...کی توقیر کے قائل ہیں۔ البتہ دعوت سب کے لئے عام ہے۔

سامعین حضرات! جمعیت اہل الحدیث سندھ کی جھود و مساعی محض کسی ایک نکتہ پر مرکوز ...ف نہیں۔ جبکہ یہاں تو حزبیت مذمومہ کا یہ عالم ہے کہ لوگوں نے اپنے ذوق کے کسی مسئلہ کو لیکر اس کی بنیاد پر جماعتیں اور امارتیں تشکیل دے رکھی ہیں۔ کوئی اس کی شرعی ...پیش کر سکتا ہے؟

جمعیت اہل الحدیث سندھ، دعوت، جہاد، مدارس، غرباء و فقراء کی کفالت، تعمیر مساجد ...ر تمام شعبوں پر پوری دیانتداری کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

ہماری جہادی پالیسی

بالخصوص جمعیت اہل حدیث سندھ کی جہادی پالیسی کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں، ...م شاہ صاحب مرحوم نے واضح کی، اور جس کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ عین قرآن ...ث کے مطابق ہے۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جہاد میں تفرق نامی کسی نحوست کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ
جہاد میں موحدین کی ایک ہی جماعت ہوتی ہے، دو یا تین یا اس سے زائد نہیں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا:

[إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۔][1]

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد
کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

آج دنیا میں جہاد ہجومی کہیں بھی نہیں ہو رہا۔ اس کیلئے شرعی امارت شرط ہے، مسلمان جہاں
بھی برسرپیکار ہیں، اپنے دفاع کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ہر جگہ اس کی حیثیت مظلوم کی ہے۔
ان بھائیوں تک پہنچنا، ان کی مدد کرنا ہمارا فریضہ ہے، امام طبرانی اپنی المعجم
الأوسط میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان لائے ہیں:

[من لم يهتم بأمر المسلمين فليس منهم][2]

جو ہمارے دکھوں کی داستان سنے اور ان کو دور کرنے کا اہتمام نہ کرے وہ ہم میں سے
نہیں۔

چنانچہ مسلمان جہاں بھی مظلومیت کا شکار ہیں، وہ ہماری ہمدردی اور تعاون کے حقدار
ہیں۔ اور اگر وہ مظلوم ہونے کے باوجود مشغول جہاد ہیں تو اور زیادہ تعاون کے مستحق ہیں۔
تعاون کی صورت کیا ہے؟
جمعیت اہل الحدیث سندھ کا منہج تربوی یہ ہے کہ جس کسی علاقے میں کفار کی یلغار ہو

[1] الصف:۴
[2] المعجم الأوسط، الرقم: ۷۴۷۳

دیکھا جائے گا کہ اہل الحدیث پلیٹ فارم موجود ہے یا نہیں؟ اور اگر اہل الحدیث
فارم ہے تو دیکھا جائے گا کہ کفار کے خلاف برسرپیکار ہے یا نہیں؟
اگر اہل الحدیث پلیٹ فارم موجود ہو اور وہ عملاً جہاد میں شریک بھی ہو تو وہ وہاں ہماری
ت ہے جو اذان دے کر بصورتِ جہاد، جماعت قائم کر چکی ہے۔ اب ان کے متوازی
ئم کرنا خواہ وہ کتنا مضبوط ہو، افتراق انتشار کا راستہ ہے۔ یہ وہ حزبیت مذمومہ ہے جس
اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے روکا ہے، کچھ قرآنی نصوص اس مضمون میں
بیان ہو چکے۔

اس وقت مقبوضہ جموں وکشمیر، وہ خطہ ہے جہاں جہادی شمع پوری آب وتاب کیساتھ
ن ہے۔ وہاں مظلومیت کی داستانیں بھی اپنے عروج پر ہیں اور دوسری طرف مجاہدین کی
ت وبسالت کے روح پرور واقعات بھی تسلسل سے وجود میں آ رہے ہیں۔

کشمیر کی وادی چاروں طرف سے بلند وبالا پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے
وہاں سے ہجرت ممکن نہیں صرف بارڈر کی پٹی سے کچھ لوگوں کو ہجرت کا موقع مل سکا اور
زاد کشمیر میں خیمہ زن ہیں۔ باقی سب لوگ جن میں بوڑھے، بچے اور خواتین خاص طور
ل ذکر ہیں اس وادی میں محصور ہیں اور بھارتی افواج کے مظالم کی چکی میں پس رہے
عفت مآب بہنوں کی عزتوں کو روندا جا رہا ہے، بوڑھوں اور بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔
انوں کو ٹارچر سیلوں میں اذیت ناک مراحل سے گزار کر بالآخر موت کی تاریک وادی
و دھکیل دیا جاتا ہے۔

جہاد کشمیر کی پہلی گولی کے چلنے سے لیکر آج تک جمعیت اہل الحدیث مقبوضہ جموں و
ر کا عسکری شعبہ، تحریک المجاہدین اپنا جہادی کردار بڑے بھرپور طریقے سے انجام

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دے رہا ہے۔

سب سے زیادہ تعجب اور خوشی کی بات یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں تمام اہلحدیث ایک پلیٹ فارم پر منظم و متحد ہیں اور وہاں پاکستان یا ہندوستان یا بنگلہ دیش یا نیپال کی طرح کوئی جماعتی اختلاف نہیں ہے۔

سامعین حضرات! جمعیت اہل الحدیث سندھ نے جب پوری چھان بین اور تحقیق بسیار سے یہ معلوم کرلیا کہ مقبوضہ کشمیر میں اہلحدیث احباب تحریک المجاہدین جو کوئی الگ جماعت نہیں بلکہ جمعیت اہل الحدیث جموں وکشمیر کا عسکری ونگ ہے، کے نام سے مصروف جہاد ہیں (اور اسی مقصد کے لئے شاہ صاحب مرحوم نے بھی آغازِ امر میں تفصیلی دورہ کیا تھا) تب سے ہم نے کشمیر کے جہاد میں تحریک المجاہدین کے پلیٹ فارم میں شمولیت کا عملی فیصلہ کرلیا۔ اور تحریک کے ساتھ یہ تعاون، یہ تعلق، یہ محبت پہلے دن کی طرح آج بھی قائم ودائم ہے، اس میں گو ہمارا نام یا تشخص اجاگر نہیں ہوتا لیکن ہم مطمئن ومسرور ہیں۔ اور یہ بات پوری وضاحت وصراحت سے سمجھ لیجئے کہ جہاد، نام ونمود یا ریاکاری جیسے بدنما ڈراموں کا نام نہیں، بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کا سودا ہے۔

سامعین حضرات! اب تحریک المجاہدین کے حوالے سے دو باتیں ہیں۔

ایک: یہ کہ تحریک المجاہدین کے ساتھی جہاد کررہے ہیں۔

دوسری: یہ کہ تحریک المجاہدین کے ساتھی کچھ کام نہیں کررہے۔

اگر جہاد کررہے ہیں تو پھر یہ ہمارے ہر طرح کے تعاون کے مستحق ہیں اور اگر جہاد نہیں کررہے تو بھی ہمارے ہر طرح کے تعاون کے یہی مستحق ہیں، کیونکہ یہ مظلوم ہیں۔

تقریباً پانچ سو کے قریب اہلحدیث مجاہد شہید ہوکر اپنے خاندانوں کو بے سہارا چھوڑ

ان کی کفالت کون کرے گا؟

ہم اپنے پاکستانی ساتھیوں سے گذارش کرتے ہیں کہ اپنی دنیوی واخروی مسؤولیت کو یں اور دیکھیں کہ آپ کے کثیر جہادی تعاون کا کوئی ایک آدھ روپیہ ان مظلومین، ؤں اور یتامیٰ تک پہنچتا ہے؟

اور یہ بات بھی نوٹ کرلیجئے کہ ان تک آپ کا تعاون اگر پہنچنا ممکن ہے تو وہ صرف ریک المجاہدین کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

جہادی تعلق سے منہجی خرابی

سامعین حضرات! آج جہادی تعلق سے منہج کی خرابی بہت سے حوالوں سے اپنے وج پر ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں اہلحدیث جماعت کی موجودگی کے باوجود اپنے نظم قائم کرنا، حزبیت ومہ ہے۔

اہلحدیثوں کو چھوڑ کر غیر اہل حدیثوں حتیٰ کہ قبروں کے پجاریوں تک کے ساتھ مل کر د کرنا خلافِ عقیدہ ومنہج اور غیرت توحید کے منافی ہے۔

جہاد کے حوالے سے جھوٹ پر مبنی پروپگنڈہ، مبالغہ آمیزی اور نمود ونمائش اللہ تعالیٰ کی ت وتائید وبرکت سے محرومی کا باعث ہے۔

"المؤمن يطبع على الخلال كلها غير الخيانة والكذب"[1]

یعنی مؤمن جھوٹ اور خیانت سے پاک ہوتا ہے۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث: ۲۶۱۱۷

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بحمد اللہ جمعیت اہل الحدیث سندھ کا جہادی پروگرام ان تمام خرابیوں سے مبرّیٰ اور منزہ
ہے۔

ہمارے پاس دنیوی وسائل کی قوت نہیں ہے لیکن دلیل اور حجت کی قوت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کامیابی دینے کیلئے ان ظاہری وسائل کا محتاج نہیں ہے۔

سامعین حضرات! جمعیت اہل الحدیث سندھ جہاد کبیر یعنی دعوت وتبلیغ کے فریضے
کو ہر کام پر ترجیح اور تقدیم دیتی ہے۔

سندھ بھر میں دعوتی پروگرام منعقد ہورہے ہیں اور سندھ کی جاہلیت کا بھرپور مقابلہ
کرنے کے لئے مدارس کی اقامت اور سرپرستی قائم ہے۔اور تازہ ترین اقدام کراچی میں
(المعهد السلفي للتعليم والتربية) کا قیام ہے جس میں ایک سو کے قریب طلبہ، جن
میں بیشتر صوبہ سندھ سے تعلق رکھتے ہیں، تعلیم وتربیت کے زیور سے آراستہ ہورہے ہیں۔

ہمیں امید قوی ہے کہ شاہ صاحب مرحوم کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کر
سکیں گے۔(ان شاء اللہ العزیز)

اس اولین نظم، اس پہلی اذاں اور جماعت کے ساتھ مکمل وفاداری اور کامل ایثار کے
ساتھ جڑے رہیں۔

ہم نے باہم مل جل کر دعوت وجہاد کی بہت سی مشترکہ اور اجتماعی ذمہ داریوں کو پورا
کرنا ہے۔

دعوت وجہاد کا عمل انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔

ایک نیا عزم اور ولولہ پیدا کیجئے، غفلت کے آثار اگر موجود ہیں تو انہیں دور کردیجئے۔

اور یقین کرلیجئے کہ جمعیت اہل الحدیث سندھ کا پورا پروگرام قرآن وحدیث کے مطابق

ر اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت کا حصول ہماری اصل منزل ہے۔

اللهم انا نسألك حبك وحب من يحبك وحب عمل يقربنا الى حبك.وصلى
ل محمد وعلى أله وصحبه وأهل طاعته وسلم تسليما كثيرا.

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدارتی خطبہ

(2001ء)

دین اسلام کی بنیاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم الأنبیاء والمرسلین
...ـنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

اما بعد!

تمہید۔خطبہ صدارت کی بنیاد

حضرات گرامی! آج ہمارے اس خطبہ صدارت کی بنیاد امام اہل السنۃ امام احمد بن ...ل رحمہ اللہ کا ایک قول ہے: انہوں نے فرمایا ہے:

"اصول الاسلام علی ثلاثۃ أحادیث"

یعنی تین احادیث پورے اسلام کی بنیاد ہیں۔

(۱) حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

[انما الاعمال بالنیات]

یعنی تمام اعمال کی صحت کا دارومدار صحیح نیت پر ہے۔

(۲) حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

[من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد]

یعنی ہمارے دین میں آنے والی ہر نئی چیز مردود ہے۔

(۳) حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

[الحلال بین والحرام بین.......]

یعنی حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔(الحدیث)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی قول امام حاکم نے بھی ذکر کیا ہے لیکن اس میں حدیث

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(الحلال بین) کی بجائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث (ان احدکم یجمع خلقہ فی بطن أمہ اربعین یوما.....الحدیث) مذکور ہے، اس حدیث میں انسان کی تخلیق سے لے کر اس کے انجام تک کے تمام مراحل کا بیان ہے۔

امام احمد بن حنبل کے ایک ہم عصر محدث امام اسحاق بن راہویہ، جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد بھی ہیں، نے بھی انہی چار احادیث کو ''اصول دین'' قرار دیا ہے۔ گویا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذکورہ قول کی دونوں روایتوں اور امام اسحاق بن راہویہ کے قول کو اگر جمع کیا جائے تو مجموعی طور پر چار احادیث بنتی ہیں جن کے متعلق انکا ارشاد ہے کہ یہ پورے دین کی بنیاد ہیں۔ یعنی اگر ان چار احادیث کے صحیح معانی ومفاہیم سمجھ لئے جائیں اور انہیں اپنا مشغلہ حیات بنالیا جائے تو دین کے اہم اور بنیادی قواعد کا احاطہ ہوسکتا ہے۔ میں آج ان چاروں حدیثوں کے مکمل متن، مختصر ضروری تشریحات کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہوں گا اور اپنے آپ کو پہلے اور آپ تمام حضرات کو میں یہ نصیحت کروں گا کہ ان احادیث میں بیان شدہ مسائل وقواعد کو اچھی طرح سمجھ لیں اور انہیں معمول زندگی اور وظیفہ حیات قرار دیکر فرمان باری تعالیٰ: "ادخلوا فی السلم کافۃ" پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

والتوفیق بیداللہ سبحانہ وتعالیٰ. اللھم وفقنا لجمیع ما تحبہ وترضاہ.

پہلی حدیث

عن امیر المومنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: سمعت ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: انما الأعمال بالنیات وانما لکل امرئ ی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت تہ لدنیا یصیبہا اوامرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ.[1]

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

بیشک تمام اعمال کی صحت کا دارومدار صحیح نیت پر ہے اور ہر شخص کو اس کے عمل سے وہی ملے گا جو اس نے نیت کی، چنانچہ ہجرت جیسا وقیع وعظیم عمل اگر اللہ اور اس کے رسول کی ے ہے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کا پورا ثواب مل جائیگا اور اگر اس ے سے حصول دنیا یا کسی عورت سے نکاح مقصود ومنوی ہے تو اس کے کھاتے میں یہی درج کر دیا جائے گا (جب کہ ہجرت کے ثواب سے وہ یکسر محروم قرار پائے گا)۔ اس ث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ائمہ وعلماء کے نزدیک اس حدیث کی عظمت واہمیت

امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس حدیث سے اپنی کتاب کا افتتاح فرمایا ہے اور اسے خطبہ ب کے قائم مقام قرار دے کر یہ تنبیہ فرمادی کہ ہر وہ عمل جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا

[1] واہ البخاری ومسلم

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقصود نہ ہو وہ باطل ہے، اس کا نہ تو دنیا میں کوئی ثمرہ ہے نہ آخرت میں۔

عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ کا قول ہے: کہ جو شخص بھی کسی کتاب کی تالیف کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اس حدیث سے آغاز کرے بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میں نے کوئی کتاب لکھی تو اس کے ہر باب سے قبل یہ حدیث تحریر کروں گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هذا الحديث ثلث العلم ويدخل في سبعين بابا من الفقه"[1]

یعنی علم دین کا ایک تہائی حصہ اس حدیث میں موجود ہے اور فقہ کے ستر ابواب میں اسے داخل کیا جا سکتا ہے۔

امام ابوعبید فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے تمام امور آخرت اپنے فرمان: [من احدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهورد] میں اور تمام امور دنیا اپنے فرمان: [انما الأعمال بالنيات] میں سمیٹ کر رکھ دیئے ہیں، اور دونوں حدیثیں ہر باب کی بنیاد ہیں"۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میرے شمار کے مطابق مسند احادیث چار ہزار ہیں اور ان چار ہزار احادیث کا مدار چار احادیث ہیں۔ (جن میں سے ایک حدیث) "انما الأعمال بالنيات" بھی ہے۔ بلکہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے جب اپنی معروف کتاب (سنن ابی داؤد) تصنیف فرمائی تو فرمایا:

میں نے اس کتاب میں چار ہزار آٹھ سو احادیث درج کی ہیں اس میں سے چار

[1] جامع العلوم والحکم ۱/۹

...یث انسان کے دین کے لئے کافی ہیں جن میں سے پہلی حدیث "انما الأعمال بالنیات" ذکر فرمائی۔

اس حدیث کے ایک تہائی علم ہونے کا قول علی بن مدینی، ترمذی، دارقطنی اور حمزہ سے منقول ہے، امام بیہقی نے اس کی توجیہ اس طرح فرمائی ہے کہ بندے کا کسب عمل دل، ...اور بقیہ اعضاء سے ہوتا ہے، تو چونکہ دل ان اقسام ثلاثہ میں سے ایک مستقل قسم ہے نیت فعلِ قلب ہے لہذا نیت دین کا تیسرا حصہ ہی بنے گی، بلکہ عمل ہمیشہ نیت کا محتاج ہے اور کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

سامعین حضرات! ہم نے علماء سلف کے چند اقوال پیش کئے ہیں تاکہ اس حدیث کی ...ت واہمیت مزید واضح ہو جائے اور حدیث میں بیان شدہ مسئلہ کی حقیقت اور اہمیت و ...رت مزید بڑھ جائے۔

صحتِ نیت کی اہمیت

چنانچہ اگر آپ مضمونِ حدیث پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تمام اعمال کی صحت و مقبولیت نیت پر موقوف ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہر وہ شخص جو نماز، روزہ، صدقہ یا کسی بھی نیکی کی صورت میں کوئی عمل کرے تو ضروری ہے ...ں سے قبل نیت کرلے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے"۔

فضل بن زیاد نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا نیت کس طرح کرے؟ جواب میں ...:

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"یعالج نفسه اذا اراد عملا لا یرید به الناس"[1]

"یعنی مکمل محنت اور پوری شدت کے ساتھ اپنے آپ کو آمادہ کرے کہ نیکی کا مقصد لوگوں کو دکھانا نہیں، بلکہ اللہ رب العزت کی رضا جوئی ہے"

کیونکہ نیت کا فساد، عمل کو فاسد کر دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان (انما لکل امرئ مانوی) کا مطلب یہی ہے کہ ہر عامل کے عمل کا حصہ اور نصیب اس کی نیت ہے، اگر نیت نیک ہے تو عمل بھی نیک قرار پائے گا اور اسے اس کا باقاعدہ اجر ملے گا اور اگر نیت فاسد ہے تو عمل بھی فاسد قرار پائے گا اور اسے اس کے گناہ اور بوجھ کا متحمل ہونا پڑے گا۔

اہمیت نیت مزید اجاگر کرنے کے لئے ہم چند احادیث پیش کرتے ہیں:

مسند احمد اور سنن نسائی میں عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"من غزا فی سبیل الله ولم ینو الا عقالا فله مانوی"[2]

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اس کی نیت حصول زر ہو تو اسے اس (نیت فاسدہ) کا صلہ مل جائے گا۔ (یعنی وہ ثواب سے یکسر محروم رہے گا)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان اکثر شهداء امتی أصحاب الفرش و رب قتیل بین صفین الله أعلم بنیته"[3]

---

[1] جامع العلوم والحکم ۱/۱۰

[2] نسائی، رقم الحدیث: ۳۱۳۸

[3] مسند احمد، الرقم: ۳۷۷۲

میری امت کی شہداء کی زیادہ تر تعداد بستر پر فوت ہونے والوں کی ہے، جب کہ صفِ معرکہ کے زیادہ تر مقتولین کی نیت اللہ خوب جانتا ہے۔

حافظ ابن رجب، ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع روایت کے یہ الفاظ بھی نقل فرماتے ہیں:۔

"انما یبعث المقتتلون علی نیاتهم"

میدان جنگ میں لڑ کر شہید ہونے والے قیامت کے دن اپنی اپنی نیت کے مطابق اٹھائے جائینگے۔

مسند احمد وغیرہ میں جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کا معنی یہ ہے:

"جس شخص کا مقصود حصولِ دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کیلئے مقدر ہے۔ اور جس کی نیت آخرت کا حصول ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام مرتب کر دیتا ہے اور اس کے دل میں استغناء پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے"[1]

صحیح بخاری و مسلم میں جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع روایت ہے:

"تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جو بھی مال خرچ کرو حتیٰ کے اپنی بیوی کے منہ میں کھانے کا نوالہ ڈال دو تو تمہیں ضرور اس کا ثواب عطا کیا جائے گا"[2]

مسند احمد اور سنن ابی داؤد ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے:

"من تعلم علما مما یبتغی به وجه الله لا یتعلمه الا لیصیب عرضا من

---

[1] ابن ماجة، الرقم: ۴۱۰۵

[2] صحیح بخاری، الرقم: ۲۹۳۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة [1]

جو شخص دین کا علم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے دنیا کی منفعتوں کو سمیٹنے کیلیے حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔

سنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد کی بابت دریافت فرمایا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

[ان قاتلت صابرا محتسبا بعثك الله صابرا محتسبا وان قاتلت مرائيا مكاثرا بعثك الله مرائيا مكاثرا ..... الحديث] [2]

اگر تم نے صبر کے ساتھ اور صرف اللہ تعالیٰ سے اجر لینے کی نیت سے جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا تو اللہ تمہیں اسی طرح (یعنی صابر و محتسب) اٹھائے گا اور اگر تم نے طلب مال اور ریاکاری کی بنیاد پر جنگ وقتال کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں روز قیامت حریص مال اور ریاکار کے طور پر اٹھائے گا۔

سنن نسائی میں ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ایک انسان جہاد کے لئے جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے اجر کا خواہاں بھی ہے اور شہرت وناموری کا طالب بھی تو اسے کیا ملے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کچھ نہیں ملے گا۔ اس شخص نے اپنا سوال تین بار دہرایا، اور آپ نے تینوں بار یہی جواب دیا، بلکہ آخر میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بندے کا صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے خالص ہو اور جس

[1] ابوداؤد، الرقم: ۳۶۶۴

[2] ابوداؤد، الرقم: ۲۵۲۱

سے اس کی رضاء جوئی مقصود ہو"

مستدرک حاکم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں عمل کے ایسے درجے پر فائز ہونا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی رضاء بھی مل جائے اور لوگوں کو بھی میرے اس درجے کا علم ہو جائے؟ رسول ﷺ نے اس کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

[فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝] [1]

ترجمہ: پس جو اپنے رب کی ملاقات چاہتا ہے وہ نیک عمل کرتا رہے اور اپنے پروردگار عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

مقصد یہ ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے عمل سے لوگ واقف اور مطلع ہوں تو یہ ردگار کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنا ہے اور اس کی تائید ایک انتہائی واضح اور یح حدیث سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ مسند احمد میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ل اللہ ﷺ نے فرمایا:

[من صلى يرائي فقد أشرك، ومن صام يرائي فقد أشرك ومن تصدق يرائي أشرك] [2]

یعنی دکھاوے کی نماز، دکھاوے کا روزہ اور دکھاوے کا صدقہ سب شرک ہے۔

مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ابو سعید بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

[1] الکهف: ۱۱۰

[2] مسند احمد، الرقم: ۱۷۲۷۰

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

’’جب اللہ تعالیٰ روز قیامت تمام اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی ندا کرے گا جس نے اپنے عمل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا ہے (یعنی ریا کاری کی ہے) تو وہ اسی سے اس کا ثواب وصول کرے۔

صحیح بخاری ومسلم وغیرہ کی مشہور حدیث، جس میں تین افراد پر سب سے پہلے جہنم کی آگ گرم کرنے اور بھڑکانے اور انہیں الٹا گھسیٹتے ہوئے ڈالے جانے کا ذکر ہے آپ سے مخفی نہیں ہے، وہ تین افراد کون ہیں؟

(۱) ریاء کار عالم دین وقاری قرآن۔

(۲) ریاء کار سخی۔

(۳) ریاء کار شہید۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث سنی تو بہت روئے حتی کہ بے ہوش ہو کر گر گئے، جب ہوش آئی تو فرمانے لگے: اللہ اور اس کے رسول کا ہر فرمان سچا ہے۔

عظیم محدث یحیی بن ابی کثیر فرمایا کرتے تھے:

[تعلموا النية فانها أبلغ من العمل][1]

نیت کی حفاظت کرنا سیکھو، کیونکہ یہ عمل سے زیادہ اہم ہے۔

داؤد الطائی فرمایا کرتے تھے: ہر خیر کا سرچشمہ حسن نیت ہے۔

یوسف بن اسباط کا قول ہے: عاملین کے لئے طویل وعریض عبادات سے زیادہ، اخلاص نیت بھاری اور مشکل ہے۔

[1] جامع العلوم والحکم ۳۱/۱، الاربعین النوویۃ ۳/۱

سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

[ما عالجت شيئا أشد علی من نيتي لأنها تنقلب علي][1]

تمام اعمال میں مجھے سب سے زیادہ مشکل، اپنی نیت کی حفاظت میں پیش آتی ہے کہ یہ بدلتی رہتی ہے۔

سہل بن عبداللہ کا قول ہے: نفس پر سب سے مشکل اور گراں چیز اخلاص ہے، کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"رب عمل صغير تعظمه النية"[2]

بہت سے چھوٹے اعمال کو نیت، عظیم الشان بنادیتی ہے اور بہت سے بڑے اعمال کو حقیر وصغیر بنادیتی ہے۔

قاضی فضیل بن عیاض، قولہ تعالیٰ: [لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا][3] میں احسن عمل کی تفسیر فرماتے ہیں کہ وہ اخلص (بالکل خالص) اور اُصوب (بالکل درست) ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: عمل اگر خالص ہو لیکن درست نہ ہو تو بھی عنداللہ مقبول نہیں ہوتا۔ خالص کا معنی یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اور درست کا معنی یہ ہے کہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔

نافع بن حبیب سے کسی نے کہا: ایک مسلمان بھائی کا جنازہ آیا ہے کیوں نہ پڑھ لیا

[1] شيف المجلس العلمي

[2] جامع العلوم والحکم ۲۸۰/۲، سیر اعلام النبلاء ۴۰۰/۸

[3] الملک: ۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جائے؟ فرمایا: ٹھہرو میں ذرا نیت کرلوں، چنانچہ تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہے، پھر فرمایا: اب چلو۔

زید بن ابی حبیب سے سفیان بن سعید الثوری نے حدیث سنانے کو کہا، لیکن زید بن ابی حبیب خاموش بیٹھے رہے، جب سفیان کا اصرار اور تقاضہ بڑھا تو فرمانے لگے:

"لاحتی تجیئی النیة"

نہیں ابھی نہیں، ذرا نیت درست کرنے دو۔

سامعین حضرات! میں نے یہ احادیث رسول ﷺ اور اقوال سلف اسقدر بسط وطوالت کے ساتھ اس لئے عرض کئے ہیں تاکہ آپ کو اخلاص نیت کی حقیقت وعظمت کا بخوبی ادراک ہوجائے۔ اخلاص کے بغیر جو بھی عمل ہوگا وہ غیر مقبول، بے برکت و بے ثمر ہوگا، روزِ قیامت "هباء منثورا" اور (خسر الدنیا والآخرة) کا نمونہ پیش کررہا ہوگا۔

اخلاص سے خالی عمل (خواہ کتنا ہی بڑا ہو) نہ صرف یہ کہ قابل قبول نہیں ہوسکتا بلکہ بندے کی ہلاکت، بربادی اور تباہی کا باعث بن جاتا ہے، بلکہ سب سے پہلے جہنم کا لقمہ بننے کا سبب بن جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

اس کے برعکس وہ عمل جو اخلاص کی دولت سے مالا مال ہو (خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو) مقبول بھی ہوگا، محفوظ بھی ہوگا اور قیامت کے قائم ہونے تک ڈھیرے ڈھیرے بڑھایا جاتا رہے گا۔

صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق بندے کی اخلاص سے خرچ کی ہوئی کھجور، احد پہاڑ کے برابر پہنچ چکی ہوگی۔

عالم دین، سخی اور شہید کو اخلاص کے فقدان پر جہنم میں ڈال دینے والی بے پرواہ قادر

ذات کے ہاں مخلصانہ عمل کی اتنی پذیرائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
میں نے بندے کے نامہ اعمال میں سے اس کی یہ نیکی بھی درج دیکھی جو اس نے
سے پتھر کو چلتے قدم سے ٹھوکر مار کر ہٹا دینے کی صورت میں انجام دی۔

[وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝]¹

ترجمہ: تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے۔

خلاصہ نصیحت

لہذا یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے ہر عمل کو زیور اخلاص سے آراستہ اور نور للّٰہیت سے منور
اور ایسا کیوں نہ کریں جبکہ ہمیں معلوم ہو چکا کہ اخلاص نیت وللّٰہیت، قبول عمل کی
شرط ہے۔

نماز، روزہ، صدقہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، امر بالمعروف، نھی عن المنکر اور دیگر تمام فرائض و
اسی بنیاد پر قابل قبول ٹھہریں گے ورنہ ان پہاڑ جیسے اعمال کی رائی کے برابر بھی قیمت
بنے گی۔

عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: "بشر هذه الامة بالثناء
والرفعة والدین والتمکین فی الأرض فمن عمل منهم عمل الأخرة
لم یکن له فی الأخرة من نصیب"²

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کو اچھی ثنا، عزت
اور تمام زمین پر غلبہ پالینے کی بشارت دے دو، لیکن جس نے خالص آخرت والا

مریم: ۶۴
مستدرک الحاکم ۴/۳۱۸ الرقم: ۷۸۶۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمل دنیا کی خاطر کیا تو اسے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

نبی علیہ ﷺ کی اس بشارت کی صداقت ایک ٹھوس اور اظہر الشمس حقیقت ہے جس کا ذرہ برابر انکار ممکن نہیں ہے، لہٰذا جب پوری زمین کے غلبہ، سلطنت اور تمکین کے وعدے موجود ہیں اور اس مقدس اور پاکیزہ عمل کو دنیا کے مال، یا تنظیم یا منصب کی خاطر انجام دینے والے کے لئے آخرت میں مکمل محرومی کی وعیدیں موجود ہیں تو کیوں نہ ہم صرف اخلاص، تقویٰ اور تعلق باللہ پر توجہ دیں اور جھوٹ مبالغہ آمیزی یا شہرت پسندی جیسے مذموم ہتھکنڈوں کی بجائے رب ذوالجلال کی رضاء جوئی کو اپنا نصب العین اور ہدف حقیقی قرار دے لیں، کیونکہ مکمل فتح ونصرت اور غلبہ ارض کے نبوی وعدے بہرحال موجود ہیں۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمادیا:

«لیبلغ هذا الدین مابلغ اللیل»[1]

جہاں جہاں تک رات پہنچتی ہے وہاں وہاں تک یہ دین پہنچے گا۔

تو یہ دین دنیا کے کونے کونے میں پہنچ اور چھا کر رہے گا۔

لہٰذا ہم جادۂ مستقیم سے کیوں انحراف کریں؟ قوانین کتاب وسنت اور اسوۂ رسول ﷺ کو کیوں ترک کریں؟

ہمیں چاہیئے کہ اللہ رب العزت کی رضاجوئی کو اپنا مقصد حیات بنالیں اور اپنے آپ کو باور کرالیں کہ یہی وہ "عروۃ الوثقیٰ" ہے جس کے چھوٹنے سے ہم تائید ایزدی سے محروم قرار پائیں گے جبکہ اسے تھامے رہنے سے اللہ کی نصرت، محبت اور رحمت ہمیشہ میسر رہے گی۔

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

[1] طبرانی

دوسری حدیث

عن أم المؤمنين عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: «من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد» وفي رواية مسلم: «من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد».[1]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز نکالی جو دین میں نہ ہو تو وہ مردود ہے"۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے جبکہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہ ہو تو وہ مردود ہے:

حدیث کا ماحصل!

سامعین کرام! یہ حدیث بھی دین اسلام کا ایک اصلِ عظیم ہے۔ بیان کردہ حدیث (انما الاعمال بالنیات) اعمال کی باطنی میزان ہے جبکہ یہ حدیث اعمال کی ظاہری میزان ہے۔

جس طرح ہر وہ عمل جو اللہ رب العزت کی رضاجوئی واخلاص نیت سے خالی ہو باطل و مردود ہوتا ہے، اسی طرح اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے امر اور سنت کی موافقت ومطابقت سے خالی ہو تو باطل ومردود قرار پائے گا۔

رسول اللہ ﷺ اپنے ہر خطبہ میں ان مبارک الفاظ کا اعادہ فرمایا کرتے تھے:

[1] بخاری، الرقم ۲۶۹۷

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[ان أصدق الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد و شر الامور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار][1]

بیشک سب سے سچا کلام کتاب اللہ ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور سب سے بدترین کام وہ ہے جو نیا ہو کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی آگ ہے۔

مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی چار وصیتوں کے ذریعہ رہتی دنیا تک کیلئے سعادت وفلاح کا پروگرام پیش فرمایا۔ ان میں سے ایک وصیت یہ تھی۔

[ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة][2]

نئے نئے امور سے بچو اس لئے کے ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بدعت، اعمال کی بربادی کا باعث

سامعین کرام! مذکورہ بالا تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے ہٹ کر جو کام بھی کیا جائے گا وہ محدث اور بدعت ہے۔ وہ شرالامور ہے۔ وہ عمل باطل اور مردود ہے، اس عمل کا امر منتہی یہ ہے کہ وہ عمل کرنے والے کو جہنم میں پہنچادے گا۔

بدعت، اعمال کی بربادی کا باعث کیوں؟

اس وعید شدید کی وجہ یہ ہے کہ شریعت سازی صرف اللہ تعالیٰ کا منصب ہے۔ وہ ذات

[1] نسائی، الرقم:١٥٧٩

[2] ابوداؤد، الرقم:٤٦٠٧

ی تعالیٰ شارع یعنی شریعت بنانے والا ہے۔ تو جو شخص شریعت میں اپنی پسند یا مرضی کا عمل جاری کرے یا اپنائے گا وہ گویا اللہ تعالیٰ کے منصب شریعت سازی میں دخل ازی کر رہا ہے۔

[أَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ][1]

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنھوں نے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔

اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"من استحسن فقد شرع"[2]

(جس نے اچھا سمجھتے ہوئے کوئی کام نکالا اس نے شارع بننے کی کوشش کی)

یہ فعل کتنا بدترین وہیبت ناک ہے اللہ تعالیٰ نے پورا دین بنایا اور ہمیں عطا فرمادیا اس تکمیل کا اعلان بھی فرمادیا:

[اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا][3]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور میں نے تم پر اپنی تمام کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے پورا دین مکمل امانت کے ساتھ ہم تک پہنچادیا۔ اور فرمایا:

[1] الشوری:٢١

[2] حجۃ اللہ البالغۃ، ص:٢١٦، نضرۃ النعیم ١/٥٨١

[3] المائدۃ:٣

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ما ترکت من شئی یقربکم الی الجنۃ الا وقد حدثتکم بہ"[1]

میں نے جنت میں پہنچانے والی ہر چیز بیان کر دی ہے۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"الم یکن نبی قبلی الا کان حقا علیہ أن یدل أمتہ علی خیر ما یعلمہ لھم وینذرھم عن شر ما یعلمہ لھم"[2]

اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کی یہ ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ اپنی امت کو خیر کے ہر راستہ سے آگاہ کر دے اور شر کے ہر راستہ سے ڈرا دے۔

تو جنت کا ہر راستہ بتایا جا چکا ہے اور جب تمام تر جدوجہد حصولِ جنت کے لئے ہی کی جاتی ہے تو پھر کسی نئے عمل کو اپنانے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟ کیا یہ لوگ نعوذ باللہ نبی ﷺ کو شریعت کے پہنچانے کے معاملے میں خائن سمجھتے ہیں؟

امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"من ابتدع فی الاسلام بدعۃ ویراھا حسنۃ فقد زعم أن محمدا ﷺ خان الرسالۃ"[3]

جو شخص اچھا سمجھتے ہوئے کسی نئے عمل کو اپنا لیتا ہے اس کا یہ خیال ہے کہ محمد ﷺ نے شریعت و رسالت کے پہنچانے میں خیانت سے کام لیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بدعت کا انجام بڑا بھیانک ہے: قولہ تعالیٰ: "يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ

[1] سنن دارمی

[2] مسلم، الرقم: ۴۸۸۲

[3] الاربعین النوویۃ ۲۰/۱

وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ"[1] (جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہونگے) کی [تفسیر] میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: "تبیض وجوہ أھل السنۃ وتسود وجوہ اھل البدعۃ"[2]

(حدیث اور سنت پر عمل کرنے والوں کے چہرے سفید اور روشن ہوں گے، جب کہ [بدعت] کو اپنانے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔)

مذمتِ بدعت و اہل بدعت سے برتاؤ!

بدعت ایک اتنی خطرناک حقیقت ہے کہ اہل بدعت کسی تعلق یا دوستی کے قابل نہیں بلکہ …م کے عقیدہ "الولاء والبراء" کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں یکسر چھوڑ دیا جائے۔ (صرف …ت دینے کے لئے ایک واجبی سا تعلق رکھا جا سکتا ہے)

[إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى … ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ][3]

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ [کا] …ن سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر وہ ان کو ان افعال [سے] آگاہ کر دے گا۔

بہت سے علماء سلف کا بیان ہے کہ یہ آیت کریمہ اہل بدعت کے بارے میں نازل ہوئی

[1] آل عمران: ۱۰۶

[2] تفسیر ابن کثیر، سورہ آل عمران: ۱۰۶

[3] الانعام: ۱۵۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عامل بالاثر و طریقة السلف و ایاك و کل محدثة فانها بدعة"
حدیث اور طریقہ سلف کو لازم پکڑ لو اور نئے عمل سے اجتناب کرو کیونکہ وہ بدعت

سامعین حضرات! ان تمام ادلہ نصوص اور اقوال سلف سے ثابت ہوا کہ بدعت گمراہی ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی شدید ترین مذمت وارد ہے۔ عملِ بدعت، بدعتی ود ہے اور عنداللہ غیر مقبول ہے۔

قرونِ خیر اور مذمتِ بدعت

رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص نے زمانہ بھر کے روزے رکھنے کا عمل شروع یا۔ تو آپ نے فرمایا: "من صام الأبد فلا صام" جس شخص نے ہمیشہ کے روزے ع کر دیئے ہیں اس نے کوئی روزہ نہیں رکھا۔[1]

ایک شخص نے سفر حج کے تعلق سے زیادہ ثواب کمانے کی غرض سے پیدل چلنے، دھوپ بیٹھنے، بھوکا اور پیاسا رہنے کا عزم کر لیا تو آپ نے فرمایا: "ان اللہ لغنی عن تعذیبه ہ" اس نے اپنے آپ کو جس عذاب میں ڈال رکھا ہے اس سے اللہ ناراض ہے۔[2]

تین افراد نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں اپنا اپنا عزم کر لیا۔ ایک نے زمانے کے روزے رکھنے کا' دوسرے نے رات بھر عبادت کیلئے جاگتے رہنے کا' اور تیسرے ی شادی نہ کرنے کا تا کہ پوری یکسوئی سے عبادت کرسکوں۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے طریقہ مبارکہ سے آگاہ فرما دیا اور پھر فرمایا اگر تم نے

نسائی، الرقم: ۲۳۷۳

مسند احمد، الرقم: ۱۳۸۶۶

ابوقلابہ تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے:

"ما ابتدع رجل بدعة الا استحل السیف"[1]

جو آدمی کسی بدعت کو جاری کرے وہ اپنے لئے تلوار حلال کر لیتا ہے۔

سلیمان التیمی ایک بدعتی کو سلام کر بیٹھے۔ موت سے قبل اس گناہ کو یاد کر کے حساب سے ڈرتے روتے رہے۔

امام اوزاعی نے صحابی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

جو قوم کسی بدعت کو اپنا لیتی ہے اللہ تعالیٰ ان سے سنت کو اٹھا لیتا ہے پھر وہ انہیں قیامت تک نصیب نہیں ہوتی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم"[2]

اتباع کے راستہ پر چلو۔ بدعت کی راہ مت اختیار کرو۔ قرآن وحدیث تمھارے لئے کافی ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

"کل بدعة ضلالة وان راها الناس حسنة"[3]

ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اسے کتنا ہی اچھا سمجھیں۔

امام ابوحنیفہ کا قول ہے:

[1] الاعتصام للشاطبی ۱/۸۳

[2] دارمی، الرقم: ۲۱۱

[3] الآثار الصحیحة ۱/۴۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس سے اعراض کیا تو میرے دین یا امت سے تمھارا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ [1]

عبداللہ بن عمر ایک مسجد میں نمازِ ظہر کے لئے تشریف لے گئے، موذن نے اذان دینے کے بعد تثویب کی تو اپنے ساتھی سے فرمایا ہمیں یہاں سے لے چلو یہ بدعت ہے۔ ان ل مجلس میں ایک شخص نے چھینک مار کر "الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ" کہا تو فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں سکھایا بلکہ صرف الحمدللہ کہنے کی تعلیم دی ہے۔ [2]

سامعین کرام! رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور کی ان مثالوں سے بدعت کی مذمت اور اہل بدعت سے برتاؤ کا طریقہ واضح ہوا۔ چنانچہ اب ہمارے سامنے دین کا ایک اصلِ عظیم خوب واضح ہوگیا۔

[يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ] [3]

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔

[وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا] [4]

اور اگر تم صرف رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔

والتوفیق بید اللہ تعالیٰ

[1] بخاری، الرقم:۵۰۶۳
[2] المعجم الأوسط، الرقم:۵۲۹۸
[3] محمد:۳۳
[4] النور:۵۴

تیسری حدیث

عن ابی عبداللہ النعمان بن بشير رضی الله عنهما قال: سمعت رسول
يقول : ان الحلال بين وان الحرام بين وبينهما أمور مشتبهات لا
ن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن
لى الشبهات وقع فى الحرام مثل الراعى يرعى حول الحمى يوشك أن يقع فيه
لكل ملك حمى وان حمى الله محارمه ألا وان فى الجسد مضغة اذا صلحت صلح
سد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهى القلب۔ [1]

ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ماتے ہوئے سنا:

"بے شک حلال بھی واضح ہے اور بے شک حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے یان کچھ مشتبہ امور ہیں، جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شخص ان شبہات سے گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ بنالیا اور جو شبہات میں واقع ہوگیا وہ حرام میں ل ہوگیا۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے جانور کو اپنے کھیت کے اندر لیکن رے شخص کے کھیت کے کنارے پر چرنے کیلئے چھوڑ دے۔ بہت جلد وہ جانور رے کے کھیت میں داخل ہوکر چرنا شروع کردے گا۔

"خبردار! ہر بادشاہ کی ایک سرحد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی سرحد، اس کے محارم ہیں۔

[1] رواہ البخاری ومسلم

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خبردار! انسانی جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے
اگر وہ فاسد ہے تو تمام جسم فاسد ہے اور وہ لوتھڑا دل ہے۔ (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے
روایت کیا ہے)

تفہیم الحدیث

سامعین حضرات! حدیث کا ترجمہ آپ نے سن لیا۔ اس کی شرح میں بڑے تفصیلی مباحث آسکتے ہیں لیکن مجھے یہ محسوس ہورہا ہے کہ یہ خطبہ خاصہ طویل ہوتا جارہا ہے۔ لہذا تفصیلی بحث کسی دوسرے موقع کیلئے ملتوی کرتے ہوئے صرف بنیادی قواعد و اصول کی نشاندہی کردیتا ہوں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو چیزیں حلال محض ہیں وہ بالکل واضح ہیں اور ان میں کوئی اشتباہ نہیں ہے۔ لہذا ان حلال امور کی تعلیم حاصل کیجئے اور انہیں اپنا لیجئے۔

۲۔ اسی طرح جو حرام محض ہیں وہ بھی بالکل واضح ہیں انہیں جاننا بھی ضروری ہے تاکہ ان سے بچا جاسکے۔

۳۔ حلال وحرام کے مابین کچھ اور امور ہیں جو بہت سے لوگوں پر مشتبہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ راسخین فی العلم ان سے واقف ہوتے ہیں، عامۃ الناس ان کے بارے میں الجھن اور تشویش کا شکار رہتے ہیں۔

عوام الناس کی ذمہ داری اور مشتبہ امور سے اجتناب

چنانچہ اب ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ حلال محض کو اختیار کریں اور حرام محض سے اجتناب کریں اور علماء راسخین واھل الذکر سے ایک قوی اور مستقل رابطہ رکھیں تاکہ امور مشتبہ کے

ے ان کے شبہات دور ہوتے رہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کے تجاوز وتعدی سے بچ

ب کچھ کتاب وسنت کی تعلیمات سے ہی ممکن ہوگا۔ کیونکہ علماء سے رابطہ کی صورت
آن وحدیث سے رابطہ بحال رہے گا اور جوں جوں قرآن وحدیث کا نور سینے میں
ئے گا توں توں شبہات واضطرابات دور ہوتے جائیں گے۔ مشتبہات سے بچنے کی
اللہ ﷺ نے بڑی فضیلت بیان کی ہے۔

(من اتقی الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه)

یعنی جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین وعزت کو محفوظ کرلیا۔ وہ ہر قسم کی بے
ور بے عزتی سے نکل گیا۔

اور اس کے برعکس امور مشتبہ کو اپنانے والا بہت تیزی سے امور محرمہ میں داخل ہوجاتا
اس لئے صحیح بخاری ومسلم کی ایک حدیث اس طرح وارد ہوا ہے:

من ترك ما شبه عليه من الاثم كان لما استبان اترك [1]

جو شخص گناہ کے تعلق سے مشتبہ امور کو چھوڑ دے گا اسے واضح محرمات چھوڑنے کی زیادہ
ی دی جائے گی اور یہ ظاہری بات ہے کہ جب وہ مشتبہ امور میں ورع کا پہلو اختیار کرتا
صراحت کے ساتھ ثابت شدہ حرام امور کا کیسے ارتکاب کریگا؟۔

صحابی رسول ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

تمام تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے حتی کہ رائی کہ دانے کے برابر بھی گناہ
ے۔ حتی کہ ایسے امور کو بھی چھوڑ دے جنہیں وہ حلال تو سمجھتا ہے لیکن ان کے اپنانے

[1] بخاری، الرقم: ۲۰۵۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے حرام کے ارتکاب کا اندیشہ ہو۔ [1]

قلبِ سلیم کی اہمیت

۴۔ حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے انسانی جسم کے ایک ٹکڑے یعنی دل کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو پورا جسم درست ہے اگر فاسد ہے تو پورا جسم فاسد ہے۔

درست دل کو قلب سلیم کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

[يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝] [2]

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

[اللهم انی اسالك قلبا سليما] [3]

''اے اللہ: میں تجھ سے قلب سلیم کا سوال کرتا ہوں''

قلب سلیم بہت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

[لا يستقيم ايمان عبد حتى يستقيم قلبه] [4]

---

[1] فتح الباری ۱/۱۵۱، جامع العلوم والحکم ۱/۲۲۸

[2] الشعراء: ۸۹،۸۸

[3] نسائی، الرقم: ۱۳۰۴

[4] مسند احمد، الرقم: ۱۳۰۴۸

بندے کا ایمان اس وقت تک سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو۔

قلب سلیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ شرک و بدعت سے پاک ہو، ریاکاری سے پاک خلاص و توحید کے نور سے منور ہو، اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا مرکز ہو، اللہ تعالیٰ کی ت، عظمت محبت، خشیت، مہابت، توکل اور رجاء سے معمور ہو اور (الولاء والبراء) کے ے کوئی خلل یا اضطراب اس کے دل میں نہ ہو۔ لوگوں کے ساتھ معاشرت و مخالطت ی دل استقامت اور اصلاح کا آئینہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت و نفرت کی اساس م ہو۔ اپنے بھائیوں کے خلاف کوئی کینہ، حسد، بغض یا کسی مکر و فریب کی نیت نہ ہو، حدیث میں تو اس کو جنت کا شارٹ کٹ قرار دیا گیا ہے۔

"وان تصبح وليس فى قلبك غش لاحد" [1]

دل کو ٹٹولو اگر اس پر کوئی میل کچیل نہ ہو تو سمجھو یہ نکتہ قوارب نجات میں سے ہے۔

الغرض یہ حدیث دین اسلام کے عظیم قواعد پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عمل و امت کی توفیق کا سوال ہے۔

---

[1] رمذی، الرقم: ۲۶۷۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چوتھی حدیث

عن ابی عبدالرحمن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال : حدثنا رسول اللهﷺ وهو الصادق المصدوق (قال) " ان احدكم يجمع خلقه فی بطن أمه أربعين يوما نطفة ثم يكون علقه مثل ذلك ثم يكون مضغة مثل ذلك ثم يرسل اليه الملك فينفخ فيه الروح ويؤمر بأربع كلمات : يكتب رزقه وأجله وعمله و شقی ام سعيد فوالله الذی لا اله غيره ان احدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى مايكون بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل النار فيدخلها وان أحدكم ليعمل بعمل أهل النار حتى مايكون بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل الجنة فيدخلها [1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں پیغمبر صادق ومصدوق محمد ﷺ نے بیان فرمایا: ''ہر شخص کی خلقت اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ کی صورت میں، پھر چالیس دن جمے ہوئے خون کی صورت میں اور پھر چالیس دن گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں جمع کی جاتی ہے۔ پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے۔ فرشتے کو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے۔

۱۔اس کا رزق لکھنے کا

۲۔اس کی موت کا وقت لکھنے کا

[1] رواہ البخاری، الرقم: ۳۲۰۸

۳۔اس کی زندگی کا عمل لکھنے کا

۴۔یہ لکھنے کا، کہ یہ بد بخت ہوگا یا نیک بخت

مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم میں سے ایک شخص جنت والے رتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی ب سبقت لے جاتی ہے اور وہ جہنم والا عمل کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور تم سے ایک شخص جہنم والا عمل کرتا ہے حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا لہ باقی رہ جاتا ہے پھر اس کی کتاب سبقت لے جاتی ہے اور وہ اہل جنت کا عمل کر کے میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)

حدیثِ مذکور سے ملنے والا ایک واضح درس!

سامعین حضرات! میں اس حدیث کی تفسیر وشرح کسی اور وقت کے لئے چھوڑتا ہوں ن اس حدیث کے اندر موجود ایک واضح درس کا اعادہ کرتا ہوں کہ چونکہ بندے کی ادت وشقاوت اور اعمال کا تعلق خاتمہ کے ساتھ ہے لہذا ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ خاتمہ ہے لیکن یہ معلوم نہیں کس طرح ہونا ہے۔

اہل جنت واہل جہنم کے نام لکھ کر قلم خشک ہو چکی ہے ہمیں اپنے خاتمہ تک اعمال صالحہ ار کئے رکھنے کا عزم کرنا ہے۔ یہ تمام زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اطاعت دائرے میں گزر جائے یہ سعادت کا راستہ ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کہا: جنتیوں اور جہنمیوں کے فیصلے ہو چکے ؟ فرمایا: ہاں۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس نے پوچھا: پھر عمل کرنے والے عمل کیوں کرتے ہیں؟

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو جس گھر کے لئے پیدا کیا ہے اس کے عمل اس کے لئے آسان بنا کر توفیق عطا فرما دیتا ہے۔[1]

اس لئے ہمیں ہمیشہ اپنے عمل کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

احادیثِ اربعہ کا پیغام اور نصیحت

سامعین حضرات! ان چاروں حدیثوں نے اصلاح نیت سے لیکر خاتمہ تک کا سارا پروگرام ہمارے سامنے واضح کر دیا ہے۔ دین کے تعلق سے سارے احکام و مسائل مجتمع ہو کر ہمارے سامنے آ چکے ہیں۔

اب باری عمل کی ہے اس کی استعداد پیدا کیجئے دعائیں بھی کیجئے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"الدعاء سلاح المؤمن"

دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔[2]

عمل کا مرکز اور مضبوط ترین پلیٹ فارم جمعیت اہل حدیث سندھ کی صورت میں موجود ہے۔ دعوت الی اللہ کی تخطیط موجود ہے۔ جہاد کی مشعل روشن ہے۔ مدارس و مساجد سے درس و تدریس اور "قال اللہ وقال رسول اللہ" کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ دامے درمے سخنے قدمے اس پروگرام کا حصہ بن کر اصلاح دارین وسعادت دین و دنیا کا اہتمام کیجئے۔ تمام صلاحیتیں اور توانائیاں صرف کر کے آخرت بنا لیجئے۔

---

[1] البخاری، الرقم: ٧٥٥١

[2] المستدرک، الرقم: ١٨١٢

...شخص گھاٹے پر ہے جو آخرت نہیں بناتا کیونکہ دنیا نے تو ہمیشہ رہنا ہی نہیں تو پھر ...الدنیا والآخرۃ۔ (دنیا و آخرت دونوں برباد) کی وعید ہی باقی رہ جائے گی۔

...اللہ یوفقنا للصواب والسداد ویجیب دعوتنا وھو السمیع القریب ...ب للدعوات و صلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

OOOOOOOO

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدارتی خطبہ

مواعظ وتقاریر سننے وسنانے کے آداب

شیخ صاحب ﷾ نے یہ خطبہ تحریراً پیش نہیں کیا تھا بلکہ زبانی تقریر کی تھی جسے تحریری شکل دے کر قارئین کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه، ونستغفره. ونعوذ بالله من شرور انفسنا، سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلاهادي له أشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ۝ (آل عمران:۱۰۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً‌ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا۝ (النساء: ۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا۝ يُّصۡلِحۡ لَـكُمۡ اَعۡمَالَـكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا۝ (الاحزاب:۷۰،۷۱)

أما بعد:

فإن أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار.

تعلق بالوحی

[فَبَشِّرۡ عِبَادِ۝ الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ‌ؕ][1]

ترجمہ: میرے بندوں کوخوشخبری سنادیجئے، جوبات کوکان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔

[1] الزمر:۱۷،۱۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال رسول اللہ ﷺ نضر اللہ امرا سمع مقالتی فحفظھا ثم اداھا کما سمعھا.[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا پس اس کو یاد رکھا پھر اسے اسی طرح پہنچا دیا جس طرح سنا۔

قال رسول اللہ ﷺ تسمعون ویسمع منکم ویسمع ممن یسمع منکم.[2]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھ سے سنتے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور ان سے سنا جائے گا جنہوں نے تم سے سنا۔

قال رسول اللہ ﷺ السامع المطیع لا حجۃ علیہ والسامع العاصی لا حجۃ لہ.[3]

سن کر اطاعت کرنے والے کے خلاف کوئی حجت نہیں اور سن کر نافرمانی کرنے والے کے حق میں کوئی حجت نہیں۔

دینی جلسوں کی افادیت واہمیت

محترم علماء کرام، اراکین وکارکنان جمعیت اہل حدیث سندھ ودیگر تمام حاضرین مجلس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ جمعیت اہل حدیث سندھ کے زیر اہتمام 21 ویں سالانہ کانفرنس شروع ہو چکی ہے۔ بڑا منفرد پروگرام ہے اور اس کانفرنس کی افادیت کے بڑے آثار دیکھے گئے ہیں۔ اللہ رب العزت اس مبارک سلسلہ کو تا قیامت قائم ودائم رکھے اور اس کی برکات اس سے بھی بہتر انداز سے پھیلتی رہیں، اور اس کانفرنس کے انعقاد میں جو ساتھی پرجوش ہیں، حصہ لیتے ہیں، اور سرگرم ہیں یا معاونین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور

---

[1] ترمذی وغیرہ

[2] مسند احمد ۱/۳۲۱

[3] مسند احمد ۴/۹۶

نیتوں میں اخلاص پیدا فرمائے، بالخصوص اس عظیم کانفرنس کے بانی ومبانی ہم سب کے شیخ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ، جن کا یہ صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے اور اس کا اجر جزیل ان تک پہنچائے اور ہم سب کی قبول فرمائے۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ جلسوں اور کانفرنسوں کے حوالہ سے چند ...ات کروں گا۔ درحقیقت تقریریں کرنا اور سننا، جلسے منعقد کرنا ایک مستقل عمل ہے۔ ...مل کا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کے طریقہ کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ ...ں اور جلسے ہونے چاہئیں کیونکہ ان کے ذریعہ دین کی دعوت پھیلتی اور پہنچتی ہے اور ...تے اور مستفید ہوتے ہیں بالخصوص اہل حدیث منہج کے حاملین کو کانفرنس اور جلسے ...رنے چاہئیں، کیونکہ اس زمین کی پشت پر سب سے کھری نکھری اور سچی دعوت ...ت اہل حدیث کی دعوت ہے۔ باقی تمام جماعتوں میں کہیں نہ کہیں جھول ہے کہیں نہ ...شکوک وشبہات ہیں لیکن یہاں یقین ہے، بصیرت ہے، اور اللہ کا فضل وکرم ایک منہج ...لوگوں کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ تو اہل حدیث کے زیر اہتمام کانفرنس ہونی چاہئیں ...ہماری دعوت بالکل وہی دعوت ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت تھی۔ توحید کی دعوت، ...اکرم ﷺ کی سنت کے ساتھ تمسک کی دعوت، شرک کی تفنید، بدعات کی بیخ ...ماری دعوت کے اصول ہیں۔ لہٰذا جماعت اہل حدیث کے تحت کانفرنسوں کا خوب ...ونا چاہئے۔

مقررین وسامعین کی ذمہ داریاں

...ب کانفرنسوں کے حوالے سے دو طبقے سامنے آتے ہیں، ایک سننے والوں کا اور دوسرا

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنانے والوں کا، سننے والے کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ اور سنانے والوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ان کو سمجھنا چاہیے تاکہ یہ عمل بھی اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق ادا ہو کیونکہ ہر چیز میں رسول اکرم ﷺ کی سنت کی اتباع ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی سنتوں کا دائرہ محض چند امور تک سمٹا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ پورا منہج حیات ہے، مکمل منہج حیات جس میں عبادات، معاملات، تصرفات، خرید وفروخت، کھانا پینا، حتی کہ انتہائی خفیہ گھریلو امور بھی، سب کے سب شامل ہیں۔ اس کائنات میں محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت وہ واحد شخصیت ہیں جن کی زندگی کا کوئی گوشہ چھپا ہوا نہیں حتی کہ وہ گوشے جو ہر شخص چھپا کر رکھتا ہے، اللہ رب العزت نے انہیں بھی لوگوں کے سامنے لانے کے اسباب مہیا فرمائے، تاکہ تمام امور میں اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کی اتباع ہو۔ سننا اور سنانا تو انتہائی اہم امر ہے، بلکہ مقاصدِ نبوت میں شامل ہے لہذا اسے بھی مکمل طور پر سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔

میرے دوستو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ علماء کرام کے مواعظ سننے کیلئے یہاں تشریف لائے۔ یقیناً یہ قرآن وحدیث کی تڑپ ہے جو آپ کے سینوں میں موجود ہے۔

۱۔ اخلاصِ نیت

اس میں آپ کا اول واجب اور ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی نیتوں کو اللہ کی رضا کیلئے مخلص بنائیے۔ یہاں آنے کی نیت کیا ہونی چاہیے؟ یہ کہ اللہ راضی ہو اور یہ کہ ہم قرآن وحدیث سنیں گے، اور اپنے آپ سے جہل کی تاریکیاں دور کریں گے، اور یہ بھی ایک مقصد ہے کہ جب وہاں پہنچیں گے تو بہت سے دوستوں اور بھائیوں سے ملاقات ہوگی، ان کی زیارت ہوگی۔ یہ بھی شرعی نیت ہے کیونکہ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وجبت محبتی للمتزاورین فی.[۱]

یری محبت ان لوگوں کیلئے واجب ہو جاتی ہے جو آپس میں میری رضا کیلئے ملاقاتیں ہیں۔

نیت بھی انتہائی مثبت ہے، اگر نیت تنقیدی ہے، یا یہ کہ جا کر رونق میلہ دیکھیں یا ان منفی امور ہیں تو آپ کا وقت ضایع کر رہے ہیں۔ اگر نیت یہی ہے تو اللہ کیلئے واپس میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب لینا ہے اور وہی لمحہ ہے جو شریعت کے مطابق گذرے۔ اس وقت یہاں جو لمحات گذر رہے ہیں ان کو کے مطابق بنانے کیلئے ضروری ہے کہ ہماری نیتوں میں اللہ کی رضا ہو، ہمیں قرآن شوق ہو، اپنے بھائیوں سے اللہ کیلئے ملنے کا شوق ہو، ظاہر ہے اس قسم کے پروگراموں نے اور قرآن وحدیث سننے کا بڑا مقام ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے:

نضر اللہ امرا سمع مقالتی فحفظها ثم اداها کما سمعها.[۲]

اے اللہ اس شخص کے چہرے کو تروتازہ کردے جو میری حدیث کو سنتا ہے ن کے یاد ہے اور آگے پہنچا دیتا ہے۔

۲۔ ذوق، شوق وتوجہ سے سننا

یقیناً یہ سننا ایک انتہائی مثبت اور کارآمد ہے، نبی علیہ السلام میدانِ منی میں دعائیں کر رہے یا اللہ ایسے لوگوں کے چہروں کو تروتازگی دینا، رونق اور سرور عطا فرمانا، جن کے دلوں ن ہے کہ وہ میری حدیث کو سننے کیلئے پہنچتے ہیں بڑی توجہ اور یکسوئی سے سنتے ہیں

وسط للطبرانی ۶/۲۱

رمذی: ۲۶۵۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور حضور قلبی سے سنتے ہیں پھر آگے پہنچا دیتے ہیں یہ سننا بڑا اہم عمل ہے۔ رسول اکرم ﷺ ایک دفعہ وعظ فرمارہے تھے کہ ایک شخص آیا اس نے کوشش کی کہ میں راستہ بنا کر آگے بڑھوں اور رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھوں اور وہ کامیاب ہوگیا۔ اسے راستہ ملا اور وہ آگے بڑھ گیا اور نبی ﷺ کے سامنے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ دوسرے نے کوشش نہیں کی اور وہ شرما گیا، کہ اس طرح آگے بڑھوں گا تو لوگ دیکھیں گے اسے پیچھے جہاں جگہ ملی وہیں بیٹھ گیا۔ تیسرا یہ سب کچھ دیکھتا ہے بیٹھا نہیں وہاں سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تین افراد آئے تھے۔ ان میں سے ایک جو پہلا ہے جو آگے بڑھا:

فأوى الى الله فآواه

پناہ میں آنے کیلئے اللہ کی طرف بڑھا، اللہ نے اس کو پناہ دے دی اسے قبول کرلیا اور اسے جگہ دے دی، اور دوسرا:

فاستحیا فاستحیا الله منه

وہ شرما گیا تو اللہ اس سے شرما گیا، یعنی اسے مبتلائے عذاب نہیں کرے گا۔

اور تیسرا

فأعرض فأعرض الله عنه.[1]

اس نے اعراض کیا منہ پھیرا اللہ نے اس سے اعراض کرلیا۔

تو پہلے دو افراد جو ہیں ان کا عمل کتنا قابل قدر ہے محدثین نے دونوں باب قائم کیے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص آتا ہے اور وہ محدث کے قریب جگہ دیکھتا ہے اگر وہ آہستہ آہستہ جگہ بنا کر اس کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرے تو اس کا یہ عمل بڑا افضل ہے، اس کا یہ

[1] بخاری ۱/۱۸۰، ۳۶، مسلم ۲۱۷۲

اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے اور اس کی پناہ میں آنے کے مترادف ہے، اس کو سننے کی لگن ہے، صرف خطبہ جمعہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے گردنیں ے اور آگے بڑھنے سے منع فرمایا ہے یہ لوگوں کی ایذاء کا باعث ہے۔ دوسرا وہ شخص ے جہاں جگہ ملی وہاں بیٹھ گیا دونوں سننا چاہتے ہیں لیکن ایک کی طلب زیادہ ہے وہ بڑھا اور قریب بیٹھنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوا اسے اللہ نے قبول کرلیا۔ اسے جگہ دے دی اسے عزت دے دی۔ بہرکیف ان دونوں شخصوں کے عمل سے یہ بات ہوتی ہے کہ دین کو سننا بڑا افضل اور مبارک فعل ہے۔ تو بڑی توجہ اور یکسوئی سے ۔ سننے میں بھی سنت نبوی ﷺ کو پیش نظر رکھیں کہ جب نبی ﷺ وعظ فرماتے تو صحابہ م کس طرح سنتے تھے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وعظ فرماتے تو

کان علی رؤوسنا الطیر.[1]

ہم اس طرح پرسکون بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے ذرہ برابر جنبش تے کہ اگر سر ہلائیں گے تو پرندہ اڑ جائے گا۔ فرمایا کہ نبی ﷺ کے وعظ کے دوران ں یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جیسے کوئی شخص ان پرندوں کو بچانے کیلئے بیٹھے، کوئی حرکت نہ ے اور نہ ہلے جلے۔

سننے کے حوالے سے رائج چند غیر شرعی امور

یہاں یقیناً اس غلط روش کی نشاندہی کی جائے گی جو آج کل اکثر جلسوں اور کانفرنسوں لوگ اپناتے ہیں یعنی اچھل کود، نعرے بازی اور کانفرنس کے دوران چہل پہل اور

[1] نسائی: ۲۰۰۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گھومنا پھرنا یہ سننے کی سنت کے خلاف ہے۔آپ ﷺ کے سامنے صحابہ کیسے بیٹھتے اور س طرح سنتے اس سنت کو اپنائیں آخر یہ قرآن اور حدیث ہے، کیا کوئی ان کا بدل ہے اور بعض لوگ صرف لذت کے حصول کیلئے سنتے ہیں، ان کے کوئی پسندیدہ واعظ یا مقرر آئے تو بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے پہلے یا اس کے بعد چاہے کتنا بڑا محدث گفتگو کر رہا ہو قرآن وحدیث کی بارش برسا رہا ہو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی ، یہ سب کتاب وسنت کے مقام کے ساتھ استہزاء ہے، جب آپ سننے کیلئے آتے ہیں تو سنیں اور سننے کے تعلق سے جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام کا منہج ہے اس کو اپنائیں یہ گھومنا پھرنا، چہل پہل، یہ آنا جانا کتاب وسنت کے آداب کے خلاف ہے۔

میرے دوستو اور بھائیو! ہر چیز میں سنت کی اتباع کیجئے۔ یہ بات بھی اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ تلاوت شروع کرادی جاتی ہے اور اس کے بعد منتظمین آپس میں گفتگو شروع کر دیتے ہیں اور پروگرام کی ترتیب بنانے میں مصروف ہو جاتے ہیں گویا جو تلاوت ہو رہی ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں، اس کے مقابلے میں ان کی آپس کی باتیں زیادہ اہم ہیں، حالانکہ قرآن پاک کو ذوق وشوق سے سننا بلکہ رقتِ قلبی اور خشوع وخضوع کے ساتھ سننا ایک امرِ مطلوب ہے اور مومن کے ایمان کی علامت ہے۔

تلاوت کے دوران حاضرین بھی اکثر باتوں میں مصروف رہتے ہیں، ان کے نزدیک بھی تقاریر کی اہمیت ہے، تلاوت قرآن کی نہیں، یہ سب قلتِ تربیت کے مظاہر ہیں، گویا ایک مقرر کی ذاتی گفتگو کی اہمیت، کلام اللہ سے بڑھ کر ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون.

حالانکہ اللہ کے بندو قرآن کی تلاوت کو سننا تو سب سے اہم پروگرام ہے، ایک ایک حرف کو پڑھنے اور سننے پر ثواب کے وعدے ہیں، پھر قرآن پاک کے ساتھ حسن ادب کا

یہ ہے کہ اسے کلام اللہ سمجھ کر محبت اور شوق سے سنا جائے، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

ما أذن الله لشيء ما أذن للنبي ﷺ يتغنى بالقرآن.[1]

جب پیغمبر ﷺ قرآن کی تلاوت کر رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جس شوق اور پیار سے تلاوت کو سنتا ہے اس طرح اور کوئی چیز نہیں سنتا۔

یہ بڑا مبارک فعل ہے۔رسول اللہ ﷺ خود بعض اوقات قرآن کی تلاوت سنتے، صحابہ دیتے کہ تم پڑھو اور آپ ﷺ سنتے۔ اس کو پڑھنا اور سننا دونوں موجب برکت اور اجر ہیں۔ آپ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

إن الله أمرني أن أقرأ عليك سورة البينة.

یعنی: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم پر سورۃ البینہ پڑھوں۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

اقرأوا القرآن فإنه يأتي يوم القيامة شفيعا لأصحابه.[2]

قرآن کی تلاوت کرو قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرتا ہوا آئے گا۔

[وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ][3]

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو۔

اور جہاں تک قرآن پاک سننے کے شوق وذوق کی دلیل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] بخاری: ۵۰۲۳، مسلم: ۷۹۲

[2] مسلم: ۸۰۴

[3] الاعراف: ۲۰۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

إقرأ علي شيئا من القرآن.

یعنی: مجھے کچھ قرآن پڑھ کر سناؤں۔

بہر حال سننے کے تعلق سے جو ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوتی ہیں ان کا ملخص یہ ہے کہ نیتوں کی اصلاح، یکسوئی اور وقار کے ساتھ بیٹھنا، یہ ظاہر ہو کہ آپ اللہ کا دین سن رہے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، پھر خشیت وانابت اور فہم، جب یکسوئی سے بیٹھیں گے تو فہم بھی حاصل ہوگا اور حفظ بھی حاصل ہوگا، وہ حدیث اور مسئلہ دل میں نقش ہوگا۔

٣۔ آگے پہنچانے کا عزم

پھر یہ عزم کریں کہ ہم نے اسے آگے پہنچانا ہے کیونکہ دین کی بقاء اسی طریق سے قائم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث طبرانی کبیر (٢/٧١) میں بسند ثابت مروی ہے۔

تسمعون ويسمع منكم ويسمع ممن يسمع منكم.[1]

یہ دین تم مجھ سے سنتے ہو، تم سے آگے لوگ سنیں گے، ان سے آگے لوگ سنیں گے۔

اس طرح یہ سماع کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور یہ ہے دین کی بقاء کا سلسلہ۔ تو سنیں اور یاد کریں پھر آگے سنائیں اور پہنچائیں۔

بلغوا عني ولو آية.[2]

میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

---

[1] مسند احمد ١/٣٢١

[2] بخاری: ٣٢٧٤

ألا فليبلغ الشاهد الغائب.[1]

خبردار چاہئے کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے۔

یہ عزم لے کر اٹھیں کہ ہم نے اسے آگے پہنچانا ہے تاکہ دین کو پہنچانے کا سلسلہ قائم رہے، اور یہ دین کے بقاء کی بڑی قوی اساس ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے تعلق سے چار قواعد ہمیشہ مدنظر رہیں: ایک سماعِ حدیث، دوسرا حفظِ حدیث، تیسرا فہمِ حدیث؛ کیونکہ ایک حدیث (فوعاہ) کا لفظ بھی ہے، چوتھا نشرِ حدیث۔ والتوفيق بيد الله تعالىٰ.

٤۔ عمل کا عزم

پھر یہ بھی عزم کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو عمل کی بھی توفیق دے کیونکہ علم کی زینت عمل ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ

تعلمنا العلم والعمل جميعا.

ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ سے علم اور عمل اکٹھے حاصل کیے۔

یعنی علم لیتے اور اس پر فوری عمل کرتے۔

قرآن کی دس آیات اترتیں، اگلی وحی کے نزول سے پہلے ان دس آیات پر عمل ہو چکا ہوتا۔ جو نبی علیہ السلام فرماتے ہم اس پر فوراً عمل کرتے، یوں علم اور عمل دونوں ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے۔ ایسا نہیں کہ آج علم حاصل کرلو، عمل کل کرلیں گے جب ریٹائر ہوں گے اور بوڑھے ہوں گے تب عمل کریں گے۔ نہیں علم کی اصل زینت عمل ہے، بلکہ علم حاصل کرتے ہی عمل کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ہر بندے کو سامنے کھڑا

---

[1] بخاری: ٦٨، مسلم: ٣٣٠٤

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرکے پانچ سوال کرنے ہیں اور جب تک بندہ ان سوالوں کے جواب نہ دے دے اس وقت تک اس کے قدم ہل نہیں سکیں گے، ان میں سے آخری سوال :(وعن عملہ فیما علمہ) یعنی: جو علم حاصل کیا اس کے مطابق عمل پیش کرو۔

علم کے پہنچتے ہی اس کی حجت انسان پر قائم ہوجاتی ہے اور عمل ضروری ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ یہ کچھ ذمہ داریاں سننے کے حوالے سے ہیں۔

۱۔ سامعین کے وقت کو امانت سمجھنا

کچھ ذمہ داریاں سنانے کے حوالے سے ہیں۔ جو ہمارے دوست، علماء، مقررین تشریف لائے ہیں اس کانفرنس میں یا کسی بھی کانفرنس میں وہ یہ بات نوٹ کرلیں یہ جو سامعین سامنے بیٹھے ہیں معلوم نہیں کہاں کہاں سے، تھر سے، کراچی سے، حیدرآباد سے، سکھر سے، ایسے ایسے دوردراز علاقوں سے تشریف لائے ہیں، ہر مقرر یہ سمجھے کہ یہ لوگ اتنی دور سے چل کر آئے ہیں، پیسہ بھی خرچ کیا، وقت بھی صرف کیا، اور یہاں بیٹھے ہیں، ان کا ایک ایک لمحہ میرے کندھوں پر امانت ہے، ان لمحات کو ضائع نہ کروں بلکہ یہاں کھڑے ہوکر میرا جو ان کے ساتھ تعلق ہو، وہ وہی ہو جو محمد رسول اللہ کا اپنے سامعین یعنی صحابہ کرام کے ساتھ ہوا کرتا تھا، چنانچہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

فأنا اٰخذ بحجزکم عن النار۔[1]

کہ میں تمہیں آگ میں داخل ہونے سے تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں۔

آپ ﷺ کو جہنم سے بچانے کی اور اصلاح کی کتنی فکر ہوتی تھی۔ عقیدہ کی اصلاح کی، منہج کی اصلاح کی کہ میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم جہنم میں

[1] مسلم:۵۹۵۸

…نے کی کوشش کررہے ہو، لہذا سامعین کے تعلق سے ایسا اخلاص ہو کہ ان کا ایک ایک لمحہ …ے کندھوں پر امانت ہے ان کو نہ ضائع کروں اور نہ ضائع ہونے دوں۔ ان کو دین …ؤں، دین کو ان تک منتقل کروں۔ یہ ہے رسول اللہ ﷺ کا منہج! اللہ کے پیغمبر فرمایا …تے تھے۔

…انما انا لکم بمنزلۃ الوالد۔[1]

…میں تمہارے لئے تمہارے والد کے مقام پر ہوں۔

تم سے میرا تعلق ایسا ہے کہ جیسے بیٹے کا تعلق باپ سے ہوتا ہے۔ اور باپ اپنے بیٹے …کس قدر مخلص ہوتا ہے، کوئی باپ اپنے بیٹے کی برائی چاہے گا؟ اس کا نقصان چاہے گا؟ …پر بری نگاہ ڈالے گا؟ بڑے مسائل میں بھی اس حدیث کو سامنے رکھیں، بیسیوں مسائل …تخراج اس حدیث سے ہوتا ہے کہ عالم اور متعلم یا شیخ اور سامع یا مقرر اور سامع ان کا …س میں کیا تعلق ہو۔ نبی ﷺ کا فرمان کہ میں تمہارے لئے تمہارے والد کے مقام پر …تمہیں ہر خیر اور شر سے آگاہ کروں گا۔

ماترکت شیئا یقربکم من الجنۃ ویباعدکم عن النار الا قد بینتہ۔[2]

جنت میں لے جانے والی ہر چیز میں نے بیان کردی ہے جہنم سے بچانے والی ہر چیز …نے بیان کردی ہے۔

ہر نبی اسی منہج کا پیروتھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

[1] ابوداؤد، رقم الحدیث:۸
[2] الجامع لمعمر بن راشد ۱۲۵/۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انه لم یکن نبی قبلی إلا کان حقا علیه ان یدل امته علی خیر ما یعلمه لهم وینذرهم شر ما یعلمه لهم.[1]

اللہ نے مجھ سے قبل جس پیغمبر کو بھیجا اس کی یہ ڈیوٹی تھی اور فرضِ منصبی تھا کہ وہ اپنی امت کو ہر خیر کا راستہ بتائے اور شر کے ہر راستے سے آگاہ کرے۔

اور یہ مخلصانہ تعلق ہے ایک داعی اور سامع کا کہ یہ ان کے وقت کو برباد نہ کرے بلکہ ان کے ہر لمحہ کو کارآمد بنائے اور ان کی حاضری کو اپنے کندھوں پر بطور امانت تصور کرے، جب کہ ہم وقت برباد کرتے رہتے ہیں۔

سامعین کو ہنسانا ان کا ذوق بگاڑنا ہے

ہماری کانفرنسوں میں وقت کی بربادی کا عالم یہ ہے کہ ایک مقرر یا واعظ لطیفے سنا سنا کر لوگوں کو قہقہے لگانے اور مستقل ہنسانے پر مجبور کرتا ہے، کیا یہ طریقہ منہجِ نبوی یا طریقہ سلف صالحین سے ثابت ہے؟ پورے ذخیرہ احادیث سے صرف ایک حدیث بتلا دیں جس میں یہ ہو کہ آپ ﷺ نے دورانِ وعظ اپنے صحابہ کو ہنسایا ہو۔ یہ تو ثابت ہے صحابہ کرام آپ ﷺ کے وعظ کے دوران اپنی جھولیوں میں منہ ڈال کر روتے رہتے۔

فاضت العیون ورقت القلوب.[2]

یہ تو ثابت ہے کہ صحابہ کہتے ہیں دوران وعظ ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے، ہماری آنکھیں بھیگ جاتیں لیکن یہ لطیفے، ہنسنا ہنسانا یہ کس منہج سے ثابت ہے یہ وقت کا ضیاع ہے۔

اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے سامنے کھڑا کرے کہ تمہارے سامنے ہزاروں افراد لا کر بٹھائے

---

[1] مسلم: ۱۸۴۴

[2] بخاری: ۴۴۴۹

ان کا یوں وقت برباد کیا؟ تو بتایئے اس وقت کا کیا جواب ہوگا۔ یہ کوئی دین نہیں، یہ منہج نہیں اور ہمارے ہاں یہ خرابی بڑھتی جا رہی ہے۔ جس سے ایک نقصان یہ ہوا کہ کا ذوق خراب ہوگیا۔ بعض کانفرنسوں میں، میں نے بچشم خود دیکھا کہ ایک مدرسہ کے یث بڑی علمی گفتگو کر رہے ہیں اور لوگ ٹہل رہے ہیں۔ ان کی گفتگو ختم ہوئی اور کسی مسخرے کا اعلان ہوا۔ سارے لوگ بھاگ بھاگ کر آ رہے ہیں۔ اور اپنی ٹیپیں کر رہے ہیں۔ یہ ہے جہالت، علم کا فقدان، علم کا نقصان، منہج کی خرابی۔ ذوق بگڑتا ہے اصل علم سے لوگ دور ہوتے جا رہے ہیں اور بے عملی پھیلتی جا رہی ہے۔

میرے دوستو اور بھائیو! اس اقدام کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے ایسا کوئی عالم یا مقرر جو سنائے، ہنسائے اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔ یہ کامیابی کا شعار بنتا جا رہا ہے اور لوگ یں کرتے ہیں کہ فلاں عالم کی تقریر سنی ہنس ہنس کر پسلیاں درد کرنے لگیں، یہ کون وق ہے؟ کون سا دین ہے؟ کیا اللہ کے پیغمبر کی سنت یہی ہے؟

دورانِ تقریر مقرر کا گانا

ایک اور خرابی اللہ معاف کرے یا اللہ ہماری حالتوں پر رحم فرمایئے کیا ہوگیا ہے، یہ قوم طرف جا رہی ہے۔ باقاعدہ گایا جاتا ہے اور وہ بھی گانوں کی طرز پر گویا کہ اس شخص یہ گانا بار بار سنا ہوگا، میوزک کو بار بار سنا ہوگا تا کہ وہ دھن پکی ہو اور وہ آگے لوگوں کو ئے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

مجھے قطعاً یہ بات پسند نہیں کہ میں کسی کے لہجے میں نقل اتاروں اگرچہ اس کے بدلے

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجھے کتنا ہی مال ودولت حاصل ہو۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے لہجے میں نقلیں اتارنے سے منع کیا ہے۔

نقلیں اتارنا وہ بھی گویوں، میراثیوں کی، فحش گویوں کی، یہ کتنا معیوب عمل ہے اور اب بھی اسٹیج پر دوران وعظ دوران تقریر! میرے دوستو یہ منہج کی خرابی ہے۔ بڑا گھٹیا ذوق ہے یہ سننا بھی گناہ اور سنانا بھی گناہ۔ یہ سارے اعمال منہج نبوی ﷺ کے خلاف ہیں۔ سنت صرف چند امور کا نام نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ مکمل دستور حیات ہے اور سننا سنانا تو دین کا اہم ترین شعبہ ہے۔ جو لوگ سننے کیلئے آتے ہیں ان کیلئے محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے کہ یا اللہ ان کے چہرے تروتازہ کردے۔ تو سننے اور سنانے میں یہ شیطانی عمل شامل ہوجائے! لطیفے سنو، لطیفے سناؤ اور فلمی گانوں کی طرز پر اشعار پڑھو۔ چاہے اشعار کیسے ہی کیوں نہ ہوں، کتنا خطرناک تشبہ ہے، کتنی خطرناک محاکات ہے یہ فعل مجرمانہ ہے جو اس قوم کی صفوں میں سرایت کرتا جارہا ہے۔ لہذا کانفرنسوں میں ہونے والے یہ امور قطعی طور پر خلاف منہج نبوی ﷺ ہیں۔

دورانِ تقریر ایک بدعت کا ارتکاب

ایک چیز اور جسے میں بدعت کہوں گا وہ یہ کہ جب مقرر تقریر کرتا ہے اور لوگوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ سب لوگ مل کر سبحان اللہ کہو، سب لوگ سبحان اللہ کہتے ہیں پھر کہتا ہے اور زور سے کہو لوگ اور زور سے کہتے ہیں پھر کہتا ہے فلاں کونے سے آواز نہیں آئی، اور زور سے کہو، لوگ اور زور سے کہتے ہیں۔ میرے دوستو یہ اجتماعی ذکر کتاب وسنت کی کس نص

[1] جامع ترمذی، الرقم: ۲۵۰۲

ابت ہے؟ یہ لوگوں سے اجتماعی ذکر کروانا کہ مل کر لا الہ الا اللہ کہو، مل کر سبحان اللہ کہو، لله اکبر کہو۔ صحابہ تو اس روش کو بدعت کہتے ہیں۔ سنن دارمی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ ہ آپ کے سامنے ہے کہ مسجد میں ایک جماعت کو دیکھا جو باقاعدہ مستقل اللہ کا ذکر ہی ہے ایک شخص ان کی قیادت کررہا ہے وہ کہتا ہے کہ سب مل کر سبحان اللہ کہو مل کر لا الہ لله کہو۔ لوگ کہہ رہے ہیں جب وہ اس عمل سے فارغ ہوئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا :

لقد جئتم ببدعة ظلما.[1]

تم نے اس دین پر ظلم کرتے ہوئے ایک بدعت کو جاری کیا ہے۔

اس موقعہ پر انہوں نے یہ بھی فرمایا:

فعدوا سيآتكم فأنا ضامن أن لا يضيع من حسناتكم شئي.[2]

کہ جو کام تم کررہے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم گناہ کرکے آؤ اور وہ گناہ شمار کرو۔

تم بآواز بلند اجتماعی آواز سے مل کر سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہے ہو اور اسے گنتے ہے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم گناہ کرکے آؤ اور وہ گناہ گنو۔

کیوں! اس لئے کہ اگر تم گناہ کروگے وہ شمار کروگے تو گناہ کا ایک وبال ہے مگر وہ نیکیوں برباد نہیں کرے گا۔ گناہ اپنی جگہ اور نیکیاں اپنی جگہ، گناہوں کے پلڑے میں گناہ رکھے یں گے اور نیکیوں کے پلڑے میں نیکیاں ہوں گی دونوں کا وزن ہوگا اور فیصلہ ہوگا۔ لیکن م تم کررہے ہو چونکہ یہ بدعت ہے اور بدعت نیکیوں کو بھی برباد کردیتی ہے، نمازیں برباد

[1] مصنف عبدالرزاق، الرقم: ۵۴۰۹

[2] سنن دارمی ۱/۷۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہورہی ہیں، روزے برباد ہورہے ہیں۔ان لوگوں نے کیا کہا:

ماأردنا الا الخیر. [1]

جو آج لوگ کہتے ہیں کہ اچھا کام ہی تو کررہے ہیں خیر ہی تو کررہے ہیں۔

صحابی رسول نے فرمایا:

و کم من مرید للخیر لن یصیبه. [2]

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو بہت سے لوگ جن کی نیت خیر ہی کی ہوتی ہے لیکن خیر ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ کیوں کہ خیر کی بنیاد محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ پھر اگر یہ کام خیر کا ہے، افضل ہے، تو اللہ کے پیغمبر ﷺ سے پوچھو کہ آپ ﷺ نے کبھی دوران وعظ کہا ہو کہ مل کر سبحان اللہ کہو، مل کر اللہ اکبر کہو، مل کر نعرہ تکبیر کہو، کیا اللہ کے نبی ﷺ کے منہج سے یہ چیزیں ثابت ہیں؟؟ قطعاً نہیں، کہیں کوئی ذکر نہیں، کہیں کوئی وجود نہیں۔ یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ہم بڑے واعظ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

بعثت بجوامع الکلم. [3]

مجھے اللہ نے جوامع الکلم دیے ہیں۔

اللہ نے مجھے یہ مقام دیا ہے کہ صرف ایک جملہ بول کر جنت کا پورا پروگرام واضح کرسکتا ہوں صرف ایک جملے سے۔۔۔ یہ میرا مقام ہے کہ صرف ایک جملہ سے پورا دین سمجھا سکتا ہوں۔ منہج سمجھا سکتا ہوں، جنت کا پورا راستہ بیان کرسکتا ہوں، اور احادیث میں ایسی

[1] الصحیحة، الرقم: ۲۰۰۴

[2] ایضا

[3] بخاری: ۲۸۱۵

مثالیں موجود ہیں۔ تو ایک واعظ کا یہ کہنا کہ سبحان اللہ کہو، بھائی ذرا زور سے کہو، بھائی … میں کسی قبرستان میں بیان کررہا ہوں۔ مُردوں سے خطاب کررہا ہوں حالانکہ اپنا …وہ ہوتا ہے، جب سنت چھوٹے گی تو یقیناً یہ وبال آئے گا۔ لہذا یہ تمام چیزیں سننے اور …نے کی سنت کے خلاف ہیں۔

ایک خطرناک روش

ایک بڑی خطرناک روش میں نے دیکھی پروگرام ہورہا ہے، تقریر ہورہی ہے، قرآن …اوت ہورہی ہے یا پیغمبر کی حدیث بیان ہورہی ہے اور کوئی صاحب اسٹیج پر آتے ہیں …دیکھتے ہی لوگ نعرہ بازی شروع کردیتے ہیں۔ اس کا کیا معنیٰ؟ یہ جو تقریر ہورہی ہے، …آن پڑھا جارہا ہے اسے روکا جائے، اس قرآن سے، پیغمبر ﷺ کے فرمان سے، یہ … والا بڑا ہے، اس کی تعظیم کرو قرآن بند کرو، حدیث بند کرو، آنے والا بڑا ہے، اس کی …کرو۔ کتنی افسوسناک اور باطل روش ہے۔ یہ سارے امور جلسوں اور کانفرنسوں کی …ور سنانے والی جو سنت ہے، اس کے منافی ہیں۔

یہاں تو ایک ایک لمحہ اللہ کی رضا میں بسر ہو اور دین کے مطابق بسر ہو، تا کہ ہمارا آنا …ننا، سنانا اللہ قبول فرمائے، اللہ ہم سے راضی ہو۔ تو یہ وہ چند امور تھے جو دیکھنے میں … ہیں، سننے میں آتے ہیں، بڑے افسوسناک ہیں، ان کا تدارک باہمی تعاون کے … ہونا چاہیے۔

ایک اور انتہائی خطرناک روش

ایک انتہائی خطرناک روش یہ بھی ہے کہ بغیر تحقیق وبصیرت کے موضوع روایات، من …ت قصے اور واقعات کا سہارا لیا جاتا ہے، انہیں سنایا جاتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے، یہ

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خطرناک عمل ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار.[1]

جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا اور کہے کہ یہ قولِ رسول اللہ ﷺ ہے، حالانکہ وہ بات میں نے نہیں کہی تو وہ دنیا میں طے کرلے کہ روز قیامت میرا ٹھکانہ جہنم کے سوا کچھ نہیں۔ وہ آج طے کر کے جائے میں قیامت کے دن جہنم میں جاؤنگا۔

ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

من یقل علی مالم أقل فلیتبوا مقعدہ من النار.[2]

جس شخص نے میری طرف وہ بات منسوب کی جو میں نے کہی ہی نہیں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

تو یہ بھی ایک خطرناک روش ہے۔ دعوت میں بصیرت ہونی چاہئے۔ دیکھیں جو اللہ کے دین کا داعی ہے وہ انبیاء کا جانشین ہے۔ اللہ اس سے وہ کام لے رہا ہے جو کام انبیاء سے لیتا ہے لہذا اس عمل کو ہم کوشش کریں کہ انبیاء کے منہج اور ان کی سنت کے مطابق بنائیں تا کہ اس کا فائدہ ہو ورنہ میرے بھائیو یہ لاکھوں کے فنڈز جمع کرنا، خرچ کرنا، کھانا کھلانا، رونقیں لگالینا یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک یہ سارے امور اور یہ سارے کام اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سنت اور ان کے منہج کے مطابق نہ ہوں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمادے۔

خلاصہ نصائح

میرے دوستو اور بھائیو! جو لوگ اس سماع اور اجتماع ایسے عظیم عمل کو منہج نبوی ﷺ سے

---

[1] صحیح ابن حبان: ۲۰۰۰، مسند احمد: ۱۰۷۵

[2] بخاری: ۱۰۹

...ناتے ہیں یا گذارتے ہیں وہ لوگ خطرناک ہیں ان کا نام چاہے کتنا بڑا ہو، القاب کتنے بڑے ہوں لیکن ہمارے لئے شخصیتیں نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا منہج اہم ...یہ بات یاد رکھو حق رجال سے نہیں پہچانا جاتا، رجال حق سے پہچانے جاتے ہیں۔

...ق ما یعرف بالرجال وانما یعرف الرجال بالحق.

...جال جو ہیں وہ حق سے پہچانے جاتے ہیں، رجال کی پہچان حق سے ہوتی ہے اگر وہ ...نے اور سناتے اور حق اپناتے ہیں تو وہ قابل قدر ہیں، محترم ہیں، اگر وہ حق سے دور ہیں ...کی کوئی وقعت نہیں، تو اس قسم کی روش کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔

...ننا اور سنانا یہ مستقل ایک عبادت ہے، دین کا اہم شعبہ ہے، اس عمل کا اجر وثواب ...اور یہ حاصل تب ہوگا جب یہ سارا عمل اللہ کے پیغمبر کی سنت اور آپ ﷺ کی ہدایت ...طابق ہوگا۔

...صحابہ کیسے سنتے، اللہ کے پیغمبر کیسے سناتے، رسول اللہ ﷺ کا سامعین کے ساتھ کیا ...انہ تعلق ہوتا۔ کس طرح ان کے ایک ایک لمحے کو اپنے کندھوں پر امانت تصور کرتے، ...دین کی غذا دیتے، روحانیت ان کی طرف منتقل کرتے، یہ سب باتیں بالکل واضح ...اللہ کا خوف ہونا چاہئے اور شریعت کی ان بنیادوں کو پورا کرنا چاہئے، تا کہ یہ سارے ...جو یقینا اہم ترین ہیں، قرآن وحدیث کے مطابق انجام پائیں اور جو سارے منفی کام ...جو نہ قرآن سے ثابت نہ حدیث سے ثابت یہ سارا عمل باطل اور بے کار ہے اس کا کوئی ...نہیں اور جو لوگ اس عمل کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں وہ مشکوک و نا قابل اعتماد لوگ ...لہذا ہم اس اہم ترین کام کو رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ...م دیں گے تو قابل قدر نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔ ہمارے بزرگ، ہمارے اسلاف

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے مسلک اہل حدیث کس طرح پہنچایا ان سادہ قرآن وحدیث کے دروس کے ذریعہ۔ وہ منہجِ سلف، صحابہ کے اقوال بڑی سادگی سے پیش کرتے، بیان کرتے اور لوگ سنتے اور سن کر اسلام قبول کرتے، عمل کرتے، عقیدے پختہ ہوتے۔ آج وہ چیزیں مفقود ہیں اس لئے کہ سننے اور سنانے میں جو اخلاص کا عمل ہے، اخلاص کا راستہ ہے اور جو تقوی کے تقاضے ہیں اور اللہ کے پیغمبر کی اتباع کے تقاضے ہیں وہ تقاضے مفقود ہوتے نظر آرہے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اس اہم ترین عمل کو اللہ کے پیغمبر ﷺ کے بتائے ہوئے راستے اور منہج کے مطابق اپنانے کی کوشش کریں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

یہ چند چیزیں جن کا کانفرنس سے تعلق تھا، ارادہ تھا کہ ان کو لکھوں گا، لیکن گذشتہ ہفتے، میں ملک سے باہر شارجہ میں تھا اور اس قدر پروگرام میں الجھا ہوا تھا کہ وقت نہیں نکال سکا لہذا زبانی یہ گذارشات پیش کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اخلاص پیدا فرمادے، ہمارے قلوب کو تقویٰ کے نور سے منور فرمادے، ہمیں خالص کتاب وسنت سننے اور سنانے کی توفیق عطا فرمادے۔

اقول قولی هذا استغفرالله لی ولکم وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین.

OOOOOOOOOOO

صدارتی خطبہ

فرقہ واریت کے دور میں ایک عام مسلمان کی ذمہ داری

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ، ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادی له ،وأشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ

(آل عمران:۱۰۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا (النساء: ۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۙ يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا

(الاحزاب:۷۰،۷۱)

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة فی النار .

اما بعد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم :[وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا][1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب ملکر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں افتراق نہ کرو۔

[1] آل عمران:۱۰۳

موضوع و مقدماتِ موضوع

"فرقہ بندی کا دور اور ایک مسلمان کی ذمہ داری" کے موضوع پر چند گزارشات پیش چاہتا ہوں۔ (وما توفیقی الا باللہ)

یہ دور فرقوں کا دور ہے اور فرقے ظاہر ہو چکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے ۔ تنظیمیں بنتی رہتی ہیں اور بنتی رہیں گی ۔ ان حالات میں ایک مسلمان کی کیا ذمہ داری اور کیا کردار ہے، اس موضوع کے تعلق سے پہلے کچھ مقدمات ہیں جن کا فیصلہ ضروری

پہلا مقدمہ:

یہ ہے کہ ہم یہ فیصلہ کریں کہ زیادہ علم کس کو ہے؟ ہمیں یا اللہ تعالیٰ کو، ہم زیادہ جانتے یا پروردگار؟ پہلے اس بات پر سوچیں، غور کریں اور اس کا فیصلہ کریں ۔ قرآن بھی کہتا

[ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ‌ ؕ][1]

ترجمہ: کیا تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔

اگر زیادہ علم اللہ تعالیٰ کو ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے فرامین ہماری کسی وضاحت کے محتاج ؟ ہماری کسی تاویل کے محتاج ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہم سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات پر حاوی ہے۔ صحیح بخاری میں [موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے واقعہ میں یہ بات ہے کہ جب وہ کشتی میں تھے تو انہوں نے ایک پرندہ دیکھا جس نے اپنی چونچ میں

[1] البقرۃ:۱۴۰

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سمندر میں سے پانی بھرا، (جن کا تعلق اللہ کے ساتھ ہوتا ہے وہ دنیا کی ہر چیز کو دین کے ساتھ، آخرت کے ساتھ مربوط کرتے ہیں اور جوڑتے ہیں یہ منظر اللہ کے دونبیوں نے دیکھا) تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: تم نے یہ پرندہ دیکھا اس نے اپنی چونچ میں پانی بھرا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: کہ میرا علم، تمہارا علم اور پوری مخلوقات کا علم (ان مخلوقات میں فرشتے اور جن ہیں اور انسان بھی ہیں جو بڑے مدبر، علماء اور فلسفی اور منطقی ہیں اور ان میں محدثین، خطباء اور شعراء بھی ہیں) اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا ہے جتنا پرندے کی چونچ کا پانی اس سمندر کے مقابلے ہیں]

یہ تشبیہ صرف سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ اللہ رب العزت کا علم، اور اس کی صفات مثالوں میں مقید نہیں ہوسکتیں۔

دوسرا مقدمہ:

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم انسانوں کو اپنے دین کا مکلف اور پابند بنایا ہے، ہماری حاجات کیا ہیں اور دین کے تعلق سے ہماری ذمہ داری کیا ہے، اس کا علم زیادہ کس کو ہے؟ ہمیں یا اللہ تعالیٰ کو؟ قرآن مجید میں ہے:

[أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ] [1]

یعنی: (اللہ رب العزت اپنی مخلوق کو خوب جانتا ہے) کیونکہ وہی خالق ہے، لہٰذا وہی زیادہ جانتا ہے کہ مخلوقات کے لئے کیا بہتر ہے اور کیا بدتر، وہ خوب جانتا ہے کہ بندوں کے امراض کیا ہیں اور ان کا علاج کیا ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے

[1] الملک:١٤

"اللہ الطبیب" [1]

یعنی (طبیب تو اللہ تعالیٰ ہے)

یہ سب مقدمات ہیں جن سے سب مسلمان متفق ہیں، ان میں کسی مسلمان کو کوئی اختلاف نہیں۔

تیسرا مقدمہ:

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کے نقصان اور امراض سے آگاہ کر دیا ہے یا نہیں؟ (یعنی کونسی چیز نقصان دہ ہے اور کونسی چیز نافع) یہ قرآن کا اصل موضوع ہے، کیونکہ کتاب وسنت کا موضوع انسان ہے، انسان ہی مخاطب ہے اور الحمد للہ رب العالمین سے الناس تک انسان ہی موضوع بحث ہے۔

یہ سارے مقدمات بالکل واضح ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی صورت میں ایک ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ضابطہ حیات مقرر فرمایا ہے وہی ہمارے لئے بہتر ہے اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا] [2]

ترجمہ: (میں نے اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کرلیا ہے) یہی میرا پسندیدہ ہے کوئی اور نہیں، چنانچہ دوسری جگہ فرمایا:

[1] ابوداؤد، الرقم:٤٢٠٧

[2] المائدہ:٣

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ] [1]

یعنی جب حق متعین ہوجائے تو باقی جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے چنانچہ کتاب وسنت کا حق ہونا متعین ہے، اس لئے کتاب وسنت کے سوا جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے (یہ سب واضح مقدمات ہیں) امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"نحن قوم اعزنا الله بالاسلام فاذا طلبناه فی غیره اذلنا الله" [2]

یعنی [ہم وہ قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری عزت، دین اسلام میں رکھی ہے اگر ہم نے اپنی عزت، دین اسلام کے علاوہ کسی اور جگہ سے تلاش کرنے کی کوشش کی (کہ فلاں ضابطہ، فلاں قانون ہمارے لئے عزت کا باعث ہوسکتا ہے) تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کردے گا]

لہٰذا ایک مومن کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ہر مسئلہ اور معاملہ میں دین اسلام کی طرف رجوع کرے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور ہماری عزت ورفعت کی اساس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ] [3]

ترجمہ (نہ تم سستی کرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایماندار رہو)

اس معنی کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، جب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہم کبھی ذلیل، شکست خوردہ اور مغلوب ومقہور نہیں ہوسکتے، اور اگر ہمیں شکست لاحق ہو یا ہم کبھی

[1] یونس: ٣٢
[2] تفسیر ابن کثیر ٢/٤٠
[3] آل عمران: ١٣٩

کی دلدل میں پھنس جائیں تو اس کا لازمی معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چھوڑ دیا ہے [کیو]نکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں زیر نہیں کرسکتی) ہماری [شکس]ت اور ذلت کا یہی ایک معنی ہے اور کوئی نہیں۔ ہماری شکست اور ذلت کا یہ معنی قطعاً [نہیں] کہ ہماری طاقت، وسائل، اسلحہ اور تعداد کم تھی۔ جنگ موتہ میں مسلمان ۱۳۰۰۰ اور [...] ایک لاکھ پھر بھی مسلمانوں نے مقابلہ کیا اور شکست نہ کھائی، اس کا معنی یہ ہوا کہ ہم [...]و غیرہ کے محتاج نہیں ـــــ ہمارے مغلوب ومقہور ہونے کا ایک ہی معنی ہے اور وہ [ی]ہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے، ہمارے نفع ونقصان کا علم بھی اس کو ہے، ہمارا اصل [...]ب بھی وہی ہے اور اس نے سب باتیں طے کردی ہیں۔

فشل کا سبب اور علاج

اللہ تعالیٰ نے ہمارے فشل (ناکامی، ذلت، ورسوائی) کے اسباب بیان کردیئے ہیں [...] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ] [1]

ترجمہ (آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے (جو کہ ہمارا خالق ومالک ہے، جو سب سے زیادہ علم رکھتا [...] جو ہمارے نفع ونقصان کو جانتا ہے، جو ہمارا خیر خواہ ہے، جو امراض کی تشخیص رکھتا ہے اور [...]کا علاج بھی جانتا ہے) ہمارے فشل کا ایک ہی سبب بیان فرمایا ہے اور وہ ہے فرقہ [...]ی، تنازعات، اختلافات۔ اب اس فشل کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے، چنانچہ

[1] الانفال: ۴۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہلے تمہیداً فرمایا:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ][1]

ترجمہ: (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے اور مسلمو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا) یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ جیسے ڈرنے کا حق ہے اور یہ بات مسلسل تمھارے دھیان میں رہے کہ تم پر موت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے، کفر میں نہ آئے کیونکہ موت کی دو حقیقتیں اٹل ہیں، ایک یہ کہ اس نے سب پر آنا ہے، دوسری یہ کہ بتا کر نہیں آنا، جب موت نے سب پر آنا ہے اور اچانک آنا ہے تو ذمہ داری اور بڑھ گئی لہٰذا یہ بات ہمیشہ دھیان میں رہے کہ تم پر موت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے، اپنے آپ کو ٹھیک کرلو اپنا قبلہ درست کرلو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ موت کو یاد رکھو، اور اپنے آپ سے پوچھو کہ اگر آج موت آجائے تو کیا میں موت کے لئے تیار ہوں، اگر آج میں مر جاؤں تو کامیاب ہوجاؤنگا؟ کیا میں شرک و بدعت میں گرفتار تو نہیں؟ کیا کوئی گناہ تو نہیں کررکھے جن سے ابھی تک توبہ نہیں کی؟ کسی کا حق تو نہیں مارا، کسی کی غیبت تو نہیں کی، چغلی تو نہیں کھائی، کیونکہ یہ سارے امور وہ ہیں جن کے متعلق باز پرس ہوگی، اگر آج ابھی موت آجائے تو کیا ہم مستعد ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے کیا کہا؟ اگر تم اس دعوی میں سچے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو تو اپنے لئے موت کی تیاری کرو، کیونکہ موت سے ہی تم اپنے پیارے سے مل سکو گے، پھر فرمایا کہ یہ موت کی تمنا نہیں کریں گے کیوں؟ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ آگے ہمارے اعمال کیا ہیں، کیا کیا سیاہ کاریاں ہیں، کیا گندہ عقیدہ ہے، کیا نجس اعمال ہیں، انہیں

[1] آل عمران: ۱۰۲

ہے کہ اس حال میں موت آئے گی تو ہمارا ستیاناس ہوگا، عذاب الیم میں مبتلا کئے اس عذاب کو کیسے برداشت کریں گے۔

بہرحال یہ تو ابھی تمہید چل رہی ہے کہ حقِ تقوی اختیار کرو اور اس بات پر پورا دھیان موت، اسلام پر آنی چاہیئے، اس کے بعد تقوی اختیار کرنے اور اسلام پر مرنے کا اور اس کی راہ بتائی چنانچہ فرمایا:

[وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا][1]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی رسی سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو) یعنی یہ اس ممکن ہے کہ مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام لو اور تفرقہ نہ کرو، فرقہ نہ بنو، تنازع نہ کرو یہ ح کا راستہ ہے، اس راہ پر چلو گے تو حق تقوی بھی ادا ہوگا، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد اور ی کی تدبیر فرمائے گا اور تمہارے خاتمہ کی حفاظت فرمائے گا کیونکہ تم نے اپنا قبلہ ت کرلیا، کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام لیا اور اپنی ذات کو تفرقے کا باعث نہیں بنایا۔

یہ سارے مقدمات بالکل باہم مربوط ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے فشل اور ناکامی کا بتادیا ہے اور اس کا علاج بھی بتادیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ثابت ہوئی کہ ہمارا و تنازعات کا شکار ہونا، ہمارے فشل کا سبب ہے، یعنی اصل خرابی اور ہمارے ضعف ل سبب یہی افتراق ہے۔

افتراق وفرقہ کا سبب

اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ افتراق کیسے ہوتا ہے، فرقہ کیسے بنتا ہے، ہمیں یہ معلوم ہونا

[1] آل عمران: ۱۰۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ فرقہ کیسے بنتا ہے تا کہ ہم اس راہ سے بچیں۔ دیکھئے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لائن دی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی پہچان کراتے ہوئے فرمایا:

[فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝][1]

(پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہیں بیشک آپ صراط مستقیم پر ہیں)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وحی کیا ہے؟ وحی دو چیزوں کا نام ہے یعنی کتاب وسنت، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی دو چیزیں آپ ﷺ پر نازل فرمائی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ][2]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت (حدیث) اتاری ہے)

پھر فرمایا:

[اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝][3]

(بے شک آپ صراط مستقیم پر ہیں)

معنی یہ ہوا کہ صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کی وحی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحی دو چیزیں سے عبارت ہے۔ ایک قرآن دوسری حدیث۔ صراط مستقیم کتاب وسنت کے علاوہ کسی چیز کا نام

[1] الزخرف:۴۳

[2] النساء:۱۱۳

[3] الزخرف:۴۳

ں۔ صراط مستقیم لوگوں کی باتیں، فتوی، قصے کہانیاں، قیل وقال، ظن وتخمین اور چونکہ نہیں۔ صراط مستقیم ایک حقیقت کا نام ہے، اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ کی وحی کہتے ہیں۔

اسے کون کون تھامے؟ کیا کوئی طبقہ مخصوص ہے، کہ وہ تھامے اور باقی نہ تھامیں؟ نہیں، نہیں، بلکہ صراط مستقیم سب کے لئے ہے، سب ہی اسی کو تھامیں۔

اس لئے آگے فرمایا:

[وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ][1]

یعنی یہ نصیحت آپ کے لئے اور آپ کی پوری قوم کے لئے ہے۔ پوری قوم کے لئے، ہے وہ عالم ہو یا عامی، وہ تاجر ہو یا آجر، کچھ بھی ہو۔ البتہ تھامنے کی اپنی اپنی حدود ہیں، یہ الگ موضوع ہے کہ کون کس طرح تھامے، لیکن تھامنا، سب نے اس وحی کو ہی ہے۔

فرمایا:

[وَسَوْفَ تُسْــَٔـلُوْنَ ۝][2]

یعنی (عنقریب تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔)

ایک اور مقام پر فرمایا:

[وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۝][3]

یعنی قیامت کے دن پروردگار کی آواز آئے گی کہ روک لو سب کو! میں نے سب سے کرنی ہیں، سب سے سوال کرنے ہیں۔

[1] الزخرف:۴۴

[2] الزخرف:۴۴

[3] الصفت:۲۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک سے براہ راست بغیر کسی ترجمان کے باتیں کرے گا، اور یہ اہم ترین نکتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

[وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝] [1]

(اللہ تعالیٰ لوگوں سے سوال کرے گا کہ تم نے میرے نبیوں کی دعوت کا کیا جواب دیا)

بہرحال یہ بات واضح ہوچکی کہ صراط مستقیم وحی الٰہی ہے (اور وحی دو چیزوں سے عبارت ہے ایک قرآن دوسری حدیث) یہ وحی بالکل واضح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"قد ترکتکم علی البیضاء" [2]

یعنی جو راستہ میں نے تمہیں دیا ہے وہ بیضاء یعنی بالکل چمکدار اور روشن ہے جس میں اندھیرا اور تاریکی بالکل نہیں، بڑا روشن راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝] [3]

ترجمہ (اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟)

قرآن نصیحت ہے اور نصیحت آسان ہونی چاہئے، ناصح نصیحت کرے ایسے پیرائے میں کہ منصوح کو کوئی بات پلے نہ پڑے، تو یہ ناصح کا کمال ہے یا اس کا عیب ہے؟ اللہ تعالیٰ

1 القصص:٦٥

2 مسند احمد، الرقم:١٧٢٧٢، ابن ماجہ، الرقم:٤٣

3 القمر:١٧

ہے اور محمد ﷺ ناصح ہیں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے قرآن وحدیث پیش کیا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن وحدیث پلے نہ پڑیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کو سمجھنا ایک خاص طبقے کا کام ہے وہی اسکو ں اور سمجھیں ہم تو اسے سمجھنے سے قاصر ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ تقسیم باطل ہے، صراط م اللہ تعالیٰ کی وحی کا نام ہے، جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی اس وحی کو پیش کوئی قیل وقال نہیں، حتی کہ اپنی خواہشات کو بھی (جو کہ انتہائی پاکیزہ ہیں) دین میں نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝] [1]

ترجمہ: (اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے)

یہ اسلئے کہ دین خالص رہے اس لئے اپنی خواہش تک کو بھی دین میں داخل نہیں کیا مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوال لے کر آتے تو آپ ﷺ جواب دینے کیلئے وحی کا ر فرماتے: وحی آتی تو جواب مرحمت فرماتے۔ کتب حدیث میں اس کی بیسیوں مثالیں دیں ایک بار تو ایسا ہوا کہ یہودیوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے کہا جواب دونگا (یہ سوچ کر کہ وحی آجائے گی جواب دے دیں گے) لیکن اللہ تعالیٰ کو پیغمبر ﷺ کا ان شاء اللہ نہ کہنا، ناگوار گزرا کیونکہ مشیت تو اللہ تعالیٰ کی چلتی ہے کسی نہیں، حتی کہ نبی ﷺ کی بھی نہیں، بلکہ نبی تو اللہ کی مشیت کے تابع ہوتا ہے، اگلے ہودی پہنچ گئے آپ ﷺ خاموش ہیں جواب نہیں دے رہے، بار بار آسمان کی طرف

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیکھ رہے ہیں لیکن وحی نہ آئی، حتی کہ پندرہ دن گزر گئے وحی نہ آئی، آپ ﷺ اپنی طرف سے بھی جواب نہیں دے رہے، کیونکہ آپ ﷺ پابند ہیں، کہ وحی کے بغیر نہیں بولنا۔ یہودیوں کا مذاق بڑھتا جا رہا ہے، ان کی تعلی بڑھتی جا رہی ہے، لیکن آپ بالکل خاموش ہیں، کیونکہ وحی کے بغیر نہیں بولنا، پندرہ روز کے بعد وحی اتری، اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا جواب دینے سے پہلے ان شاء اللہ نہ کہنے پر تنبیہ فرمائی:

[وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝] [1]

ترجمہ: (اور ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا، مگر ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ لینا)

تو جس طرح پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے تابع ہے اور اس میں کسی اور کی مشیئت شامل نہیں، اسی طرح یہ دین، دین خالص ہے، حتی کہ محمد ﷺ نے اپنی رائے تک اس میں شامل نہیں کی آپ ﷺ اپنی پوری زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ دین دیتے رہے، سمجھاتے رہے، حتی کہ آپ ﷺ کا آخری وقت آپہنچا۔ ایک مرحلے پر آپ ﷺ نے مثال دی کہ ایک شخص ہے، اس کا ایک مشن ہے، اس نے مشن کی تکمیل کے لئے کسی کو بھیجا، اس نے خوب محنت کی مسلسل مشن کی تکمیل میں مصروف رہا حتی کہ مشن پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا، اب بھیجنے والا اپنے نمائندے کو واپس بلاتا ہے کیونکہ کام پورا ہو گیا، ڈیوٹی ادا ہو گئی۔

یہ مثال بیان کر کے آپ ﷺ خاموش ہو گئے، اعلم ہذہ الامۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، صحابہ کرام نے پوچھا، آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے کون سی ایسی بات کہہ دی ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نہیں سمجھے، مشن اللہ

[1] الکہف: ۲۳

العزت کا ہے اور نمائندہ محمد ﷺ ہیں اور آپ ﷺ دین پہنچاتے رہے، اب دین ...ل ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اتر چکا ہے:

[اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ] [1]

معنی، مشن کی تکمیل ہو گئی ہے محمد ﷺ نے دین کا ایک ایک نقطہ اپنی قوم کو دے دیا، جس کا معنی یہ ہے کہ یہاں سے محمد ﷺ کی جدائی اور فراق کی گھڑیاں آ چکی ہیں، فراق قریب آ چکا ہے، اس لئے رو رہا ہوں صحابہ کرام کے وہم و گمان میں بھی یہ معنی ...ں تھا، یہ سن کر صحابہ کرام بھی رو پڑے، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیوں ...تے ہو؟ کیا میں تمہیں خالی ہاتھ چھوڑ کر جا رہا ہوں؟ روتی تو وہ قومیں ہیں جو فکری اعتبار ...ے قلاش ہوں، کہ ہمارا کیا بنے گا؟ ہماری رہنمائی کون کرے گا؟ ہماری عافیت و سعادت کا ...امان کہاں سے آئے گا؟ ہم رونے والی قوم نہیں، وہ دوسری قومیں ہیں، جو مرنے والوں ...صدیوں روتی ہیں اور حقیقت حال کا علم بھی نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں تہی ...ن چھوڑ کر نہیں جا رہا، بلکہ تمھارے پاس ایک دولت، ایک سرمایہ چھوڑ کر جا رہا ہوں:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتی" [2]

یعنی تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک ان دونوں چیزوں کو تھامے ...گے گمراہ نہیں ہو گے ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت۔

ایک حدیث میں قرآن کے بعد سنت کے بجائے عترتی کے الفاظ ہیں یعنی اپنے اہل ...چھوڑ کر جا رہا ہوں، جس سے مراد آپ ﷺ کی بیویاں، بیٹی اور خاندان کے دیگر افراد

[1] المائدہ: ۳

[2] موطا امام مالک، الرقم: ۳۳۳۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ کیونکہ اہل بیت کی توسط سے تقریباً آدھا علم ہم تک پہنچا ہے، گھریلو امور تقریباً آپ ﷺ کے اہل بیت کے ذریعے ہی ہم تک پہنچے ہیں، اکیلی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا دو ہزار حدیثوں کی راوی ہیں، اس لئے ہم تو اہل بیت کو چھوڑنے کا تصور نہیں کر سکتے، کیونکہ ان کے توسط سے تو بہت علم ملا ہے۔

پھر صحیح بخاری کی یہ حدیث انتہائی قابل غور ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

"کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی"[1]

یعنی ہم ایک راہ پر چل رہے ہیں جس کا نام صراطِ مستقیم ہے جو کہ اللہ کی وحی کا نام ہے، جو قرآن حدیث کا نام ہے، جو اسی خطِ مستقیم پر چلتا ہوا ہمارے پیچھے آئے گا وہ تو جنت میں ہمارے ساتھ جائے گا اس لئے کہ جنت کا یہی واحد راستہ ہے، جنت کے دو تین، یا چار پانچ راستے نہیں، اور جس نے خطِ مستقیم سے اپنے آپ کو پھیر لیا، دائیں بائیں چلا گیا تو گویا اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا، اس کی خواہش اگرچہ جنت میں جانے کی ہو لیکن اس نے اپنے کردار کے ذریعے جنت میں داخلے سے انکار کر دیا ہے۔

اب یہ سارے حقائق اپنے سامنے رکھیں، اب بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی، فرقہ کیسے بنتا ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ اس دین میں اصل ہیں، کیونکہ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں، اور آپ ﷺ نے پوری زندگی صرف وحی کا درس دیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے اسی وحی کو پیش کیا، کبھی کسی مسئلہ میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ میری رائے ہے، حتی کہ وفات تک یہی باتیں ہوتی رہیں، اور آخر میں فرما گئے کہ جو اس راہ پر چل کر میرے پیچھے آئے گا مجھ سے آملے گا، وہ

[1] بخاری، الرقم: ۷۲۸۰

… میں داخل ہوگا اور جو اس راہ سے اپنے آپ کو پھیر لے گا وہ جنت میں داخل نہیں …۔ اور پیغمبر ﷺ جس راہ پر چلے وہ کتاب وسنت کی راہ ہے یہی اللہ کی وحی ہے اور یہی …مستقیم ہے۔ جو اس راہ پر چلے گا اور چلتا رہے گا وہ اللہ کے پیغمبر کی جماعت ہے، صحابہ …ام اسی راہ پر چلے، تابعین اسی راہ پر چلے، اور صحابہ و تابعین، یہ رسول اللہ ﷺ کی …ت ہے، اس لئے وہ اصل پر قائم رہے، اور اصل صراطِ مستقیم ہے، لہٰذا کتاب وسنت پر … والے ہی اللہ کے پیغمبر کی جماعت ہیں اور اللہ کے پیغمبر ہی اس جماعت کے قائد …، اور جس نے اپنے آپ کو دائیں بائیں پھیر لیا، دائیں بائیں دعوت دینے والا کوئی بھی … وہ اس جماعت سے نکل گیا، اسی کا نام افتراق ہے اور فرقے اسی طرح بنتے ہیں، جو شخص …اب وسنت کو تھامے ہوئے ہے وہ فرقہ نہیں، وہ تو اللہ کے نبی کی جماعت ہے۔ امام ابن …ثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

[یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ ۚ][1]

ترجمہ (کہ قیامت کے دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے) فرماتے …:

"ھذا اکبر شرف لأصحاب الحدیث"[2]

یعنی یہ آیت کریمہ اہل حدیث کیلئے شرف کی بات ہے۔ اہل حدیث کیلئے شرف اس …ہے کہ ان کے امام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں باقی ہر جماعت و فرقے نے کسی شخصیت کو …ر کر لیا اسے اپنا امام ولیڈر مان لیا اس کی ہر بات کو مانتے ہیں ہر عمل کو قبول کرتے ہیں،

[1] بنی اسرائیل: ۷۱

[2] تفسیر ابن کثیر ۹۹/۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کا معنی یہ کہ لوگ اس لیڈر کے ساتھ فرقہ بن گئے ۔اصل جماعت کیا ہے؟ اصل جماعت وہی ہے جسے قرآن نے ذکر کیا ہے:

[وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ] [1]

ترجمہ (اور جو مہاجرین وانصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے)

سابقین الاولین خالص اللہ کے پیغمبر کے پیروکار تھے اور یہی راہ مستقیم ہے جس پر ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابوعبیدہ بن جراح، ابوطلحہ، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن زید رضی اللہ عنہم چلتے رہے، اللہ ان سے راضی ہے، اب جو ان کی راہ پر چلے گا یعنی پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کرے گا تو اللہ ان سے بھی راضی ہوگا ان سب کیلئے جنت کی عظیم کامیابی ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے دور میں آپ ﷺ کے علاوہ کوئی قائد نہ تھا، قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی کتاب نہ تھی، ایک ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں حدیث اور قیادت محمد ﷺ کی، یہ جماعت ہے، جو اس راہ پر چلتا رہے گا ان سابقین الاولین کی پیروی کرتا رہے گا، وہ جماعت ہے۔ اور جس نے اپنے آپ کو یہاں سے ہٹالیا، الگ وجدا کر لیا، دائیں بائیں بھٹک گیا وہ رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے خارج ہو گیا اور فرقہ بن گیا۔

عجیب بات ہے کہ جب ذکر ہوتا ہے چار راستوں کا ذکر ہوتا ہے چار امام، چار روحانی سلسلے، ہم عرب گئے وہاں چار سلسلے تھے، ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطِ مستقیم کھینچا اور دو خط اس کی دائیں طرف اور دو بائیں طرف کھینچے، ٹوٹل چار خط ہو گئے ان

[1] التوبة:۱۰۰

لفظوں میں بڑی حکمت ہے اور بڑی معنی خیزی ہے اس پر غور کریں۔

73 فرقے، ایک جنتی باقی جہنمی

بہرحال میں نے یہ بتانے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جماعت کیا ہے اور فرقہ کیا اور کیسے بنتا ہے، ایک حدیث جو کہ جامع ترمذی اور مسند احمد میں ہے اس سے بات اور واضح ہو رہی ہے، اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت میں فرقوں کے وقوع کی پیشین گوئی کی ہے چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"ان بني اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة ، و تفترق امتي على ثلاث و سبعين ملة ، كلها في النار الا ملة واحدة قالوا : من هم يا رسول الله ، قال: ما انا عليه واصحابي" [1]

یعنی میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی سارے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، صحابہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر قائم ہوں جس پر آج میں ہوں اور میرے صحابہ قائم ہیں۔

یہ الفاظ اور یہ مفہوم ذہن میں رہے کہ جنت فرقہ ناجیہ کو ملنی ہے اور فرقہ ناجیہ وہ ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ قائم تھے۔ اور یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ پوری زندگی اس چیز پر قائم رہے جس پر رہنے پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی وحی، صحابہ نے بھی اسی کو تھاما اور وحی قرآن و حدیث کا نام ہے، لہذا فرقہ ناجیہ وہ ہے جو قرآن و حدیث کو تھامے ہوئے ہو۔ اب اس حدیث کا ایک اور جملہ ملاحظہ ہو، جب صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں جو

[1] المستدرك للحاكم الرقم:۴۴۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنت میں جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا [ھی الجماعۃ] یعنی وہ جماعت ہے۔[1]
جماعت کا معنی واضح ہو گیا، کہ جماعت اس گروہ کا نام ہے جو اس چیز کو تھامے جس چیز کو اللہ کے پیغمبر نے اور انکے صحابہ نے تھاما، باقی سب فرقے ہیں، اس جماعت کا تشخص آپ کے سامنے واضح ہو گیا، یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں جماعت وہ ہے جو قرآن وحدیث پر قائم ہو۔ اب جو اس جماعت سے الگ ہو گا وہ فرقہ ہے۔

فرقہ بندی کا نقصان اور امت محمدیہ میں اس کا آغاز

اور فرقہ بندی کا نقصان کیا ہے؟ نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں چھوڑ دے گا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"ید اللہ علی الجماعۃ"[1]

یعنی اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

نیز فرمایا:

"الجماعۃ رحمۃ والفرقۃ عذاب"[2]

یعنی جماعت رحمت ہے اور تفرق عذاب ہے۔ تو شریعت فرقہ بندی کو عذاب قرار دیتی ہے۔

اس امت میں افتراق کی تاریخ خوارج سے شروع ہوئی گویا خوارج پہلا فرقہ تھا۔ ان کی عملی زندگی اور کردار بہت اچھا اور عمدہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] النسائی، الرقم: ۴۰۳۲
[2] السلسلۃ الصحیحۃ ۱۲۲/۲

"تحقرون صلاتکم الی صلاتھم وصیامکم الی صیامھم"[1]

یعنی: وہ نمازیں ایسی پڑھیں گے کہ اے صحابہ تم اپنی نمازوں کو انکی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔

محدثین کا اجماع ہے کہ جتنے فرقے ہیں ان میں خوارج ایسا فرقہ ہے جس میں جھوٹ نہیں، بلکہ وہ تو مرتکب کبیرہ کو کافر قرار دیتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے فرمایا:

"لئن أنا أدرکتھم لأقتلنھم قتل عاد"[2]

یعنی اگر میں نے خارجیوں کو پالیا تو میں انہیں قوم عاد وثمود کی طرح قتل کر کے رکھ دوں گا۔ یہ اسلام میں پہلا فرقہ ہے، اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ فرقہ کا معاملہ کوئی معمولی نہیں، جسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے۔

دمشق میں جب صحابی رسول ابو امامہ الباہلی نے جنگ کے بعد خارجیوں کی لاشیں دیکھیں اور وہ بکھری پڑی تھیں، تو ترس کھانے کے بجائے فرمایا:

"شر قتلی تحت ادیم السماء"

اس آسمان کے نیچے یہ سب سے بدترین مخلوق ہیں۔ اور فرمایا میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا کہ:

"الخوارج کلاب النار"[3]

---

[1] ابن ماجہ
[2] بخاری، الرقم: ۳۳۴۴
[3] ترمذی، الرقم: ۳۰۰۰

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ خارجی جہنم میں کتے بنا کر ڈال دیئے جائیں گے۔ یہاں جو چیز موجب عذاب ہے وہ تفرق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ فرقہ بندی فشل کا سب سے بڑا سبب ہے۔

فرقہ بندی میں ہمارا کردار اور ذمہ داری

اب ہمارا کردار کیا ہونا چاہیئے؟ فرقے قیامت تک بنتے رہیں گے کیونکہ صادق و مصدوق محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان پتھر پر لکیر ہے کہ [میری امت میں فرقے بنیں گے] کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کیونکہ آپ ﷺ نے خبر دے دی ہے، لہٰذا فرقے تو بنتے ہی ہیں اب ہمیں کیوں ڈانٹتے ہو، میرے دوستو اور میرے بھائیو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان (کہ فرقے بنیں گے) یہ دعوت نہیں ہے، یہ تہویل اور تنبیہ ہے کہ تم بچنا، لہٰذا اس حدیث کو فرقے بندی کا جواز نہیں بنایا جا سکتا، آپ ﷺ نے فرقوں کی خبر دی ہے، فرقے پرستی کی دعوت نہیں دی، بلکہ آپ ﷺ کا یہ فرمان: (کہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے) تنبیہ ہے کہ تم بچ کے رہنا۔

اب ایک مسلمان کی ذمہ داری واضح اور متعین ہو چکی، کہ وہ سب کچھ چھوڑ دے اور کتاب وسنت کو تھام لے، اللہ کی وحی کو تھام لے۔ اس دعوت میں کوئی تعصب نہیں ہے، تعصب تو تب ہوتا ہے جب کسی شخصیت کی طرف بلایا جائے اور اگر کوئی کہے کہ اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف آؤ، قرآن وحدیث کی طرف آؤ، تو اس میں کوئی تعصب نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا][1]

[1] آل عمران: ۱۰۳

(کہ تم مل کر حبل اللہ کو پکڑ لو)

یہ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا علاج ہے بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ حبل اللہ کتنی بڑی نعمت ہے، کہ کا ایک سرا تمہارے ہاتھ میں اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں، اگر اس کو تھام لو گے تو تم لڑی میں منسلک ہو جاؤ گے جس لڑی کو اللہ نے تھاما ہوا ہے، یہ کتنی بڑی نعمت ہے ایسا کبھی ناکام نہیں ہوگا، کبھی شکست خوردہ نہیں ہوگا، اگر قوم اجتماعی طور پر اس حقیقت کو لے اور اس رسی کو مضبوطی سے تھام لے جس کا پہلا سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے، تو وہ قوم ے ناکام ہوگی؟ اس قوم کا مقدر فشل کیسے بن سکتا ہے؟ یہ جماعت تو کامیاب وکامران

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے تھاما فقیر ہونے کے باوجود، پیٹوں پر پتھر باندھنے کے جود، کمزور ہونے کے باوجود، قیصر وکسری کو تخت وتاراج کر کے رکھ دیا، کتنی بڑی سلطنتیں ں، ان کا غرور خاک میں ملا کر رکھ دیا، اس لئے کہ انہوں نے حبل اللہ کو تھاما اور آپس میں شکر تھے، کوئی گروہ بندی نہ تھی، وہ جماعت واحدہ تھے۔

اہل حدیث متوجہ ہوں!

جماعت کیا ہے؟ فرقہ کیا ہے اور کیسے بنتا ہے؟ اور صراطِ مستقیم کیا ہے؟ سب باتیں واضح یں، اب جن لوگوں نے اللہ کی وحی کو تھاما ہوا ہے وہ متوجہ ہوں ان میں بھی افتراق کی شکل پیدا ہو گئی ہے دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ہم اللہ کی وحی کو تھامنے والے ہیں ایک ہاتھ میں ان اور ایک ہاتھ میں حدیث ہے لیکن تنظیمیں بن گئیں کیا یہ جائز ہے؟ نہیں، یہ حرام اور ئز ہے ایسا کرنے والا کوئی بھی ہو، مستحق لعنت ہے، کیونکہ یہ امت کو تقسیم کرنے والا ہے

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ایسے لوگوں پر منطبق ہورہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"ماذئبان جائعان أرسلا في غنم بأفسد لها من حرص المرء والشرف لدينه"[1]

یعنی: دو بھوکے بھیڑیے اگر رات بھر کے لئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں وہ دونوں ملکر بکریوں کا اتنا نقصان نہیں کرینگے جتنا نقصان انسان کے دین کو دو چیزوں سے پہنچتا ہے ایک مال کی حرص اور دوسرا عہدہ ومنصب کی حرص۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جو کتاب وسنت کو تھامنے والے ہیں ان کا افتراق کی راہ پر آنا، تنظیمیں بنانا، کسی تنظیم میں شریک ہونا یہ خیر وبرکت کا باعث نہیں ہے، یہ بھی افتراق کا راستہ ہے اور بڑا نقصان دہ ہے۔ دین اسلام میں جو جماعت حقہ ہے ان میں افتراق کا کوئی تصور نہیں وہ تو جماعت واحدہ ہے۔

اب یہ افتراق کا سبب کیا ہے؟ عہدہ کی محبت یا مال کی محبت، اگر اللہ کا خوف ہوگا تو تنظیمیں نہیں بن سکتیں افتراق نہیں ہوسکتا، ہاں اگر مال کی محبت ہوگی یا عہدہ کی محبت ہوئی پھر جماعت بنے گی، فرقہ بنے گا، تنظیمیں بنیں گی۔ بقول ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہ یہ شیطانی عمل ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ دین کا کام کرنا چاہتا ہے تو پہلے شیطان اسے اس کام سے روکتا ہے، جب بندہ اپنے ارادے میں غالب آجائے کہ میں یہ کام کر کے رہونگا تو پھر شیطان ایک اور وار کرتا ہے کہ تم اکیلے کروگے تو کام کم ہوگا، تم کچھ لوگوں کو جمع کرو اور ایک تنظیم بناؤ پھر کام کرو، تو بندہ سوچتا ہے یہ بات تو ٹھیک ہے، اب لوگ جمع ہوگئے ایک تنظیم بن گئی وہ اس کا امیر بن گیا یا کوئی اور بن گیا، شیطان کہتا ہے اب کام کرو، اب یہ ٹھیک ہے۔

[1] ترمذی، الرقم:۲۳۷۶

بندہ خوش ہے کہ کام ہورہا ہے، بڑا نام ہے اور شیطان خوش ہے کہ اللہ کے دربار میں ...برائی نہیں کیونکہ بنیاد ہی غلط ہے۔

...رے دوستو! اور میرے بھائیو! یہ معاملہ شرعی اعتبار سے بڑا خطرناک ہے کیونکہ اس میں عقیدہ ولاء وبراء مجروح ہوجاتا ہے، آپ تنظیموں کی تاریخ اور ان کے کردار پر ...یں تو آپ پر یہ بات واضح ہوگی کہ اس کے بعد عمل اسلام کے لئے نہیں، اللہ کی رضا ...لئے نہیں، بلکہ تنظیم کے لئے ہے، بلکہ بعض معانی میں تنظیم ایک بت بن جاتی ہے، بت ...رح کہ اس تنظیم کا پیروکار یہ عقیدہ بنالیتا ہے کہ میرے امیر سے غلطی نہیں ہوسکتی، حتی کہ ...میں آتا ہے کہ صریح غلطی پر بھی لوگ اس کا دفاع کرتے ہیں، تو کیا یہ طرز عمل ٹھیک ...کیا یہ بت بنانا نہیں؟ قرآن نے اس معنی میں فرقہ بندی کو شرک کہا ہے، چنانچہ اللہ ...کا فرمان ہے:

[وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ ...بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾]

ترجمہ: (اور مشرکین میں سے نہ ہوجاؤ، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ...ے ٹکڑے کردیا اور خود بھی گروہ ہوگئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے خوش

...اس معنی میں جو افتراق ہے ان لوگوں میں جو اللہ کی وحی کو تھامنے کا دعویٰ کرنے والے ...انتہائی مضر ہے، کیونکہ یہاں بات دین اسلام کی نہیں رہتی، میں ایک مثال آپ کو دیتا ...کیا اسلام نے اپنا کوئی پرچم پیش کیا ہے؟ کہ یہ اسلام کا جھنڈا ہے؟ یہ اس کا رنگ و

...۳۱،۳۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈیزائن ہے؟ یہ اس کی خصوصیت ہے؟ کہ جس کو اونچا کریں تو اسلام اونچا ہو؟ نہیں، آج ہم بہت سی تنظیموں اور جماعتوں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے باقاعدہ اپنے پرچم ڈیزائن کئے ہوئے ہیں، کوئی کتاب چھاپیں تو وہ جھنڈا ساتھ چھپتا ہے، کوئی اجلاس ہو تو وہ جھنڈا لہرائے گا، کوئی پروگرام ہو تو وہ جھنڈا وہاں موجود ہوگا، اسے لہرایا جائے گا، اب بتائیں اس پرچم کا اونچا کرنا تنظیم کو اونچا کرنا ہے یا اسلام کو؟ یہ پرچہ اسلام کا تو نہیں، یہ اسلام کی تعبیر تو نہیں، اس سے اخلاص ختم ہو جاتا ہے، عقیدہ الولاء والبراء ختم ہو جاتا ہے جو عقیدہ کا سب سے اہم شعبہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"اوثق عری الایمان الموالاۃ فی اللہ والمعاداۃ فی اللہ" [1]

یعنی اسلام کا سب سے مضبوط کنڈا یہ ہے کہ کسی سے محبت کرو تو اللہ کی خاطر اور بغض رکھو تو اللہ کی خاطر۔

آج الولاء والبراء کی یہ اساس ہے؟ نہیں، آج محبت و نفرت کی اساس، تنظیم ہے توحید نہیں، ایک شخص کتنا بڑا موحد کیوں نہ ہو اگر وہ آپ کی تنظیم کا نہیں تو آپ اس سے نفرت کریں گے اور اگر ایک شخص قبر پرست ہی کیوں نہ ہو آپ کے کاز سے متفق ہے تو آپ اس سے محبت کریں گے۔ میرے دوستو اور بھائیو! یہ عمل اسلام کے لئے مضر ہے، افتراق کا یہ پہلو ناقابل قبول ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا سببِ فشل بالکل واضح ہے جسے اللہ نے بیان کر دیا ہے اور وہ ہے باہم نزاع و افتراق اور اسی میں ہماری کمزوری اور دشمن کی طاقت ہے اگر دشمن ہم پر حاوی آجائے تو ہماری یہ کمزوری وسائل کے اعتبار سے نہیں بلکہ ایمان اور عقیدہ کے اعتبار

[1] الصحیحۃ، الرقم: ۱۷۲۸

ہے، یہ نزاع و افتراق کیونکہ نقصان دہ ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے، یہی فرقہ بندی دور میں ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو افتراق سے بچائے جس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے پیش کر دیا:

[وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا] [1]

یعنی تفرق سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو تھام لو اور اللہ کی رسی کو تھامنے کا یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی پوری پوری پیروی کرو، اپنے آپ کو اس کے پیچھے لگا لو اور من مانی تاویلوں سے کتاب وسنت کو پیچھے کرنے کی کوشش نہ کرو۔

عوام کو مفید مشورہ

میرے بھائیو! اور دوستو! آخر میں، میں ایک اہم مشورہ آپ کو دینا چاہتا ہوں کہ آپ وقت کے جید علماء سے رابطہ رکھیں، ایسے علماء جو مخلص ہوں، ثقہ ہوں، کتاب وسنت کی کرنے والے ہوں، اللہ کا خوف رکھنے والے ہوں، جو اس تفرق کی دلدل میں پھنسے ئے نہ ہوں، یہ آپ کو انصاف کی بات بتائیں گے، آپ کی تربیت کریں گے، کتاب وسنت روشنی میں آپ کا تزکیہ کریں گے کیونکہ تزکیہ وتربیت کی اساس اللہ کا دین ہے، کتاب وسنت اور کچھ نہیں۔ یاد رکھو ایسے علماء کرام ہر دور کے لئے پروردگار کی ایک نعمت ہیں لہٰذا آپ سے تعلق جوڑیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے:

"لو أن فقيها على رأس جبل لكان هو الجماعة" [2]

[1] آل عمران: ۱۰۳

[2] شرح السنۃ ۱/۲۷۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر ایک فقیہ عالم دین پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھا ہو تو وہی جماعت ہے، اس کے پاس جاؤ، اس سے استفادہ کرو، تمہارے امراض، مشاکل اور فتنوں کا علاج پیش کرے گا، اور تم کو کتاب وسنت کے نور کے ذریعے حق پر قائم رکھے گا، اس پرفتن دور میں علماء سے رابطہ ایک لازم امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: (کہ فتنے تہہ بتہہ، پے در پے آئیں گے اور ایسے آئیں گے کہ ہر بعد کا فتنہ پہلے فتنے کو چھوٹا کر دے گا۔) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگ ان فتنوں میں دنیا کے چھوٹے سے مفاد کے خاطر اپنے دین کو بیچ دیں گے۔ مزید فرمایا: کہ انسان صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا، صبح کو کافر، ان فتنوں کی ہولناکیوں کے ذکر کرنے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فمن أحب أن يزحزح عن النار ويدخل الجنة فلتاته منيته وهو يؤمن بالله واليوم الاخر ويأت الى الناس بما يحب ان يوتى اليه"[1]

یعنی (جو شخص چاہتا ہے کہ وہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے چاہئے کہ اس پر ایسی حالت میں موت آئے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو معاملہ اپنے ساتھ چاہتا ہے۔)

لہٰذا جو جہنم سے بچنا چاہتا ہے اور جنت میں داخلہ چاہتا ہے اسے اپنے عقیدے کی اصلاح کا پروگرام بنا لینا چاہئے، اپنے ایمان باللہ کو، اپنی توحید کو مضبوط کر لینا چاہئے، اس کا ایمان باللہ بالکل کامل ہو، توحید میں کوئی کمی اور کجی نہ ہو، توحید پڑھے، توحید سمجھے، علماء سے توحید کے دلائل معلوم کرے، اور اس پر اپنے آپ کو عامل بنائے۔

دوسرا یہ کہ قیامت پر اس کا ایمان ہو اور اس کی فکر کرے، پرفتن دنیا کو اور اس کے

[1] مسلم، الرقم: ۱۸۴۴

وں کو چھوڑ دے، دنیا سے صرف واجبی تعلق رکھے، اصل پروگرام آخرت کا بنائے جیسا سول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللهم لا عيش الا عيش الاخرة"[1]

(کہ اے اللہ زندگی تو آخرت کی ہے)

تیسری چیز یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو معاملہ اپنے ساتھ چاہتا ہے، بارے میں لوگوں سے جو توقعات رکھتا ہے کہ لوگ میرے ساتھ یوں پیش آئیں، غیبت نہ کریں، بہتان نہ لگائیں، میرا مال نہ چھینیں، مجھ سے نفرت نہ کریں، مجھ پر ظلم یں، اسی طرح وہ لوگوں کے لئے بن جائے کہ ان سے محبت کرے، ان کی غیبت نہ ے، ان سے نفرت نہ کرے، ان پر بہتان نہ لگائے، ان کی عیب جوئی نہ کرے، ان کا ل کھائے، ان پر ظلم نہ کرے۔

تو یہ وہ کردار ہے جو ہمیں اختیار کرنا چاہئے، ہمیں کتاب وسنت کا علم ہو کیونکہ کہ وہ نور ہم اس نور کے ذریعے ہی ہر فتنے سے نجات پا سکتے ہیں، اور یہ نور علماء کرام کے پاس یہ نور مدارس میں ہے، لہٰذا اپنی اولاد کو مدارس میں بھیجو۔

میرے بھائیو! اور دوستو! یہ بڑا ضروری نکتہ ہے کہ یہ پرفتن دور، تعلم کا دور ہے کہ ان واقف ہو جائیں، علم اور عمل صالح کے حصول کے لئے مدارس میں جائیں، علماء یں تا کہ ان کی اصلاح ہو، تربیت ہو، ایمان باللہ مستحکم ہو، آخرت کی فکر ہو۔ تو یہ وہ ر ہے جسے اس پرفتن دور میں اپنانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے کی، اسے اپنانے کی، اس پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا

[1] ری، الرقم: ۲۹۶۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمائے ۔ اللہ رب العزت ہمارے سینوں کو کتاب وسنت کی نور سے منور فرمادے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پوری اصلاح کی، تزکیہ اور تربیت کی توفیق عطا فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس افتراق سے بچائے جو افتراق اس امت کیلئے موجب ہلاکت ہے، اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں جماعت واحدہ بنادے، وہ جماعت واحدہ جس کا تعلق کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے ساتھ ہو۔

ہماری بائیسویں سالانہ کانفرنس پوری آب و تاب کے ساتھ شروع ہوچکی ہے اہل توحید کا ایک جم غفیر سامنے ہے، اس کانفرنس کے توسط سے اگر سامعین حضرات فرقہ بندی، تنظیم سازی کے مضرات وخطرات کو، بخوبی سمجھ لیں، تو اس کے انعقاد کی اور نوجوانوں کی شب روز کی محنت کی قیمت وصول ہوجائے گی۔

جان لیجئے تنظیم سازی کا عمل غیر شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ شرک کے دروازے کھولنے والا ہے ۔ اسلامی معتقد کے خلاف ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے، امت مسلمہ کی کمزوری، اور دشمنوں کی مضبوطی اور تقویت کا باعث ہے نیز یہ عمل اخلاص وللّٰہیت کے منافی ہے کیونکہ اس کا مقصد وہدف حب جاہ یا حب مال کے سوا کچھ نہیں، پھر شہرت کے حصول کے لئے ہر جائز وناجائز، ہتھکنڈے بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ اور تو اور بے دریغ جھوٹ تک بولا جاتا ہے بلکہ اسے حلال سمجھا جاتا ہے حالانکہ جھوٹ وہ عمل ہے جسے اللہ رب العزت نے موجب لعنت قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ مؤمن جھوٹ نہیں بول سکتا، یہ دعوت فکر دیتا ہے، کہ جھوٹ بولنے والا اپنے ایمان پر نظر ثانی کرے، رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے:

"ایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار

یزال الرجل یکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا"[۱]

(جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ تمام برائیوں کا راستہ کھولتا ہے اور برائیاں جہنم کی راہ ہموار کرتی ہیں، اور ایک شخص اس قدر جھوٹ بولتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے)۔ (اعاذنا اللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا)

پھر حب مال، حرص اور طمع دنیا، مالی خیانتوں پر اکساتی ہے اور اجتماعی مال میں خیانت کا ارتکاب عاقبت کو تباہ وبرباد کردینے والا گناہ ہے ۔ غنائم خیبر سے محض ایک چادر لے لینے والا خادم رسول عذاب قبر میں جھونک دیا گیا بلکہ وہی چادر جہنم کا شعلہ بن کر اس کے بدن کا حصہ بن گئی، اور جب اسی موقعہ پر ایک دوسرے صحابی نے اپنی جیب سے دو تسمے جو اس نے اسی میدان سے اٹھا کر جیب میں رکھ لئے تھے آپ ﷺ کو واپس کرنا چاہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب یہ روزِ محشر لے آنا وہیں وصول کرونگا، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ادوا الخیاط والمخیط..."[۲]

یعنی (اجتماعی امانتوں کا سوئی دھاگہ بھی ادا کردو)

الغرض تنظیم سازی وفرقہ بندی اپنے دامن میں بہت سے مفاسد لئے ہم پر مسلط ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی رحمت ہم سے دور ہے اور وہ نقصانات جو تفرق کے سبب سے قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، ہمیں پوری طرح ڈھانپے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان فرقتوں اور فتنوں سے مخرج اور ملجاء وماوی مہیا فرمادے۔ (آمین یارب العالمین)

---

[۱] ابوداؤد، الرقم: ۴۹۹۱

[۲] نسائی، الرقم: ۳۶۹۰

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک شبہ کا ازالہ

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے، کہا جاتا ہے کہ جمعیت اہل حدیث سندھ بھی [illegible] ایک تنظیم ہے؟ لیکن یہ شبہ وارد کرنے والے جماعت اور تنظیم کے معنی یا فرق سے ناواقف ہیں، تنظیم یا فرقہ اس وقت ممنوع یا معیوب ہے جب جماعت حقہ کا اجتماعی پلیٹ فارم [illegible] نہ ہو، جبکہ بفضل اللہ ونعمۃ اس علاقے میں جمعیت اہلحدیث سندھ کا نظم، قیام پاکستان سے قبل قائم ہو چکا تھا، لہٰذا صوبہ سندھ میں اس کی حیثیت، جماعۃ الام کی سی ہے گویا یہ نظم [illegible] جماعت کی موجودگی میں نہیں بنا جو باعثِ افتراق ہو، علاوہ ازیں جمعیت اہل حدیث سندھ کے عقیدہ ومنہج نیز دعوتی وجہادی وسیاسی عمل کا ایک ایک نکتہ، اسوہ رسول اللہ ﷺ کے عین مطابق ہے، لہٰذا ہم علی وجہ البصیرت اپنے اس نظم کو رسول اکرم ﷺ کی جماعت مبارکہ کا تسلسل قرار دیتے ہیں۔

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء . اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه . هذا واصلى واسلم على نبينا ورسولنا سيد الاولين والاخرين امام الانبياء والمرسلين قدوة الدعاة والمجاهدين محمد وعلى اله واصحابه واهل طاعته اجمعين .

صدارتی خطبہ

(2007ء)

منہجِ اہل حدیث پر چند گزارشات

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ، ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادى له وأشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:۱۰۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء: ۱)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (الاحزاب:۷۰،۷۱)

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار .

شرفِ اصحاب الحدیث

حضرات گرامی! ہمیں منہجِ اہل حدیث پر کچھ گذارشات پیش کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

اہل الحدیث ایک مبارک جماعت ہے، جسے رسول اللہ ﷺ کی جماعت کا تسلسل ہونے کا شرف حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کی اُمت کی دو قسمیں ہیں، ایک اُمتِ دعوت، دوسری اُمتِ اجابت۔

اُمتِ دعوت سے مراد آپ ﷺ کی پوری اُمت ہے جو آپ ﷺ کی دعوت کی ب ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان:

[قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا][1]

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث:

"کان النبی یبعث إلی قومه خاصة وبعثت إلی الناس عامة"[2]

سے یہی اُمتِ دعوت مراد ہے۔

اُمتِ اجابت سے مراد اُمت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت ل کرلیا۔

اب اس دعوت کو قبول کرنے والے بہت سے لوگ صحیح منہج پر قائم نہ رہ سکے اور شرک، ت اور خرابیٔ منہج جیسے بہت سے فتنوں میں مبتلا ہوگئے۔ تقلید کا جمود اس قدر سرایت کر گیا ل امام کی خاطر ظاہرِ کتاب وسنت تک کو چھوڑ دیا، اپنی پوری زندگیاں اپنے امام، اپنے ب اور اپنی جماعت کے دفاع وانتصار میں صرف کردیں۔ جس کی اساس صرف تعصب ہے، ورنہ جو شخصیت دفاع وانتصار کی مستحق ہے وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، اور اعت دفاع وانتصار کی مستحق ہے، وہ صرف صحابہ کرام کی جماعت ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ صمت کے درجہ پر صرف اپنے پیغمبر ﷺ کو فائز فرمایا ہے۔

اجماعِ صحابہ معصوم ہے نہ کہ کوئی اور امتی!

رسول اللہ ﷺ نے صرف اجماعِ صحابہ کو معصوم قرار دیا ہے، آپ ﷺ کا فرمان

[1] الاعراف:۱۵۸

[2] صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الأرض مسجدا وطهورا

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے:

"إن أمتي لا تجتمع على الضلالة"[1]

یعنی ''میری اُمت (صحابہ کرام) ناحق پر مجتمع نہیں ہوسکتی''

اس حدیث سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام جس مسئلہ پر اجماع اختیار کرینگے، وہ حق ہی ہوگا، گویا ان کے اجماع کو معصوم قرار دیا گیا ہے۔

یہاں ایک اور نکتہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے، اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اجتماعِ صحابہ کو معصوم قرار دیا ہے، کسی ایک صحابی کو نہیں، تو پھر بعد کے ادوار میں کوئی ایک شخصیت امام کیسے معصوم ہوسکتا ہے، جبکہ یہ حقیقت بھی معلوم ہے کہ صحابہ کرام، تنزیلِ وحی کے امین، رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں، ان کے زمانے کو رسول اللہ ﷺ نے ''خیر القرون'' قرار دیا ہے، اور ان کے منہج کو قرآنِ پاک نے جابجا پوری اُمت کیلئے بطورِ مثال پیش کیا ہے، اور بعد کے ادوار میں فتنوں کی نشاندہی موجود ہے، صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت سے، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

"إن هذه الأمة جعل عافيتها في أولها وإن آخرها سيصيبها بلاء وأمور تنكرونها"[2]

یعنی: ''اس اُمت کی تمام تر عافیت وسعادت پہلے دور میں، یعنی صحابہ کرام کے دور میں رکھی گئی ہے جبکہ بعد کے ادوار میں فتنے ہونگے اور ایسے ایسے مسائل کہ جنہیں تم بالکل قبول

[1] سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب السواد الاعظم، رقم: ۳۹۵۰

[2] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء، رقم: ۴۷۷۶۔ سنن ترمذی، ابواب الفتن، با... ماجاء فی لزوم الجماعۃ، رقم: ۲۱۶۶

...و گے''

تقلیدی مذاہب میں انہی بعد کے ادوار کی کسی ایک شخصیت کو پورا مدارِ دین قرار دے ...گیا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے خیر القرون کے دور کے اپنے کسی ایک خاص سے ...ں شاگرد کو بھی یہ مقام نہیں دیا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے اجماع کو معصوم کہا ہے، اپنے اپنے ...کو معصوم قرار دینے میں روافض کا تشبہ لازم آتا ہے، جنہوں نے ائمہ اہل بیت کی علی ...لاق عصمت کا دعویٰ کر دیا۔

حضراتِ گرامی! یہ افسوس ناک حقیقت ہمارے سامنے موجود ہے کہ اُمتِ اجابت کے ...لوگ ان تقلیدی بھول بھلیوں میں کھو کر رہ گئے، جو قطعی طور پر دین کی روح اور ذوق کے ...فی و مخالف ہے۔

اس امت کے بیچ میں ایک اور اُمت ہے، جس کی خود رسول اللہ ﷺ نے تشخیص و تعیین ...ائی، چنانچہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ، صحیح بخاری کی کتاب التوحید میں ...نی سند سے یہ حدیث لائے ہیں:

عن معاوية رضي الله عنه يقول: سمعت النبي ﷺ يقول: "لا يزال من أمتي ...قائمة بأمر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى يأتيهم أمر الله ...م على ذلك"[1]

یعنی: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ...ئے سنا ہے: ''میری اُمت کے بیچ میں ایک اُمت ایسی ہے، جو اللہ رب العزت کے

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: إنما قولنا لشئ إذا أردناه...، رقم ۷۴۵۹

صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم: ۴۹۵۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امرِ حق کے ساتھ ہمیشہ قائم اور منسلک رہے گی ، انہیں ذلیل کرنے والا یا اُن کی مخالفت کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، حتی کہ جب اللہ تعالیٰ کا امر آئے گا تو وہ اس حق کے ساتھ ہی جڑے ہوئے ہونگے“

حضراتِ گرامی! رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا مصداق جماعتِ اہل حدیث ہے، اور یہ صراحت بڑے بڑے ائمہ، مثلاً: یزید بن ہارون، احمد بن حنبل، علی بن مدینی اور امام بخاری رحمہم اللہ وغیرہ سے منقول ومنصوص ہے۔ بعض ائمہ تو یہاں تک کہہ گئے:

”إن لم يكونوا أهل الحديث فلا أدري من هم ؟“[1]

یعنی: ”اگر اس حدیث کا مصداق اہل الحدیث نہیں تو پھر ہم نہیں جانتے کہ کون ہیں؟“

ایک شبہ کا ازالہ

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مذکورہ ائمہ کرام کے اقوال میں جو اہل الحدیث کا ذکر ہے، اس سے مراد گروہِ محدثین ہے، عام اہل حدیث مراد نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ تعبیر درست مان بھی لیں تو پھر بھی اس کا اطلاق عام اہل الحدیث پر یقینا ہوگا؛ کیونکہ اہل الحدیث کا ہر فرد منہجِ محدثین کا پیروکار ہے، ہر اہل الحدیث نبی ﷺ کی احادیث کی طلب، فہم اور عمل میں مخلص ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآنِ حکیم میں جہاں سابقین اولین، انصار ومہاجرین صحابہ کی شان بیان فرمائی وہاں ان کے اتباع اور پیروکاروں کو بھی اس فضیلت میں شامل

[1] سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی اهل الشام، رقم: ۲۱۹۲۔ علوم الحدیث للحاکم۔ مزید دیکھیئے فتح الباری ۱۳/۳۰۶

ایا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ سَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ][1]

یعنی: ”اللہ تعالیٰ سابقین اولین، انصار ومہاجرین اور جو بھی اچھے طریقے سے ان کے شِ قدم کا پیروکار ہے سب سے راضی ہوگیا اور وہ سب اس سے راضی ہوگئے“

رسول اللہ ﷺ نے جو اس جماعت کے غلبہ وظہور کا ذکر کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ ”کسی لفت کرنے والے کی مخالفت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی“ اس سے مراد اس جماعت دلیل اور حجت ہے، یعنی حدیثِ رسول ﷺ سے تعلق کی بناء پر ان کی حجت ہمیشہ قوی ہے گی، اور یہ لوگ باعتبارِ دلیل سب پر غالب رہیں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے ھے:

”من طلب الحديث فقد قويت حجته“[2]

یعنی: ”جو حدیث کا طالب ہوتا ہے اس کی حجت ہمیشہ مضبوط اور قوی ہوتی ہے“

اہل الحدیث ہی جماعتِ حقہ اور طائفہ منصورہ ہیں، اور یہی وہ گروہ ہے جسے اس اُمت کے تہتر (۷۳) فرقوں میں سے ایک جنتی فرقہ قرار دیا گیا ہے۔

اس جماعت کا منہج کیا ہے؟

لفظِ ”منہج“ کا مادہ ”نہج“ ہے اور ”منہج“ کا معنی ”راستے کا روشن اور واضح ہونا ہے“، ”منہج“ اور ”منہاج“ کا ایک ہی معنی ہے، یعنی: واضح راستہ۔ ان دونوں کی جمع

[1] التوبة: ۱۰۰

[2] صفة الصفوة ۱/۲۵۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

"مناھج" آتی ہے۔ یہ لفظ قرآنِ پاک میں مستعمل ہے:

[لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ][1]

یعنی: ''ہم نے ہر ایک اُمت کیلئے شریعت ومنہاج بنایا ہے''

امام بخاری رحمہ اللہ، نے اپنی صحیح کی کتاب الایمان میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے "شرعة ومنهاجا" کی تفسیر "سبيلا وسنة" نقل فرمائی ہے۔ گویا شریعت اور منہج ایک واضح راستے کا نام ہے، جو اکرم الخلائق محمد رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مطہرہ سے عبارت ہے۔

اس تفسیر کی روشنی میں اہل الحدیث کے منہج کا محور ومدار ایک ہی شخصیت ہے، اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

منہج ایک واضح اور روشن راستے پر چلنے کا نام ہے، اور یہ واضح اور روشن راستہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ دکھا سکتے ہیں اور آپ ﷺ ہی نے دکھایا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"تركتكم على البيضاء ليلها ونهارها سواء لا يزيغ عنها إلا هالك"[2]

یعنی: ''میں تمہیں ایک واضح اور چمکدار راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات اور دن برابر ہیں اور جس سے وہی شخص برگشتہ ہوسکتا ہے جس کیلئے آسمانوں پر بربادی کے فیصلے لکھے جاچکے ہیں''

اسی چمک دمک کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کی وحی کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے، ہمارا پورا دین نور یعنی روشنی کا مینار ہے۔

[1] المائدة:۴۸

[2] سنن ابن ماجه، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين

حضراتِ گرامی! منہجِ اہل حدیث سے مراد وہ واضح، روشن اور چمک دار راستہ ہے جس ری زندگی امام الانبیاء (ﷺ) قائم رہے اور جسے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھامے رکھا۔ اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''کہ جب کسی اہلحدیث کو تا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کو دیکھ لیا''[1]

اس عظیم الشان قول کا مقصد ہی یہ ہے کہ اہل الحدیث کا منہج درحقیقت اتباعِ ﷺ ہے، چنانچہ وہ اس طرح نبی ﷺ کی مبارک سنتوں کے متبع ہوتے ہیں کہ اُن یارت کرنے والا یہی محسوس کرتا ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ محسوس کیا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول میں ایک ترغیب اور تحریض کا پہلو بھی ہے، یعنی اگر کسی یث میں کوئی عملی کمزوری ہو تو وہ دور کرکے صحیح معنی میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر قائم ئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے ایک استاد عاصم النبیل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"من طلب هذا الحديث فقد طلب اعلى الأمور فعليه أن يكون خير س"[2]

یعنی: ''جو حدیثِ رسول ﷺ کا طالب ہوتا ہے، وہ سب سے بہترین چیز کا طالب اس پر یہ فرض ہے کہ وہ سب سے بہترین انسان بن جائے''

یعنی وہ باعتبار عقیدہ، عمل اور خُلق سب سے ممتاز ومتمیز ہو۔ یہی بات امام شافعی رحمہ اللہ یک اور قول سے مترشح ہوتی ہے:

[1] حلیة الاولیاء (۱۰۹/۹)

[2] سیر اعلام النبلاء ج ۹/۴۸۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اھل الحدیث فی کل زمان کأصحاب رسول اللہ ﷺ فی زمانھم" [1]

یعنی:''اہل حدیث ہر زمان ومکان میں اس طرح متمیز ہوتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اپنے دور میں متمیز تھے''

اہل بدعت سے اختلاط کے نقصانات

اس تمیز کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اہلحدیث اُن تمام فرقوں سے الگ تھلگ رہتا ہے جن کے مناہج میں شرک وبدعت کی آمیزش ہو؛ کیونکہ صاحبِ حق وصداقت کا باطل سے الگ تھلگ رہنا اس کی تردید ہے، جبکہ باطل سے اختلاط اس کی تائید شمار ہوتا ہے، اسی معنی میں ہمارا دین، دینِ حنیفیت ہے جو الگ ہوکر رہنے کا نام ہے، کما قال اللہ تعالیٰ:

[ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ] [2]

یعنی:''پھر ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں کہ آپ ملتِ ابراھیمی کے پیروکار بن جائیں جو حنیف تھے (یعنی باطل سے بالکل کٹے ہوئے)''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"بعثت بالحنیفیة السمحة" [3]

یعنی:''جس دین کیساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اس میں حنیفیت اور سماحت ہے''

حضرات! اہلِ بدعت کے ساتھ اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ اختلاط اس کی تکریم وتعظیم کا موجب ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ باطل کی تکریم، حق کی تفنید وتنقیص ہے

[1] المستخرج علی المستدرک ۱/۳۱

[2] النحل: ۱۲۳

[3] مسند احمد ۵/۲۶۶

وف ہے۔ ''کتاب الشریعۃ'' للآجری میں بسند حسن، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود

"من وقر صاحب بدعة فقد أعان علی ھدم الدین" [1]

یعنی:''جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے دین کی عمارت کو ڈھا دینے کی ش کی''

اہل بدعت کے ساتھ اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس اختلاط سے بدعتی کا قد ا ہوگا اور آپ کا مقام ومرتبہ گھٹ جائے گا۔ اگر دودھ کو پانی میں ملایا جائے تو یقینی طور پر ھ کی قیمت وافادیت کم ہوجائے گی، سونا کھوٹ میں مل کر اپنی قدر کھودیتا ہے۔ دریں رت منہجی طور پر نقصان اس کی شخصیت کا نہیں بلکہ اس کے اندر موجود داعی کا اور نتیجۃً اس دعوت کا نقصان ہوگا۔ یہ شخص منبر پہ کھڑا ہوکر کھری توحید اور خالص سنت کی دعوت کیسے ش کر سکے گا؟ کیونکہ اس کا عملی یا سیاسی کردار اس دعوت کی نفی کرے گا۔ کھری اور سچی نت توحید تو اس داعی کی زبان سے جچتی ہے جو باعتبارِ حنیفیت، اسوۂ خلیل اللہ علیہ السلام کا حامل جو بابانگِ دہل یہ اعلان فرمایا کرتے تھے:

[قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا ؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ دَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ] [2]

''تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان

[1] المعجم الأوسط، الرقم: ۶۷۷۲

[2] الممتحنة: ۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ہم تمہارے منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کیلئے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی ہے۔“

اہل بدعت سے اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ اختلاط ان کے تکثیرِ سواد یعنی ان کی جماعت کی تعداد میں اضافے کا سبب ہوگا، جسے اہلِ بدعت اپنی پارٹیوں کا اصل سرمایہ قرار دیتے ہیں۔یہ چیز چونکہ ان کی فرحت کا باعث ہے لہذا ناجائز ہے۔ان کے ایک ناجائز مقصد کے حصول کیلئے آپ کا استعمال ہونا، انتہائی خطرناک اقدام ہے اور دعوت کیلئے مضر ہے۔

اہلِ بدعت سے اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ان کی بدعات وخرافات سے متاثر ہونے کا قوی خدشہ اور احتمال قائم رہتا ہے؛ کیونکہ مبتدعین کی بدعت ایک فتنہ ہے اور فتنہ سے بچاؤ ایک شرعی مطلوب ہے۔انسان جو کہ انتہائی ضعیف واقع ہوا ہے، بہت جلد فتنوں کے جال میں پھنس سکتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے کثرتِ فتن کے دور کی عکاسی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"یصبح الرجل فیها مؤمنا ویمسی کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا"[1]

یعنی: ”فتنوں کے دور میں انسان صبح کو مؤمن اور شام کو کافر ہوگا اور دنیا کے گھٹیا مفادات کی خاطر اپنا دین بیچ دے گا“

اسی حکمت کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے جب سب سے بڑے فتنہ، فتنۂ دجال کا

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی المبادرة بالاعمال قبل تظاہر الفتن، رقم ۳۱۳۔ سنن ترمذی، باب ماجاء ستکون فتن کقطع اللیل المظلم

تو فرمایا:

"من سمعه قد ظهر فلینأ عنه"[1]

یعنی: ”جو دجال کے ظہور کی بابت سنے وہ اس سے دور رہے“

دجال سے دور رہنے کی بہت سی حکمتوں میں سے ایک ظاہری حکمت یہ سمجھ میں آرہی کہیں تم اس کے فتنہ کی لپیٹ میں نہ آجاؤ۔

دورِ فتنہ ہی کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ کی یہ ہدایت موجود ہے:

"أملك علیك لسانك ولیسعك بیتك وابك علی خطیئتك"[2]

یعنی: ”اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھنا، اپنے گھر کی چار دیواری کو کافی سمجھنا اور اپنے ہوں پر رونا“

گھر کی چار دیواری پر کس حد تک اکتفاء کرے، اس کی تعبیر ایک حدیث میں یوں وارد ہے کہ

"کونوا احلاس بیوتکم"[3]

یعنی: ”فتنوں کے دور میں تم اپنے گھروں میں اس طرح رہنا جیسے گھر کا کوئی ضروری (مثلاً: چولھا وغیرہ) ہمیشہ گھر میں موجود ہوتا ہے“

اس معنی میں رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے:

"المرء علی دین خلیله فلینظر أحدکم من یخالل"[4]

[1] سنن ابوداؤد، الملاحم، رقم ۴۳۱۹۔مسند احمد ۴/۴۴۱،۴۳۱

[2] الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، رقم: ۲۴۰۶

[3] ابوداؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب النھی عن السعی فی الفتنة رقم: ۴۲۶۲

[4] سنن ترمذی، کتاب الزھد

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یعنی: ''انسان اپنے دوست کے دین کو جلد اپنا لیتا ہے لہذا ہر شخص خوب چھان پھٹک
دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے''

اسی حکمت کے تحت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''لا تصاحب إلا مؤمنا ولا يأكل طعامك إلا تقي''[1]

یعنی: ''تم صحیح العقیدہ مؤمن کے علاوہ کسی کی مصاحبت اختیار نہ کرو اور تمہارا مال صرف پرہیزگار لوگ ہی کھائیں''

حضراتِ گرامی! ان تمام نصوص سے یہی شرعی حکمت ومنشا مفہوم ہوتی ہے کہ فتنوں سے الگ تھلگ رہنا چاہیئے، اور کائنات کا سب سے بڑا فتنہ شرک وبدعت ہے، جو انسان نے عقیدہ اور منہج وعمل کو اکارت کر دیتے ہیں، تو پھر اپنے مزعومہ مقاصد ومطالب کے حصول کی خاطر اہل شرک وبدعت سے اختلاط یقیناً شرعی حدود کی پامالی کے مترادف ہے۔ ایسے کام کا کیا فائدہ جس کی بناء پر اپنے یا اپنے ماننے والوں کے عقیدہ ومنہج کی خرابی کا امکان پیدا ہوجائے۔ والعیاذ باللہ

سلف صالحین بدعتی سے زیادہ اس شخص کو خطرناک قرار دیتے تھے جو اہل الحدیث یا اہل السنۃ ہونے کا دعویٰ کرے اور اہل بدعت سے مجالست ومصاحبت اختیار کرے۔ ابوقلابۃ علماءِ تابعین میں سے ہیں، فرمایا کرتے تھے:

''لا تجالسوا اهل البدعة''[2]

یعنی: ''اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو''

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی صحبة المؤمن

[2] الاعتصام للشاطبی ۱/۸۳

اہل بدعت سے اختلاط کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ وہ اہل حق جو آپ کی جماعت کا ہیں وہ آپ کے اس اختلاط ومصاحبت سے دھوکے کا شکار ہوجائیں گے، ان کے دلوں میں اہل بدعت کے تعلق سے نرم گوشہ پیدا ہوگا اور اہل بدعت سے نفرت کی غیرت ختم ہوجائے گی۔ وہ یہی سوچیں گے کہ جب ہمارے اکابرین ان لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں، تعاون کرتے ہیں، ساتھ مل کر کھاتے پیتے ہیں، ایک ہی اسٹیج پر پروگرام کرتے ہیں، مل کر بیانات دیتے ہیں اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں، تو یہ بھی ٹھیک ہونے لگے، یوں زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بدعقیدگی سے مکمل اتفاق نہیں تو کم ازکم مداہنت کی شکل ضرور ہوجائے گی۔ اگر موجودہ نسل نہیں تو اگلی نسل ضرور اس دام میں گرفتار ہوجائے گی۔ والعیاذ باللہ

سلفی تمیز مفقود!

حضراتِ گرامی! آج اگر امرِ واقع کا جائزہ لیں تو یہ افسوس ناک حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے، وہ تمیز جو اہل الحدیث کی شان ہے مفقود ہوتا جارہا ہے، چنانچہ کوئی سیاسی مفادات کی خاطر، اہل باطل کی باہوں میں باہیں ڈال کر خوش ہورہا ہے اور کوئی اپنے گروہ کی تعداد میں اضافہ اور مال ودولت کے حصول کی خاطر اہل بدعت کی تکریم وتعظیم میں مشغول ہے، جماعتوں اور جمعوں کی امامت تک ان کے سپرد ہے۔ اہل بدعت کے خلاف پائی جانے والی دینی حمیت وغیرت جو کبھی اہل حق کا تمیز ہوتا تھا، آج ناپید ہوتی جارہی ہے۔ حتی کہ اپنے رسائل اور مجلات میں بھی اہل بدعت کے مضامین شامل کیئے جاتے ہیں، ان مضامین کے مندرجات درست بھی ہوسکتے ہیں لیکن اس سے پڑھنے والے سادہ قارئین

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دھوکے کا شکار بھی ہو سکتے ہیں کہ جب ان کے مضامین ہمارے مجلّات کی زینت بنتے ہیں تو یہ لوگ بھی صحیح ہونگے۔ ہمارے مکتبات اور بک اسٹالوں پر ان کی کتب فروخت کی جاتی ہیں، یہ بھی ان کی تائید و تعظیم کا ایک حصہ ہے، جو کہ سلفی تمیز کے منافی ہے۔ تبلیغ کے نام پر جماعتیں بن رہی ہیں اور وہ فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کیلئے اہل بدعت کی ایک تبلیغی جماعت کا پوری طرح تشبہ اختیار کرنے کی کوشش کررہی ہیں، ان کے ہاں تمام تر مروجہ اصطلاحات اور استعارات کا استعمال ہورہا ہے یہ بھی اہل بدعت کی تائید اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی ہے۔ ہمیں شاید اس تلخ حقیقت کا ادراک نہیں ہے کہ جن کی نقالی پر ہم اظہارِ فخر کررہے ہیں وہ ایسے سلسلوں سے وابستہ ہیں جن کے عقائد میں صوفیت اور حلولیت کا رنگ موجود ہے، ہمارے اکابرین کا یہ تساہل بہت سے لوگوں کے دلوں سے عقیدہ کی غیرت کے ختم ہونے کا موجب بن رہا ہے، ہمارے پاس ہمارا سلفی نظام تبلیغ موجود ہے جو انبیاءِ کرام کی وراثت ہے، ہمیں اس وراثت پر فخر ہے، مگر افسوس! ہم ان سچے موتیوں کو چھوڑ کر در در کی خاک چھاننے اور ایروں غیروں سے بھیک مانگنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اسی قسم کے ہے وقعت اہل الحدیث پر مولانا ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ رویا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''آج اہل الحدیث کی مثال اس شہزادی کی سی ہے، جس کا دامن ہیروں اور جواہرات سے لدا پھدا ہو، اور اسے دوسروں کی کھوٹی چونیاں چوری کرنے کی عادت ہو۔'' لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

فکرِ اہل حدیث ایک پُروقار علمی تحریک!

حضراتِ گرامی! فکرِ اہل الحدیث درحقیقت ایک انتہائی پُروقار، سنجیدہ اور علمی تحریک

، یہ جماعت، علومِ نبوت کی وارث وحامل ہے، دورِ سلف سے اس جماعت کی ترویج [...] دینی مدارس کی اقامت اور مساجد کے دروس وخطبات کی رہینِ منت ہے۔ ہمارا [...] علماء کی انہی جہود کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پھیلا ہے اور ان شاء اللہ [...] مت تک پھیلتا رہے گا، اس تعلق سے ہمارا منہج سڑکوں پر جلوس اور ریلیاں نہیں ہے، نہ ہی [...] وں پر اُچھل کود اور جذباتی نعرہ بازی ہے، کیا امام بخاری رحمہ اللہ جن کے منہج کے ہم امین [...]، ایسے تھے؟ ہرگز نہیں، انہوں نے صحیح بخاری تالیف فرمائی جس نے کروڑہا دلوں میں [...] لاح کا انقلاب بپا کردیا، جس نے لوگوں کے باطل عقائد ونظریات کی ظلمات میں وحی [...] اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے چراغ روشن کردیئے اور یہی درحقیقت کام [...]، جس پر پوری جماعت کی توجہ مرکوز ہونی چاہیے۔ اہل الحدیث کے قابلِ فخر سرمایہ علامہ [...] سان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی زندگی کا وہ حصہ بھلایا جاچکا ہے جو ایم، آر، ڈی کے اسٹیجوں پر [...] رف ہوا۔ وہ نعرے اور جذباتی تقریریں ہوا میں تحلیل ہوچکی ہیں، لیکن ان کے گھر کے [...] گوشے میں ان کی لائبریری قائم ہے، جس میں بیٹھ کر انہوں نے ''القادیانیۃ'' لکھی، ''الشیعۃ واھل السنۃ'' لکھی، ''الشیعۃ والقرآن'' لکھی، ''الشیعۃ والتشیع'' لکھی، ''الشیعۃ واھل البیت'' لکھی، ''البریلویۃ'' لکھی اور ''الاسماعیلیۃ'' لکھی، یہ کتب آج بھی زندہ جاوید ہیں، بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں [...] لِ نصاب ہیں اور ایک خلق کثیر کی ہدایت کا سبب بن چکی ہیں اور قیامت تک یہ علمِ نافع [...] کانِ علم کو سیراب کرتا رہے گا، اور ان کا ایک ایک لفظ علامہ صاحب رحمہ اللہ کیلئے صدقہ [...] ریہ ہے۔ یہی درحقیقت سلفی منہج ہے۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایک انتہائی بودی حجت

اہل بدعت سے میل جول کی ایک حجت یہ پیش کی جاتی ہے کہ اس طرح ہم ایک ... طاقت بن جائیں گے اور شاید کسی طریقہ سے اسمبلی تک رسائی حاصل ہوجائے گی او... یوں اقامتِ دین کا کام آسان ہوجائے گا۔لیکن یہ حجت انتہائی بودی اور مضحکہ خیز ہے۔اہل بدعت کا ساتھ مل جانا قطعاً کوئی طاقت نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کامیابی فراہم کرنے کیلئے ایسے لوگوں کا محتاج ہے۔ان کی بابت تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"إنما الناس كإبل مائة لا تكاد تجد فيهم راحلة"[1]

یعنی:''لوگوں کی کثرت کی مثال تو ان سو اونٹوں کی سی ہے جنہیں آپ خریدتے اور پالتے ضرور ہیں لیکن عین وقت پر سواری کے قابل کوئی نہیں ہوتا''

ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر بھلا اصلاح اُمت اور اقامتِ دین کا کام چہ معنی دارد؟

حضراتِ گرامی! اقامتِ دین کے فریضہ کیلئے اللہ رب العزت انبیاء جیسے انسانوں کو چنتا ہے، جن کے قلوب مجلّٰی مصفّٰی اور مطہر ہوتے ہیں، جو اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اقامتِ دین کا کام ہر کوئی نہیں کرسکتا، ورنہ اللہ رب العزت قیصر وکسریٰ میں سے کسی کے سر پہ نبوت کا تاج سجا دیتا کہ بے پناہ دولت اور طاقت تو موجود ہے، کام آسان ہوجائے گا، لیکن امرِ واقع یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ایک دُرِّ یتیم کا انتخاب کیا۔ جو پیدا ہوئے تو غربت کا یہ عالم تھا کہ کوئی دائی انہیں دودھ پلانے پر آمادہ نہیں تھی۔ ایک موقع پر جبکہ آپ ﷺ نے دشمن کا ایک

[1] صحیح بخاری، الرقاق ۶۴۹۸

...فتح کیا، اس مفتوحہ علاقے کا ایک شخص آپ ﷺ سے بات کرتے ہوئے کانپ رہا ...آپ ﷺ کو ایک فاتح بادشاہ کے روپ میں دیکھ رہا تھا اور آپ کی ہیبت میں مبتلا ...ب آپ ﷺ نے فرمایا:

"...هون عليك إنما أنا ابن امرأة من قريش كانت تأكل القديد في هذه البطحاء"[1]

یعنی''مت ڈرو میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو وادی بطحاء کی روکھی سوکھی کھا ...گزارہ کیا کرتی تھی''

آپ ﷺ کو قلتِ مال، قلتِ وسائل اور قلتِ تعداد، جنہیں آج اقامتِ دین کے ...ی کلید قرار دیا جاتا ہے، کا سامنا تھا، لیکن ان تمام محرومیوں کے باوجود آپ ﷺ ...ل دین اور غلبۂ دین کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے، جس کا معنی یہ ہے کہ اقامتِ دین کا ...ان چیزوں کا قطعاً محتاج نہیں، اس کیلئے تو ایک ایسا دل چاہئے جو سچے عقیدہ ومنہج ...ثابت إلی اللہ سے مالا مال ہو، اور یہی چیز درحقیقت محمد رسول اللہ ﷺ کی اصل متاع ...

جنابِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"إن الله نظر إلى قلوب العباد فوجد قلب محمد ﷺ من خير قلوب العباد ...فاصطفاه لرسالته"[2]

یعنی:''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو ٹٹولا تو سب سے بہترین دل محمد ﷺ کا ...انہیں منصبِ رسالت کیلئے چن لیا''

...حاکم، التفسیر، تفسیر سورہ الذریات، رقم: ۳۷۳۳/۸۷۰

...مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۹، رقم: ۳۵۸۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرات! اس چناؤ میں یہی حکمت کارفرما ہے کہ اقامتِ دین کا کام نبی کر سکتا ہے یا
شخص کر سکتا ہے جو نبی جیسا عقیدہ، عمل، خلق اور منہج رکھتا ہو۔ یہ مبتدعین کا کام ہرگز نہیں
انہیں اپنے قریب کریں یا ان کے قریب جائیں تاکہ ایک قوت بن جائیں۔ اس قوم کے
سیاسی تصرفات سے ممکن ہے دنیا کی چند روزہ چاندی بن جائے لیکن دین کے اعا
گنجائش نہیں ہوتی، خالقِ کائنات نے فرمایا ہے:

[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ][1]

یہ آیت کریمہ ببانگِ دہل اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ غلبہ و اقامتِ دین کا کام
صرف ایسی قوم کے ذریعے ممکن ہے جسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس قوم سے
محبت ہو، اور یہ بات معلوم ہے کہ دینِ اسلام میں محبت کسی دعویٰ سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس
کیلئے ایک ہی منہج ہے:

[قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي ...][2]

یعنی: ”اللہ رب العزت کی محبت کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع
ہے“

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اقامتِ دین کا کام صرف وہ جماعت کامیابی سے کر سکتی ہے جس کے
پاس اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر
قائم ہے اور رسول اللہ ﷺ کی خالص اتباع کا منہج جماعتِ اہلحدیث کے پاس ہے۔ لہذا

[1] المائدۃ:۵۴

[2] آل عمران:۳۱

دین اور اصلاحِ اُمت کا کام صرف اہل الحدیث ہی کر سکتے ہیں، جو لوگ اہل بدعت
اختلاط کو اہم قوت وطاقت قرار دیتے ہیں یقین کر لیجئے کہ اللہ رب العزت ان کا قطعاً
ج نہیں۔

حیاتِ محدث دیارِ سندھ رحمہ اللہ ایک قابل فخر مثال

صوبہ سندھ کی ایک علمی شخصیت ہم سب کے روحانی باپ شیخ العرب والعجم علامہ بدیع
ین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی مبارک زندگی اس حوالہ سے ایک قابلِ فخر مثال ہے، ان کا منہج
ے سامنے ایک روشن کتاب کی مانند کھلا ہے، ان کے اسلوب عمل میں خالصتاً سلفی رنگ
جب اپنے عالمِ شباب میں صوبہ سندھ کے اندر موجود جہالتوں سے پنجہ آزمائی شروع کی
صوبہ بھر میں اہل الحدیث کی صرف ایک مسجد تھی اور جب 1996 میں ہمیں داغِ
ارقت دیکر اس دنیا سے رخصت ہوئے تو 750 مساجد قائم ہو چکی تھیں۔ اور ہر مسجد میں
ت کا نظام قائم ہو چکا تھا۔ آج اسی عمل کے تسلسل کی برکت سے مساجد کی تعداد
100 تک پہنچ چکی ہے، ہر مسجد میں جمعہ کے خطبات ہو رہے ہیں، روزانہ درسِ قرآن
یث جاری ہے، اور یہی سلفی عمل ہے۔ منبر و محراب سے لوگوں کی اصلاح، تربیت اور
یہ کا کام کیا جائے۔ یہی امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا منہج تھا اور اسی میں برکت ہے
کوئی منہج آج تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکا۔

تمیز ایک اہم اعتقادی مسئلہ

حضرات! منہجِ اہلحدیث ایک بڑا وسیع مضمون ہے جس پر متعدد جہات سے گفتگو ہو سکتی
لیکن میں نے اس مجلس میں اپنی تمام تر توجہ صرف نکتۂ تمیز پر مرکوز رکھی ہے، یہ ایک اہم

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اعتقادی مسئلہ بھی ہے، جس کا عقیدہ ''الولاء والبراء'' سے بھی بڑا گہرا ربط اور تعلق ہے۔
اہلحدیث کا اعجاز یہی ہے کہ ہم اپنے عقیدہ اور عمل جو کہ مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ
کے مطابق ہے، پر ارتکاز کریں اور اللہ رب العزت کی تائید وتوفیق کی برکت سے اپنی
محدود سی تعداد پر اکتفاء کریں اور دعوتِ دین کے بابرکت عمل کو جاری وساری رکھیں، مساجد
قائم ہوں، مدارس سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجتی رہیں اور اللہ رب العزت
سے دعاؤں کا سلسلہ وسہارا حاصل رہے اور بدعت واہل بدعت سے، حسبِ منہج سلف
صالحین عملی واعتقادی برأت کا اظہار موجود رہے۔ ان امور سے ہم اپنے فریضۂ دعوت سے
بطریقِ احسن عہدہ برا ہوسکتے ہیں، اور نتائج اللہ رب العزت کے سپرد ہونگے۔ کامیابی بھی
انسانوں کے ہاتھ میں نہیں رہی، یہ تو صرف خالقِ کائنات کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہے
عطا فرمادے، اور جسے چاہے محروم رکھے، لیکن یہاں جو محروم ہے وہ بھی کامیاب ہے اور اجر
وثواب کا پوری طرح مستحق ہے اور جو کامیاب ہے وہ صرف اس لئے کامیاب ہے کہ اس
نے محمد رسول اللہ ﷺ کے منہج کے ساتھ پوری پوری وفاداری کی۔

اللہ رب العزت سے یہی استدعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح معنی میں منہجِ اہلحدیث کی اصل شان
کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمادے، آج ہم صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ ومحدثین
کے منہج کے امین ہیں، یہ منہج ہمارے ہاتھوں میں ہے، اللہ تعالیٰ سلفی قواعد کی روشنی میں اس کا
حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمادے، اور موجودہ دور کے کھوکھلے نعروں، بے مقصد اُچھل
کود، مبتدعین سے اختلاط اور ایسے اقتدار کے حصول کی کوششوں، جس میں کوئی خیر وبرکت
نہیں، سے یکسر گریز کا فہمِ وافر عطا فرمادے، ہم باعتبار عقیدہ، منہج، عمل، خُلق اور سیاست
کے ایسے بن جائیں کہ ہمیں دیکھ کر لوگ واقعتہً یہ محسوس کریں کہ جیسے اصحابِ رسول کریم

کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ آج جبکہ جمعیت اہل الحدیث سندھ کی پچیسویں
نہ کانفرنس کا آغاز ہوچکا ہے، میں اپنے تمام علماء، مدرسین، دعاۃ، طلابِ علم، اُمراء،
ین اور عامۃ الناس کو باعتبار عقیدہ، منہج، عمل، خُلق اور سیاست ممتاز ومتمیز ہوکر رہنے کی
ت کرتا ہوں، انبیاء ورسل کی دعوت کو، انبیاء ورسل کے طریقہ ومنہج کے مطابق لیکر
ان عمل میں آیئے، اپنے آپ کو دنیا کے ہر گروہ سے اونچا اور اعلیٰ سمجھئے، لیکن اس میں
ر اور تعلّی کا پہلو نہ ہو۔ ہم سب سے برتر اور اعلیٰ اس لئے ہیں کہ صرف ہم ہی علومِ نبوت
حاملین ووارثین ہیں۔ منہج تمیز کی بنیاد پر رسول اور اصحابِ رسول ﷺ کی پیروی ہی
ا اصل سرمایہ ہے۔

والتوفیق بیداللہ تعالی وصلی اللہ تعالی علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ
ل طاعتہ اجمعین.

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدارتی خطبہ

(2008ء)

موضوع:

اہل بدعت سے تعلق، قرآن وحدیث اور کلام سلف صالحین کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾

(آل عمران:102)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ﴿۱﴾ (النساء: 1)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ﴿۷۰﴾ يُّصۡلِحۡ لَـكُمۡ اَعۡمَالَـكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ﴿۷۱﴾

(الاحزاب:70،71)

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار.

حصولِ علم کا مبارک سفر واخلاصِ نیت

حضراتِ سامعین! بفضل اللہ تعالیٰ، جمعیتِ اہلحدیث سندھ کے تحت چھبیسویں سالانہ …ت النبی ﷺ کانفرنس کا آغاز ہو چکا ہے، اہلِ حق کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا یہ سمندر ایک …ئی روشن دعوتی مستقبل کا غماز ہے، آپ کا یہ ذوق وشوق میری اور میرے تمام رفقاء کار حوصلہ افزائی کا باعث ہے، میں دعا گو ہوں کہ ہم سب کی یہ جہود ومساعی، عنداللہ

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پذیرائی کی مستحق قرار پا جائیں، اور ہم سب کی آمد رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کی روشنی میں شرفِ قبولیت حاصل کر لے:

"نضر الله امرأ سمع مقالتي فحفظها ثم أداها كما سمعها"[1]

"الٰہی! (دنیا و آخرت میں) اس شخص کے چہرے کو تروتازگی اور سرور عطا فرما دینا جو میری احادیث سنتا ہے، انہیں یاد کر لیتا ہے اور پھر کمال امانت کے ساتھ اسی طرح پہنچاتا ہے"

آپ کا یہ سفر چونکہ طلبِ علم کی خاطر ہے لہذا انتہائی مبارک ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له به طريقا إلى الجنة"[2]

"جو شخص حصولِ علم کی راہ پہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے"

میں آغازِ کلام میں پہلے اپنے آپ کو اور پھر آپ سب کو حفظِ اخلاص کی نصیحت کرتا ہوں؛ کیونکہ نیکی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، اُس کی قبولیت کا دارومدار اخلاص پر ہے:

"إنما الاعمال بالنيات وإنما لكل امرئ مانوى ...الحديث"[3]

"بے شک تمام اعمال کا دارومدار نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کیلئے اس کے عمل سے وہی کچھ ہے جو وہ نیت کرے"

---

[1] ترمذی

[2] مسلم: ۲۸۵۳

[3] بخاری، الرقم: ۱

اللہ تعالیٰ ہر عمل میں ہمیں اخلاص کی حفاظت اور اپنے پیارے رسول محمد ﷺ کی سنت متابعت کی توفیق عطا فرمائے۔

خیر وشر کا تعارف

حضراتِ سامعین! رسول اللہ ﷺ اپنے ہر خطبہ میں خیر وشر کا تعارف کرایا کرتے ، خیر کا تعارف ان الفاظ میں:

"إن خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد ﷺ"[1]

"یعنی سب سے بہترین کلام، کتاب اللہ تعالیٰ ہے اور سب سے بہترین طریقہ، ﷺ کا طریقہ ہے"

گویا دنیا میں قیامت تک بہت سے طریقے آئیں گے، رسول اللہ ﷺ نے بڑی کید کے ساتھ یہ بات واضح فرما دی کہ سب سے بہترین طریقہ صرف میرا ہی ہے۔

اس سب سے بہترین طریقہ کی وضاحت کے بعد آپ ﷺ نے مقابلۃً سب سے ترین طریقے کو بھی واضح فرما دیا:

"وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في ار"[2]

"یعنی ہر نیا طریقہ بدترین ہے جو کہ بدعت کہلاتا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور راہی جہنم میں ہے"

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر کسی بھی نئے

---

[1] مسلم

[2] سنن نسائی

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طریقے کواپنانے والا درحقیقت جہنم کا ایندھن ہے۔

اس کی مزید تاکید حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے،اس حدیث کا موضوع بھی خیر وشر ہی ہے،انہوں نے نبی ﷺ سے خیر وشر کے حوالے سے یوں بات کی تھی:

’’ہم شر اور جاہلیت میں تھے،اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیر عطا فرمادی،کیا اس خیر کے بعد دوبارہ شر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

انہوں نے پوچھا: کیا اس شر کے بعد دوبارہ خیر آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (پھر اس خیر کی وضاحت فرمائی)

انہوں نے پھر پوچھا: کیا اس خیر کے بعد پھر شر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اور وہ شر یہ ہے:

"دعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها"

’’یعنی دعوت دینے والوں کی کثرت ہوگی مگر وہ سب جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوکر (اپنے اپنے راستوں کی) دعوت دینگے،جو ان کی دعوت کو قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں ڈال دینگے‘‘[1]

"عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَطًّا بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: "هٰذَا سَبِيْلُ اللهِ مُسْتَقِيْمًا" ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطاً عَنْ يَّمِيْنِ ذٰلِكَ الْخَطِّ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَهٰذِهِ السُّبُلُ لَيْسَ مِنْهَا سَبِيْلٌ اِلاَّ عَلَيْهِ شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ" ثُمَّ قَرَأَ:

[1] صحیح بخاری: ۷۰۸۴

ںْ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ"[1]

’’کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھا خط کھینچا،اور فرمایا یہ اللہ کا سیدھا ستہ ہے، پھر اس خط کے دائیں اور بائیں بہت سے خطوط کھینچے، اور فرمایا کہ ان تمام ستوں پر شیطان بیٹھا اپنی دعوت دے رہا ہے، پھر آپ ﷺ نے اس آیتِ کریمہ کی وت فرمائی: ’’یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی اتباع کرو، اور دوسرے راستوں پر ت چلو ورنہ سیدھے راستے سے برگشتہ ہوجاؤ گے۔‘‘

حضراتِ سامعین! ان تمام نصوص سے بدعت اور بدعتی کے حوالے سے بہت سی باتیں منے آرہی ہیں، ایک یہ کہ بدعت شر الامور یعنی سب سے بدترین راستہ ہے، دوسری یہ کہ ت کی طرف دعوت دینے والا جہنم کے دروازے پر کھڑا ہے جو اپنے تمام پیروکاروں ے جہنم میں داخلے کا سبب بن رہا ہے، تیسری بات یہ کہ بدعت کی طرف دعوت دینے والا، ان نما شیطان ہے، جو اصل شیطان سے بدتر ہے؛ کیونکہ اصل شیطان کی تضلیل کا معاملہ ف وسوسے تک محدود ہے، کما قال رسول الله ﷺ "الحمد لله الذی رد ره إلى الوسوسة"[2]

ہر قسم کی حمد اللہ کیلئے جس نے اس (شیطان) کا معاملہ وسوسہ تک (محدود) ر دیا۔ جبکہ یہ شخص کھلم کھلی دعوت پیش کررہا ہے۔

بدعت یا بدعتی شخص کے بارے میں شریعت کے احکام اس قدر شدید ہونے کی وجہ یہ میں آتی ہے کہ بدعتی انسان اللہ تعالیٰ کی انتہائی روشن، واضح اور مکمل شریعت کے ہوتے

[1] مسند احمد (۲/۴۴۳۷، مسند ابنِ مسعود) مستدرک الحاکم (۲/۳۱۸)

[2] مسند احمد [illegible] السنن الکبریٰ [illegible]

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوئے نئی نئی چیزوں کی ایجاد واختراع کرتا ہے یا اپناتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا:

"قد ترکتکم علی البیضاء لیلها کنهارها لا یزیغ عنها بعدی إلا هالك من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا .فعلیکم بما عرفتم من سنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین .عضوا علیها بالنواجذ....الحدیث"[1]

"یعنی میں تمہیں ایک روشن اور چمکدار راستے پر چھوڑے جارہا ہوں، میرے بعد آنے والا جو شخص بھی اس سے برگشتہ ہوگا وہ تباہ وبرباد ہوجائے گا، میرے بعد تم بڑے اختلافات دیکھوگے، اس وقت تم پر ضروری ہوگا کہ (ہر چیز کو چھوڑ کر) میری اور خلفاء راشدین جو کہ ہدایت یافتہ ہیں کی سنت کو تھامے رہنا اور اسے اپنی داڑھوں میں دبائے رکھنا.....الحدیث"

گویا بدعت سب سے مذموم عمل ہے اور بدعتی انسان اللہ رب العزت کی شریعت کا باغی ہے، جو کسی مداہنت کا مستحق نہیں ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وکل خیر فی اتباع من سلف
وکل شر فی ابتداع من خلف

"یعنی سلف صالحین کی اتباع میں تمام تر خیر مضمر ہے جبکہ بعد میں آنے والوں کی بدعات ہر شر کا منبع ہیں"

اللہ تعالیٰ منہجِ سلف صالحین کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے اور بدعات وضلالات کے فتنے سے ہماری حفاظت فرمائے۔

[1] ابوداؤد:(۴۶۰۷) ترمذی:(۲۶۷۶) ابن ماجہ:(۴۳)

دورِ حاضر کا اہم ترین مسئلہ

حضراتِ سامعین! آج کے مسائل میں سے ایک انتہائی اہم مسئلہ یہ ہے کہ اہل بدعت ساتھ ہمارا تعلق کیسا ہونا چاہیے؟ یہ ایک اعتقادی مسئلہ بھی ہے، جو "الولاء والبراء" کے ان سے معنون ہے، جسے احادیث میں "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" جیسے جامع اظ سے تعبیر کیا گیا ہے، بلکہ ایک حدیث میں اسے "اوثق عری الإیمان" یعنی ایمان کا ب سے مضبوط کنڈا قرار دیا گیا ہے، جو لوگ عقیدۂ "الولاء والبراء" کا صحیح معنی میں اہتمام نے کی سعادت حاصل کرلیتے ہیں، انہیں اللہ رب العزت روزِ قیامت نور کے منبروں ٹھائے گا، اور ایک دوسری حدیث کے مطابق انہیں اتنا قرب عطا فرمائے گا کہ انبیاء اور داء انہیں دیکھ کر رشک کریں گے۔

اصولِ ایمان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قبولِ ایمان کے بعد سب سے اہم ذمہ ی یہی ہے کہ اپنے تعلقات پر نظرِ ثانی کی جائے اور توحید وسنت کے سچے حاملین سے ت کی جائے، جبکہ شرک وبدعت کی دلدل میں پھنسے لوگوں سے اظہارِ برأت جائے؛ کیونکہ ایسے لوگ اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی مول لیتے ہیں، قرآن کہتا ہے:

[لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ][1]

"جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی نے والا نہیں پاؤ گے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ ان کے ں) باپ، اولاد، (بہن) بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں"

[1] المجادلۃ:۲۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا اگر ایسے لوگوں سے دوستی رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی رکھتے ہوں تو اسے اپنے ایمان کی سلامتی کی فکر کرنی چاہیے۔

صحیح العقیدہ لوگوں کی محبت ومصاحبت ایک شرعی مطلوب بلکہ فریضہ ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"لا تصاحب إلا مؤمنا ولا يأكل طعامك إلا تقي"[1]

یعنی: "تم صحیح العقیدہ مؤمن کے علاوہ کسی کی مصاحبت اختیار نہ کرو اور تمہارا مال صرف پرہیزگار لوگ ہی کھائیں"

اس معنی میں رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے:

"المرء على دين خليله فلينظر أحدكم من يخالل"[2]

یعنی: "انسان اپنے دوست کے دین کو جلد اپنا لیتا ہے لہذا ہر شخص خوب چھان پھٹک کر دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے"

اہل بدعت سے اختلاط کے محرکات

"الولاء والبراء" ایسے اعتقادی مسئلہ میں آج لوگ بہت زیادہ تساہل بلکہ غفلت مجرمانہ کا شکار ہو چکے ہیں، اہل بدعت سے تعلقات کے حوالے سے شرعی قواعد وہدایات کو نظر انداز بلکہ پامال کیا جا رہا ہے، آج کے دور کا ایک فتنہ "حزبیتِ مذمومہ" اس کا ایک بہت بڑا محرک ہے، کچھ لوگ سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے اہل بدعت سے تعلقات استوار

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی صحبۃ المؤمن

[2] سنن ترمذی، کتاب الزھد

کرتے ہیں، کچھ کا مقصد حصولِ مال ودولت ہے، کچھ کا ہدف تکثیر سواد یعنی اپنے حلقۂ اثر کی تعداد ظاہر کر کے مختلف مفادات کی طلب ہے۔

بعض لوگ اھل بدعت سے تعلق ومحبت کا ثبوت اس طرح دیتے ہیں کہ ان کے مذعومہ قواعد اور مروجہ اصطلاحات کو پوری طرح اپنانے کی کوشش کرتے ہیں، دعوت الی اللہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج وطریق کی اتباع کی بجائے اھل بدعت کے طریق دعوت کے ساتھ اختیار کر لیتے ہیں۔

حضرات! مذکورہ تمام مطالب ومقاصد خطرناک ہیں، اس فکر کے حاملین، دعوت کا کام کر تو رہے ہیں لیکن ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل نہیں ہے، لہذا اہل بدعت کے سہارے کے متلاشی رہتے ہیں، حالانکہ ایک داعیٔ حق کا سب سے قیمتی اثاثہ، تعلق باللہ، توکل علی اللہ اور منہج انبیاء کے ساتھ وفاداری ہے، جبکہ مال ودولت اور دیگر ظاہری وسائل کی محض ثانوی حیثیت ہے، مگر اُن کے حصول کیلئے لوگ شب وروز دوڑتے پھر رہے ہیں اور دروغ گوئی و کذب بیانی جیسے کبائر کے مرتکب ہو کر پیسہ اکٹھا کرنے میں مصروف ہیں، بلکہ کچھ کے بارہ میں تو معلوم ہوا ہے کہ وہ گیارہویں والے پیر کے نام کا پیسہ بھی لے لیتے ہیں تا کہ جہاد جیسے مقدس اور باغیرت فریضہ پر خرچ کر سکیں، فإنا للہ وإنا إليه راجعون۔

اہل بدعت کے ساتھ تعلق ومحبت کی سب سے خطرناک صورت وہ ہے جس کے مظاہر عمومی ہوں، یعنی وہ عامۃ الناس کو دکھائی دے: مثلاً: ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا، انہیں اپنے اسٹیجوں پر دعوت دینا، ان سے تقاریر کروانا، ان کے مضامین کو اپنے مجلات میں شائع کرنا اور اپنے بک اسٹالوں پر ان کی کتب فروخت کرنا، یہ وہ عمومی مظاہر ہیں جو عامۃ الناس کیلئے دھوکہ دہی اور تضلیل کا باعث بن سکتے ہیں۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں اس خطبۂ صدارت کے ذریعے اپنے دوستوں اور بالخصوص نوجوانوں کو ہ م
پر سلفی غیرت، تمیز، تمحیص، تزکیہ اور تصفیہ کے منہج پر قائم رہنے کی نصیحت کرتا ہوں...
نبی ﷺ کی تعلیم وتربیت ہے اور یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے
اتباع کا منہج ہے، اس منہج کے ساتھ وفاداری ہی حقیقی کامیابی ہے، مال وزر ہو یا نہ
ہو اور لوگوں کی حمایت حاصل ہو یا نہ ہو۔ ہمیں سچی توحید، اخلاصِ نیت اور رسول اللہ ﷺ
کی سنت کی متابعت کے حصول کی بھرپور کوشش کرنی ہے اور یہ یقینِ کامل اپنانا ہے کہ فلاح
وسعادت کا یہی پروگرام ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

اہل بدعت سے تعلق، آیات واحادیث میں ممانعت

اہلِ بدعت کے ساتھ تعلق کے حوالے سے سلف صالحین کے بے شمار اقوال ہمارے سامنے موجود ہیں، جو ہمارے لئے انتہائی درجہ لائقِ عمل ہیں اور دعوتی زندگی میں مشعل راہ ہیں، یہ مبارک اقوال وہ علمِ نافع ہے جو درحقیقت شرعی نصوص سے ماخوذ ہے، چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب مقدس میں اہلِ بدعت سے اجتناب وابتعاد کا اصلِ عظیم بیان فرمادیا ہے:

[وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭوَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ] [1]

’’اور جب ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان

[1] الانعام: ٦٨

لا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالموں کے ساتھ مت بیٹھیں‘‘

اللہ تعالیٰ کی آیات میں عیب جوئی کرنے والے اہلِ بدعت ہی ہیں، لیث بن ابی سلیم،
فر جو علماء تابعینؒ میں سے ہیں کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

’’اہلِ خصومات (مبتدعین) کے ساتھ مت بیٹھو، یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں
ب جوئی کرتے ہیں‘‘ [1]

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ
فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰي يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
مِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا] [2]

’’اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ جب تم کسی مجلس
ں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں
کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی
وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے
ہے‘‘

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ’’یہ آیت اہلِ بدعت کے بارہ میں
ل ہوئی ہے‘‘ [3]

[1] تفسیر طبری: ۷/۲۲۹
[2] النساء: ۱۴۰
[3] الإبانة لابن بطة: ۲/۴۳۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یہی اصلِ عظیم رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ سے حاصل ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہر خطبہ میں بدعت کو سب سے بدترین امر، ضلالت اور جہنم کا ایندھن فرمایا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کی معروف حدیث:

"من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد"[1]

اور دوسری حدیث:

"من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد"[2]

اس امر پر دال ہیں کہ بدعت اور اہلِ بدعت دونوں مردود ہیں، اس کے علاوہ "کتاب الشریعۃ" للآجری میں بسند حسن، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی موجود ہے:

"من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الدين"[3]

یعنی: "جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے دین کی عمارت کو ڈھا دینے کی کوشش کی"

علاوہ ازیں ذوالخویصرۃ کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی اہلِ بدعت سے اجتناب وتحذیر پر دلالت کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

"إنه سيخرج من ضئضئ هذا قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم فيقرؤون القرآن لا يجاوز حلوقهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية...الحديث"[4]

---

[1] صحیح بخاری

[2] صحیح مسلم

[3] المعجم الأوسط، الرقم: ٦٧٧٢

[4] صحیح بخاری: ٣٦١٠ صحیح مسلم: ٢٤٨٢

یعنی "عنقریب اس کی نسل میں سے ایک قوم برآمد ہوگی جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے، وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے......الحدیث"

اہل بدعت سے صحابہ کی نفرت

اسی عظیم اصل کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنائے رکھا، عبداللہ بن عمر ؓ سے جب ایک بدعتی فرقہ قدریہ کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا تھا:

"فإذا لقيت أولئك فأخبرهم أني بريء منهم وأنهم برآء مني"[1]

یعنی: "جب تم ان سے ملو تو انہیں بتادو کہ میں ان سے اور وہ مجھ سے لاتعلق ہیں"

یہی عبداللہ بن عمر اپنی عمر کے آخری دور میں جب کہ بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ نابینا بھی ہوچکے تھے، اپنے شاگرد مجاہد کے ساتھ ایک مسجد میں نماز ادا کرنے گئے، مسجد کے مؤذن نے اذان کے بعد تثویب کی تو مجاہد سے فرمایا:

"أخرج بنا فإنها بدعة"

عبداللہ بن عباس ؓ فرمایا کرتے تھے:

"لا تجالس أهل الأهواء فإن مجالستهم ممرضة للقلوب"[2]

یعنی: "اہلِ بدعت کے ساتھ مت بیٹھو؛ کیونکہ ان کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار کردیتا ہے"

عطاء تابعی نے جب عبداللہ بن عباس ؓ سے قدریہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں

---

[1] صحیح مسلم: ٨

[2] الإبانة ج ٢/٤٣٨

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان:

[ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۝ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ] [1]

قدریہ ہی کے بارے میں نازل ہوا ہے، یہ اس امت کے بدترین لوگ ہیں، ان کے بیماروں کی عیادت نہ کیا کرو، ان کے مُردوں کا جنازہ نہ پڑھا کرو، اگر مجھے ان میں سے کوئی شخص دکھائی دیا تو میں اپنی ان دو انگلیوں سے اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ دونگا'' [2]

اہل بدعت سے تابعین وائمہ کی نفرت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور ائمہ ہدایت رحمہم اللہ بھی اسی منہج پر قائم رہے، چنانچہ ابوقلابۃ کا قول ہے:

"لا تجالسوا أهل الأهواء ولا تجادلوهم، فإني لا آمن أن يغمسوكم في ضلالتهم أو يلبسوا عليكم ما تعرفون" [3]

یعنی: ''اہلِ بدعت کے ساتھ مت بیٹھو اور نہ ہی ان کے ساتھ جھگڑا کرو مجھے خطرہ ہے کہ وہ تمہیں اپنی گمراہی میں نہ ڈبو دیں یا کم از کم تمہارے علم میں تشکیک وتلبیس نہ داخل کردیں''

عمرو بن قیس الملائی کا قول ہے:

"لا تجالس صاحب زيغ فيزيغ قلبك" [4]

یعنی: ''کجرو شخص کے ساتھ مت بیٹھو، ورنہ تمہارا دل بھی کجروی کا شکار ہو جائے گا''

[1] القمر: ۴۹،۴۸

[2] شرح السنة لالكائي ۲/۷۱۲

[3] سنن دارمی ۱/۱۲۰، شرح السنة لالكائي ۱/۱۴۴

[4] الإبانة: ۲/۴۳۶

امام ابراہیم نخعی فرمایا کرتے تھے:

"لا تجالسوا أهل الأهواء فإن مجالستهم تذهب بنور الإيمان من القلوب و تسلب محاسن الوجوه وتورث البغضة في قلوب المؤمنين" [1]

یعنی: ''بدعتیوں کے ساتھ مت بیٹھو؛ کیونکہ ان کے ساتھ بیٹھنا دلوں سے نورِ ایمانی چھین لیتا ہے، چہروں کی رونق سلب کر دیتا ہے، اور دلوں میں بغض پیدا کر دیتا ہے''

اسی معنی میں امام مجاہد، اسماعیل بن عبداللہ اور مفضل بن مہلہل کے اقوال منقول ہیں، بلکہ مفضل بن مہلہل فرمایا کرتے تھے: ''جب تم کسی بدعتی کے ساتھ بیٹھو گے تو وہ پہلے دن تم سے اپنی بدعت ذکر نہیں کرے گا تاکہ تم اسے چھوڑ نہ دو، بلکہ وہ پہلے پہل تمہیں صحیح احادیث سنائے گا اور جب تم مانوس ہو جاؤ گے تو اپنی بدعت تم پر داخل کردے گا، جو تمہارے دل میں چپک جائے گی اور کبھی نکل نہ سکے گی'' [2]

اسی لئے حسن بصری اور محمد بن سیرین رحمہما اللہ اہلِ بدعت کے ساتھ اختلاط اور مجادلہ کے ساتھ ساتھ ان کی باتیں سننے سے بھی روکا کرتے تھے'' [3]

امام احمد بن حنبل بدعتیوں سے مجالست اور مخالطت سے منع فرمایا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ فرمایا کرتے تھے: ''ان کے ساتھ مانوس ہونا بھی جائز نہیں ہے''

ثابت بن عجلان کا کہنا ہے:

''میں نے انس بن مالک، سعید بن مسیب، حسن بصری، سعید بن جبیر، عامر

[1] الإبانة: ۲/۴۳۹

[2] الإبانة: ۲/۴۴۴

[3] الإبانة ۲/۴۴۴، شرح السنة ۱/۱۳۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الشعبی، ابراہیم النخعی، عطاء بن ابی رباح، طاؤس، مجاہد، عبداللہ بن ابی ملیکہ، زہری، مکحول، قاسم ابوعبدالرحمن، عطاء الخراسانی، ثابت البنانی، حکم بن عتیبہ، ایوب السختیانی، حماد، محمد بن سیرین، ابوعامر، یزید الرقاشی اور سلیمان بن موسیٰ جیسے جلیل القدر ائمہ کو پایا ہے، یہ سب اہلِ بدعت کے ساتھ بیٹھنے سے روکا کرتے تھے“ [1]

امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”إیاکم وأصحاب الرأی فإنهم أعداء السنة“ [2]

یعنی: ”اہل الرأی سے بچ کر رہو؛ کیونکہ وہ سنت کے دشمن ہیں“

امام مالک رحمہ اللہ جو امام دارالہجرۃ کے لقب سے ملقب ہیں کی اہلِ بدعت سے نفرت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب ایک شخص نے ان سے اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کی کیفیت کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا استواء علی العرش معلوم ہے، لیکن استواء کی کیفیت مجہول ہے، اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، جب کہ کیفیت کا سوال کرنا بدعت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تم بدعتی ہو۔“

پھر اس شخص کو اپنی مجلس سے نکال دیے جانے کا حکم دیا۔ [3]

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اہل بغداد کا ایک شخص ابوبکر المغازلی (جو جہم بن صفوان کی رائے رکھتا تھا) امام اہل السنۃ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سلام کرنے کی غرض سے آیا، امام احمد بن حنبل نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا: ”یہاں سے دور ہو جاؤ اور آئندہ

[1] شرح السنة لالکائی ۱/۱۳۳

[2] مناقب مالک للزواوی ص ۱۴۸

[3] مناقب مالک للزواوی ص ۱۴۴

میرے دروازے پر نظر نہ آؤ، تمہارے ساتھ تو وہ سلوک ہونا چاہئے جو امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبیغ کے ساتھ کیا تھا“

یہ کہکر دروازہ بند کرلیا اور اپنے گھر داخل ہوگئے۔ [1]

حضرات! اس معنی میں ائمہ سلف سے جو اقوال مروی و منقول ہیں اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو یہ محسوس ہوگا کہ علماء و محدثین کا بدعت و اہلِ بدعت کے ترک پر اجماع تھا۔

عبدالرحمن بن ابی الزناد فرماتے ہیں:

”ادرکنا أهل الفضل والفقه من خیار أولیة الناس یعیبون أهل الجدل والتنقیب والأخذ بالرأی أشد العیب، وینهوننا عن لقائهم، ومجالستهم، ویحذروننا مقاربتهم أشد التحذیر، ویخبروننا أنهم علی ضلال، وتحریف کتاب الله وسنن رسوله ﷺ... الخ“ [2]

یعنی: ”ہم نے صفِ اول کے فضلاء و فقہاء کو اہلِ بدعت اور اہل الرأی پر بڑی شد و مد سے عیب لگاتے دیکھا ہے، وہ ہمیں ان سے ملنے جلنے، ان کے ساتھ بیٹھنے اور ان کے قریب جانے سے سختی سے روکا کرتے تھے اور ہمیں بتایا کرتے تھے کہ یہ گمراہ لوگ ہیں اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ میں تحریف جیسے فعلِ شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں...... الخ“

قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

”إن لله ملائکة یطلبون حلق الذکر، فانظر مع من یکون مجلسك، لا یکون

[1] مسائل امام احمد ص ۲۵۵

[2] الابانة ۲/۵۳۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مع صاحب بدعة. فإن الله تعالیٰ لا ینظر إلیھم. وعلامة النفاق أن یقوم الرجل ویقعد مع صاحب بدعة. وأدرکت خیار الناس کلھم أصحاب سنة وھم ینھون عن أصحاب البدعة" [1]

یعنی: ''اللہ تعالیٰ کے فرشتے مجالسِ علم تلاش کرتے رہتے ہیں؛ لہٰذا تم اچھی طرح دیکھا کرو کہ تمہاری مجلس کس کے ساتھ ہے، کسی بدعتی کے ساتھ نہ ہو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ بدعتیوں کی طرف نہیں دیکھتا، اہلِ بدعت کے ساتھ بیٹھنا نفاق کی علامت ہے، میں نے بڑے بڑے محدثین کو پایا ہے وہ سب کے سب اہلِ بدعت کے ساتھ مجالست ومخالطت سے روکا کرتے تھے۔''

قاضی فضیل بن عیاض کا اہلِ بدعت سے نفرت کے تعلق سے بہت سخت موقف تھا، اس حوالے سے ان کی طرف سے بڑے نفیس اقوال منقول ہیں:

فرماتے ہیں: ''اہلِ بدعت کے ساتھ بیٹھنے والا سنت سے خالی ہوتا ہے''

نیز فرماتے ہیں: ''اہلِ بدعت کے ساتھ مت بیٹھو، مبادا تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نہ برس پڑے''

نیز فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ، بدعتی سے محبت کرنے والے کے عمل برباد کر دیتا ہے اور اسلام کا نور اس کے دل سے نکال دیتا ہے''

نیز فرماتے ہیں: ''مجھے یہودی اور نصرانی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پسند ہے بدعتی کے ساتھ نہیں، اور میری یہ خواہش ہے کہ میرے اور بدعتی شخص کے درمیان لوہے کا ایک مضبوط قلعہ

[1] حلیة الأولیاء: ۸/۱۰۴

حائل ہو'' [1]

اس کے علاوہ بہت سے محدثین مثلاً: امام احمد بن حنبل، امام اسماعیل بن یحیٰ المزنی، امام ابوزرعہ الرازی، اور امام ابوحاتم الرازی وغیرہ سے بھی، اہلِ بدعت کے ترک کے حوالے سے علماء ومحدثین کے اجماع کا قول منقول ہے۔ آخر الذکر دونوں محدثین تو فرماتے ہیں: کہ اس مسئلہ پر ہم نے حجاز، عراق، شام اور یمن کے تمام علماء کو متفق پایا ہے۔ تفصیل کیلئے "الإبانة لابن بطة"، "الشریعة للآجری" اور "شرح السنة للبربھاری" ملاحظہ ہو۔

امام ابن بطہ رحمہ اللہ نے بہت عمدہ اور مفصل کلام فرمایا ہے، ان کے کلام کے کچھ حصے انتہائی اختصار کے ساتھ ذکر کرتا ہوں:

فرماتے ہیں: ''اپنے دین کے بارے میں کسی بدعتی سے مشورہ نہ کیا کرو، نہ ہی اس کے ساتھ سفر کرو، اور نہ ہی اس کا پڑوس اختیار کرو۔''

مزید فرماتے ہیں: ''سنت یہی ہے کہ اہلِ بدعت سے پہلوتہی برتی جائے بلکہ جو اہلِ بدعت سے دوستی رکھتا ہو یا ان کی مدد کرتا ہو یا ان کا دفاع کرتا ہو خواہ وہ بظاہر سنت پر قائم دکھائی دیتا ہو، اسے بھی یکسر چھوڑ دیا جائے۔''

علماء کے ان اقوال کا مستند رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے، جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ارشاد فرمایا:

"الأرواح جنود مجندة فما تعارف منھا إئتلف وما تنا کر منھا إختلف" [2]

[1] الإبانة: ۲/۴۶۰ شرح السنة للبربھاری ص: ۱۳۸...۱۳۹

[2] صحیح بخاری: ۳۳۳۶ صحیح مسلم: ۲۶۳۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی: ''روحیں بیرکوں میں بند لشکروں کی طرح ہیں، جو وہاں متعارف ہوگئیں ان میں دنیا میں آکر الفت پیدا ہو جاتی ہیں اور جو متناکر ہوگئیں ان میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے''[1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''انسان جس کے ساتھ چلتا پھرتا اور بیٹھتا ہے، اسی جیسا ہو جاتا ہے اور اسی کی محبت اپنا لیتا ہے''

ابودرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''آدمی کا کسی کے ساتھ چلنا، کسی کے پاس جانا، کسی کے پاس سے آنا اور کسی کی صحبت میں بیٹھنا اس کی سمجھ کو ظاہر کرتا ہے''

امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے: ''کسی شخص کا بدعتی کو سلام کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے''

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا: میرے گھر کا کوئی فرد کسی بدعتی سے ملتا جلتا ہو تو کیا میں اس سے بات کرنا چھوڑ دوں؟ فرمایا: نہیں، اسے بتاؤ کہ جس سے تم ملتے ہو وہ بدعتی ہے، اس کے باوجود اگر وہ اس سے ملے تو اسے اسی کے ساتھ ملادو (یعنی وہ بدعتی ہے) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: کہ ''انسان اپنے دوست جیسا ہی ہے''

امام احمد بن حنبل اور عمرو بن قیس الملائی دونوں کا قول ہے: ''کسی نوجوان کا آغاز اگر اہل السنۃ کے ساتھ ہو تو اس کی استقامت کے تعلق سے اچھی امید رکھو اور اگر اہلِ بدعت کے ساتھ ہو تو اس سے مایوس ہو جاؤ کیونکہ نوجوان پہلے تعلق پر ہی استوار پاتا ہے'' اسی سے ملتا جلتا قول عظیم محدث ایوب السختیانی رحمہ اللہ کا ہے: ''ایک نوجوان کی سب سے بڑی

[1] طبقات الحنابلة: ۱/۱۹۶

سعادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کسی عالمِ اہل السنۃ کی صحبت عطا فرما دے''

بہت سے علماءِ متاخرین مثلاً: امام ابن ابی زمنین، ابومنصور معمر بن احمد، ابوعثمان صابونی، قاضی ابویعلی، ابن عبدالبر، ابومظفر السمعانی، امام بغوی، ابن قدامۃ، ابوالعباس قرطبی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بھی علماءِ اہل السنۃ کا اہلِ بدعت کے ترک پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام بغوی نے تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے: کہ نبی ﷺ نے اسی احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحابہ کرام کو ان سے بات تک کرنے سے منع فرما دیا تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرنے کی خبر دی تو بات کرنے کی اجازت دی۔

ابومظفر السمعانی کی تحریر سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ سلف صالحین اہلِ بدعت کو دیکھنے کے بھی روا نہیں تھے۔

حضرات! ہمارے اس موضوع کے تعلق سے علماءِ کرام کے مزید اقوال بیان ہو سکتے ہیں لیکن یہ مختصر خطبہ مزید بیان کا متحمل نہیں ہے، میں اس موقعہ پر شیخ خالد بن ضحوی الظفیری حفظہ اللہ کا ذکر خیر ضرور کرنا چاہوں گا جنہوں نے ''اجماع العلماء علی الهجر والتحذیر من أهل الأهواء'' نامی کتاب لکھی اور حقیقۃً اس موضوع کا حق ادا کر دیا، اگر فراغت میسر آئی تو مکمل کتاب کا ترجمہ پیش خدمت کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آخر میں آپ تمام احباب سے اس عظیم منہج پر قائم رہنے کی درخواست کروں گا، مکمل اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ۔ یہ بات نوٹ کر لیجیے کہ اہلِ بدعت کے ساتھ تعلقِ عداوت کے علاوہ کسی تعلق یا محبت کا کوئی جواز نہیں ہے، ان کے وسائل، ان کا پیسہ، ان کی

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عددی نفری، ان کی اصطلاحات، ان کے اصول وقواعد یا ان کی کسی قسم کی ہمدردی میں دنی خیر و برکت نہیں ہے، نہ ہی اقامتِ دین جیسے مبارک مشن کیلئے ان کا کوئی احتیاج ہے:

[يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ][1]

علمِ نافع اور عملِ صالح جیسے مبارک قواعد پر توجہ مرکوز رکھیئے، علماءِ کرام جو توحید وسنت کے زیور سے آراستہ ہوں، سے رابطہ استوار کیجئے اور قائم رکھیئے اور وہ اجتماعی پلیٹ فارم جو شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ نے ہمیں عنایت فرمایا اس پر قائم رہتے ہوئے دعوت وجہاد کے مشن کو آگے بڑھائیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وأهل طاعته اجمعين

OOOOOOOOOOOO

[1] المائدة: ۵۴

صدارتی خطبہ

(2009ء)

زندگی بسر کرنے کے سنہری شرعی اصول

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه، ونستغفره. ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعما لنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلاهادي له ،وأشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له. وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴿۱۰۲﴾ (آل عمران:۱۰۲)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴿۱﴾ (النساء: ۱)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۚ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴿۷۱﴾ (الاحزاب:۷۰،۷۱)

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار.

شرکاء کانفرنس کی حوصلہ افزائی

محترم بزرگو! دوستو! اور نوجوان عزیز ساتھیو اور بھائیو!

بفضل اللہ وتوفیقہ، آج خطبۂ جمعۃ المبارک سے ہماری اس عظیم الشان کانفرنس کا آغاز ہو چکا ہے، آپ حضرات کا اس کثیر تعداد میں تشریف لانا ہماری حوصلہ افزائی کا باعث بنا ہے، جب کہ آپ کا یہ شوق وذوق ایک انتہائی شاندار اور تابناک دعوتی مستقبل کا غماز ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے کہ یہاں ہم اکٹھے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر! اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے! دوسرے کسی مقصد کیلئے نہیں، یہ وہ ارفع واعلیٰ مقصد ہے جس کی خاطر محض مل لینا اور ملاقات ہی کر لینا بہت بڑی سعادت ہے؛ کیونکہ ایک حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وجبت محبتي للمتزاورين في"[1]

میری محبت ان بندوں کیلئے واجب ہو جاتی ہے۔ جو میرے لئے ملتے ہیں، ملاقات کرتے ہیں، ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، صرف میرے لئے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا تو اس مقصد کیلئے خالی مل ہی لینا اور اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھ ہی لینا بہت بڑی سعادت ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ایسے بندوں کیلئے میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔ یہ دینِ اسلام کی سماحت ہے اور یہ دینِ اسلام کی وہ بہار ہے جو ہمیں ایسے موقعوں پر حاصل ہوتی رہتی ہے اس کو اللہ رب العزت کی توفیق قرار دینا چاہئے اور اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھنا چاہئے۔

انسانی زندگی کی دو حیثیتیں

عزیز ساتھیو! یہ جو انسان کی زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں ایک ہے انفرادی زندگی اور دوسری اجتماعی زندگی۔

انفرادی زندگی یہ ہے کہ ایک شخص یا ایک نوجوان جماعت سے لاتعلقی اختیار کر کے الگ تھلگ ہو جائے اور الگ کام کرنے کو ترجیح دے، یہ زندگی پسندیدہ زندگی نہیں ہے؛

[1] مؤطا امام مالک، رقم الحدیث: ۳۵۰۷، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: ۵۷۹۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے "ید اللہ علی الجماعة" "اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے" فرما
اجتماعی حیثیت کو بابرکت قرار دیا ہے، جو انفرادی زندگی کی بھرپور نفی اور مذمت کو متضمن
ہے، پھر ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے انفرادی زندگی بسر کرنے والے کو اس بکری
سے تشبیہ دی ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو جائے، ایسی بکری جلد ہی کسی بھیڑیے کی درندگی
کا شکار ہو کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اور اس میں استعمال ہونے والی انتہائی جامع مثال اس نوجوان کیلئے انتہائی غور طلب ہے، جو کسی بھی وجہ سے انفرادی زندگی بسر کر رہا ہے، اس کا یہ انفرادی عمل خواہ دین اور اس کی دعوت کے سلسلے ہی میں کیوں نہ ہو، بہت سے خطرات ونقصانات کا باعث ہو سکتا ہے، ایک تو بمطابق حدیث مذکورہ بھیڑیے کی طرح جو تنہا بکری پر بآسانی دست درازی پر کامیاب ہو سکتا ہے، یہ شخص شیطان کے حملوں اور نشانوں کا بآسانی شکار ہو سکتا ہے۔

تنہا زندگی بسر کرنے والے کی ہر سوچ اور پھر ہر عمل اور ہر جدوجہد پر اس کی تنہا زندگی کا پورا پورا رنگ اور اثر ہوگا، جو کبھی درست ہوگا اور کبھی انتہائی غلط، لیکن وہ اپنی ہر سوچ اور جدوجہد کو صحیح قرار دیتا رہے گا، خواہ وہ حقیقت میں غلط ہی کیوں نہ ہو، اللہ رب العزت نے درج ذیل فرمان میں بہت سے افراد پر رد کے ساتھ ساتھ اس فرد پر بھی رد موجود ہے:

[قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝][1]

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر اس شخص کو سب سے بڑے خسارے میں مبتلا بیان

[1] الکہف: ۱۰۳۔۱۰۴

ا گیا ہے جو یہ سمجھ کر عمل کرتا ہے کہ میں بالکل ٹھیک کر رہا ہوں۔

اجتماعی زندگی میں اس قسم کے خطرات لاحق نہیں ہوتے، یہاں تو رسول اللہ ﷺ کے
مان: "الدین النصیحة" کے مطابق، خیر خواہی کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ ایک
سری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مؤمن کو دوسرے مؤمن کا آئینہ قرار دیا ہے،
ں حدیث میں بھی اجتماعی عمل کی فضیلت واہمیت کا اظہار ہوتا ہے، بھلا انفرادی زندگی میں
شخص کو آئینہ کون دکھا سکتا ہے، یہ تو اجتماعی زندگی ہی میں ممکن ہے۔

انفرادی زندگی بسر کرنے والا اپنی ہر رائے، ہر کوشش اور ہر جدوجہد سے مطمئن بلکہ
ں ہوتا ہے، اور دوسروں کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، جبکہ یہ خطرناک روش، علاماتِ
مت میں سے ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں قیامت کی بہت سی
مات کے ضمن میں ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی:

"واعجاب کل ذی رأی برأیه"[1]

یعنی: قربِ قیامت ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے گا اور اسی پر قائم رہنے کی کوشش
لگا رہے گا۔

یہ ناپسندیدہ روش وہی شخص اپنا سکتا ہے، جس کی زندگی پر جماعتی رنگ نہ ہو، بلکہ وہ
نے اعمال وجہود صرف کرنے میں اکیلے پن کا شکار ہو چکا ہو؛ کیونکہ اجتماعی زندگی تو باہمی
ت اور تمام امور میں مشاورت پر قائم ہوتی ہے، پیش آمدہ مسائل میں علماء کرام سے
ع کا ہر وقت امکان موجود رہتا ہے اور نتیجۃً اصلاح وسداد کی سعادت ہمہ وقت میسر رہتی
:

[1] ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۳۴۳، ترمذی، رقم الحدیث: ۳۳۳۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قولہ تعالیٰ:[فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝] [1]

''پس اہل ذکر (قرآن وحدیث کا علم رکھنے والوں) سے سوال کرو، اگر تمہارے پاس علم نہیں''میں اللہ تعالیٰ کا اَمر بہت سی حکمتوں اور بھلائیوں کو ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ نیز اس اَرفع مقصد کے حصول کیلئے اھل الذکر کا انتخاب بھی انتہائی قیمتی مصالح پر مشتمل ہے،علماءِ کرام کی طرف چند قدم چل کر جانا ہی موجبِ سعادت ہے اور وہ سفر خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، جنت کا سفر قرار پاتا ہے؛ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام : "من سلك طریقا یلتمس فیه علما سلك الله له به طریقا إلی الجنة" [2]

یعنی:''جو شخص حصولِ علم کی راہ پر چلتا ہے،اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہ پر چلا رہا ہوتا ہے''

حضرات! یہ حدیث جہاں طلبِ علم کی فضیلت پر مشتمل ہے وہاں اجتماعی طریق کی اہمیت پر بھی بڑی واضح دلالت پیش کررہی ہے؛ کیونکہ طلبِ علم کا سب سے محکم طریق علماء کرام کے ساتھ اجتماع واختلاط ہے،محض کتب بینی سے علم حاصل نہیں ہوتا،جن لوگوں نے حصولِ علم کیلئے اپنی انفرادی زندگی سے مجبور ہوکر صرف کتابوں پر ارتکاز کیا وہ ہمیشہ تاریک ترین گمراہیوں کی دلدل میں دھنستے چلے گئے،اپنی مرضی کا فہم حاصل کرکے(جس میں غلطی اور صحت دونوں امکان موجود رہتا ہے)اکثر خود بھی گمراہی مول لے لی اور بہت سوں کی گمراہی کا بھی سامان پیدا کردیا،واللہ المستعان والیه المشتكى.

اس حدیث میں طلبِ علم کی جس راہ پر چلنے کا ذکر ہے،اس سے مراد "المشي بالأقدام" یعنی قدموں سے چل کر علماء کے پاس جانا ہوسکتا ہے،یہ چلنا انتہائی بابرکت

[1] النحل:۴۳

[2] ترمذی،الرقم:۲۸۵۸

ہے،نبی ﷺ کی ایک حدیث سے یہ فضیلت بھی حاصل ہوتی ہے کہ جو اللہ کی راہ میں چل کر کہیں جائے اور اس کے قدم غبار آلود ہوجائیں تو ان قدموں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی۔

اَمیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنے عموم پر رکھتے ہوئے اسے کتاب الجمعۃ میں ذکر فرمایا ہے اور اس ثواب کو جمعہ کے خطبہ اور نماز کی ادائیگی کیلئے چل کر جانے پر منطبق کیا ہے۔

حضرات سامعین! مذکورہ حدیث میں طلبِ علم کیلئے کسی راہ پر چلنے کا ایک دوسرا معنیٰ بھی مراد لیا گیا ہے،اور وہ یہ ہے کہ اس منہج کو اختیار کرنا جو حصولِ علم کیلئے شریعت نے پیش کیا اور جس پر ہمارے سلف صالحین ،ائمۂ اُمت اور محدثینِ کرام چلتے رہے اور اس منہج کے بنیادی اصولوں میں اجتماعیت ایک ٹھوس حقیقت کے طور پر سامنے آتی ہے۔

اجتماعی زندگی کے فوائد

اجتماعی زندگی کے دیگر بہت سے فوائد ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ملاقاتیں اور زیارتیں کرنا۔ایک حدیثِ قدسی کے مطابق ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہوجاتی ہے،رسول اللہ ﷺ کا بیان کردہ وہ واقعہ کسے یاد نہیں ہوگا،جس میں ایک شخص کے کہیں چل کر جانے کا ذکر ہے،اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو انسانی شکل میں کھڑا کردیا،اس فرشتے نے اس سے پوچھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟جواب دیا کہ سامنے بستی میں اپنے ایک بھائی سے اللہ کی رضا کیلئے ملنے جارہا ہوں،تو اس فرشتے نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت اور داخلۂ جنت کی خوشخبری دی۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی زندگی کا ایک اور فائدہ مساجد کی طرف نماز باجماعت اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے جانا ہے، جس کے بہت سے ثمرات ہیں، ایک ثمرہ یہ ہے کہ جماعت سے ادا کی گئی ایک نماز ستائیس گنا بڑھ جاتی ہے۔ احادیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ چالیس نمازیں متواتر باجماعت ادا کرنے والا نفاق کی تہمت سے بری ہوجاتا ہے، جبکہ مسلسل تین جمعے چھوڑنے والے شخص پر نفاق کی مہر ثبت کردی جاتی ہے۔

ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جو لوگ جماعتی زندگی سے کٹ کر انفرادی منہج کو اپنا لیتے ہیں وہ مساجد سے بھی دور ہوجاتے ہیں اور نتیجۃً ان تمام فوائد وثمرات سے محروم ہوجاتے ہیں۔

ایک بیمار بھائی کی بیمار پرسی بھی اجتماعی زندگی کا رنگ ہے، حدیث میں آتا ہے کہ بیمار پرسی کیلئے جانے والا درحقیقت جنت کے باغیچوں میں چل رہا ہوتا ہے، فرشتے اس کے قدم گنتے ہیں اور ہر قدم پر دعائیں دیتے ہیں۔

کسی بھائی کے فوت ہونے پر اس کے جنازے میں شرکت کا اجر ایک قیراط ہے، جبکہ تدفین میں شریک ہونے پر دوسرا قیراط حاصل ہوجاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سب سے چھوٹا قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے، اس فضیلت کا حصول بھی اجتماعی زندگی کا رہینِ منت ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

انہی فضائل وثمرات ونتائج کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ کے فرمان:

"يد الله على الجماعة"[1]

''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے'' کی حقیقت مزید آشکارا ہوتی ہے، جماعت پر اللہ تعالیٰ کا

[1] مرعاۃ المفاتیح ۱/۲۸۰

ہاتھ ہوتا ہے، جو اللہ رب العزت کی نصرت، تائید اور فضل ورحمت کے حصول کی بڑی واضح علامت ہے، اور جسے اللہ رب العزت کی نصرت وتائید حاصل ہوجائے وہ کبھی نامراد ناکام نہیں ہوسکتا۔ اور ناکامی ونامرادی تو اس شخص کا مقدر ہے جو اللہ رب العزت کی نصرت وتائید سے محروم ہوجائے، اور کیونکہ یہ نصرت اور تائید جماعت کیلئے ہے لہذا انفرادیت کا شکار شخص اس سے یکسر محروم ہے، یا نہ صرف یہ کہ محروم ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ محاذیر ومنہیات کا ارتکاب شروع ہوجاتا ہے، مثلاً: غیبت، بدگمانی، چغلی، تجسس تحسس، حسد، بغض، تحقیر، تکفیر اور تفریق بین الناس وغیرہ، اور یہ سب وہ امورِ محرمہ ہیں جنہیں کبائر میں شمار کیا گیا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ کبائر کا مرتکب اگر توبہ کرکے اپنے معاملات کو صاف نہ کرلے تو وہ دنیا میں مستحقِ لعنت اور آخرت میں مستحقِ عذابِ الیم قرار پاتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ مذکورہ تمام گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے، جن میں ملوث انسان کی گردن اسی صورت آزاد ہوگی، جب متعلقہ حقدار شخص معاف کرکے راضی ہوجائے، اور اس کے راضی ہونے کی اولین صورت یہ ہے کہ حق تلفی کرنے والے شخص کی نیکیاں حقدار کو دے دی جائیں اور حق دار کے گناہ حق تلفی کرنے والے کے سر تھوپ دیئے جائیں۔

چند خطرناک گناہ اور ان پر وارد وعید

ان گناہوں کی وعید کے تعلق سے کچھ احادیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابي هريرة رضي الله عنه أنه سمع النبي ﷺ يقول: ان العبد ليتكلم بالكلمة ما يتبين فيها يزل بها الى النار أبعد مما بين المشرق والمغرب.[1]

[1] بخاری، الرقم: ۶۴۷۷، مسلم، الرقم: ۲۹۸۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بندہ بسا اوقات بلا سوچے سمجھے کوئی ایک بات ایسی کہہ دیتا ہے کہ اس کے سبب سے مشرق ومغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ دور جہنم میں گر جاتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: ان العبد لیتکلم بالکلمۃ من رضوان اللہ تعالیٰ مایلقی لھا بالا یرفعہ بھا درجات، وإن العبد لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ تعالیٰ لایلقی لھا بالا یھوی بھا فی جھنم۔[1]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ایک بول بے خیالی میں بول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایک بول بے خیالی میں بول جاتا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گر جاتا ہے۔

وعن سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: قلت :یارسول اللہ،حدثنی بأمر أعتصم بہ قال: قل ربی اللہ ثم استقم ۔قلت :یارسول اللہ،ماأخوف ماتخاف علی؟فاخذ بلسان نفسہ،ثم قال:ھذا ۔[2]

ترجمہ: جناب سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا حکم ارشاد فرمائیں کہ میں اسے مضبوطی سے تھام لوں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! میرا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدہ) پر ڈٹ جاؤ، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ میرے متعلق سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے

[1] رواہ البخاری، الرقم:۶۴۷۸

[2] رواہ الترمذی، الرقم:۲۴۱۰

اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اس سے۔

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ :لاتکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ ،فإن کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللہ تعالیٰ قسوۃ للقلب وإن أبعد الناس من اللہ القلب القاسی۔[1]

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ کلام نہ کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو کرنا دل کی سختی کی علامت ہے، اور یقینا اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہوتا ہے جس کا دل سخت ہوتا ہے۔

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: أتدرون ما الغیبۃ؟ قالوا: اللہ ورسولہ أعلم۔ قال: ذکرک أخاک بما یکرہ ۔قیل: افرأیت إن کان فی أخی ماأقول؟ قال إن کان فیہ ماتقول فقد اغتبتہ، وإن لم یکن فیہ ماتقول فقد بھتہ۔[2]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسی چیز کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند قرار دیتا ہے، غیبت ہے۔ کسی نے کہا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ فرمایا جو عیب تم بیان کر رہے ہو اگر وہ اس کے اندر موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت :قلت للنبی ﷺ حسبک من صفیۃ کذا وکذا ۔قال بعض الرواۃ :تعنی قصیرۃ ،قال ،لقد قلت کلمۃ لو مزجت بماء البحر

[1] رواہ الترمذی، الرقم:۲۴۱۱

[2] مسلم، الرقم:۲۵۸۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لمزجته قالت وحكيت له إنسانا فقال: ما أحب أني حكيت إنسانا وإن لي كذا وكذا.[1]

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے صفیہ (رضی اللہ عنہا) کے متعلق کہا: "صفیہ تو چھوٹے قد کی ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! تو نے ایسی (گندی) بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارے سمندر کو خراب کردے، عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی شخص کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں کسی انسان کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا اگرچہ مجھے اس کے بدلے میں بہت زیادہ (مال وزر) دے دیا جائے۔

وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لما عرج بي مررت بقوم لهم أظفار من نحاس يخمشون وجوههم وصدورهم. فقلت: من هؤلاء يا جبريل؟ قال: هؤلاء الذين يأكلون لحوم الناس ويقعون في أعراضهم.[2]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوئی اس موقع پر میرا گذر ایک قوم کے پاس سے ہوا جن کے تانبے کے ناخن تھے اور وہ اپنے ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور (غیبت کر کے) ان کی عزتوں سے کھیلتے تھے۔

وعن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: من رد عن عرض أخيه

[1] رواہ ابوداؤد والترمذی

[2] رواہ ابوداؤد، الرقم: ۴۸۸۰

رد الله عن وجهه النار يوم القيامة.[1]

ترجمہ: ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کریگا۔

وعن ابن عباس رضي الله عنه قال: مر النبي ﷺ بحائط من حيطان المدينة فسمع صوت إنسانين يعذبان في قبورهما فقال النبي ﷺ: يعذبان، وما يعذبان في كبير. ثم قال: بلى وفي رواية: وإنه لكبير، كان أحدهما لا يستتر من بوله وكان الآخر يمشي بالنميمة.[2]

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں دیا جارہا، پھر فرمایا: کیوں نہیں، وہ گناہ فی الحقیقت کبیرہ ہی ہیں، ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا، جبکہ دوسرا چغلخور تھا۔

وعن ابن مسعود رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: ألا أنبئكم ما العضه؟ هي النميمة: القالة بين الناس.[3]

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں "العضہ" کے متعلق نہ بتاؤں؟ وہ نمیمہ (چغلی) ہے یعنی لوگوں کی باتیں ایک دوسرے تک

[1] رواہ الترمذی وقال حدیث حسن، الرقم: ۱۹۳۱

[2] صحیح بخاری، الرقم: ۲۱۶

[3] رواہ مسلم، الرقم: ۲۶۰۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پہنچانا۔

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إن الصدق يهدي إلى البر، وإن البر يهدي إلى الجنة، وإن الرجل ليصدق حتى يكتب عند الله صديقا۔ وإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وإن الرجل ليكذب حتى يكتب عند الله كذابا۔ [1]

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق (بہت بڑا سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور بے شک جھوٹ گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

وعن ابي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع. [2]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر وہ بات بیان کردے جو وہ سنے۔

وعن ابي زيد بن ثابت بن الضحاك الأنصاري رضي الله عنه، وهو من أهل بيعة الرضوان، قال: قال رسول الله ﷺ: من حلف على يمين بملة غير الإسلام كاذبا متعمدا فهو كما قال، ومن قتل نفسه بشئ عذب به يوم القيامة، وليس

[1] بخاری، الرقم: ۶۰۹۴/مسلم، الرقم: ۲۶۰۷

[2] رواہ مسلم، الرقم: ۹۹۶

لى رجل نذر فيما لا يملكه، ولعن المؤمن كقتله. [1]

ترجمہ: ابوزید بن ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ت کفر کی جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھائی تو وہ ویسا ہی ہے، اور جس نے کسی آلے کے ساتھ ودکشی کی اسے اسی آلے کے ساتھ قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، جو چیز آدمی کی لکیت میں نہ ہو اس کی نذر پوری کرنا ضروری نہیں ہے، مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے یسا ہے۔

وعن ابي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا ينبغي لصديق أن كون لعانا. [2]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدیق ہت بڑے سچے) کو یہ بات لائق نہیں ہے کہ وہ لعان (بہت زیادہ لعنت کرنے لا) ہو۔

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا يكون اللعانون فعاء ولا شهداء يوم القيامة. [3]

ترجمہ: ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے لعنت رنے والے لوگ قیامت کے دن نہ تو سفارشی بنیں گے اور نہ ہی گواہ۔

وعن سمرة بن جندب رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا تلاعنوا

[1] رواہ مسلم، الرقم: ۳۱۵

[2] رواہ مسلم، الرقم: ۲۵۹۷

[3] رواہ مسلم، الرقم: ۲۵۹۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلعنة الله، ولا بغضبه، ولا بالنار . [1]

ترجمہ: سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ کسی پر لعنت نہ کرو۔

وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ليس المؤمن بالطعان، ولا اللعان، ولا الفاحش، ولا البذی. [2]

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن طعنہ زنی کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی لعنت کرنے والا ہوتا ہے اور نہ ہی فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے۔

وعن ابی الدرداء رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إن العبد إذا لعن شيئا صعدت إلى السماء، فتغلق أبواب السماء دونها، ثم تهبط إلى الأرض فتغلق أبوابها، ثم تأخذ يمينا وشمالا، فإذا لم تجد مساغا رجعت إلى الذی لعن، فإن كان أهلا لذلك، وإلا رجعت إلى قائلها. [3]

ترجمہ: ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے پس آگے سے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ لعنت زمین کی طرف پلٹتی ہے تو آگے سے زمین کے دروازے بھی بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کوئی راستہ نہیں پاتی تو جس پر لعنت کی گئی ہے اس کی طرف پلٹتی ہے، پس اگر وہ اس کا اہل ہوتا ہے تو ٹھیک

[1] رواہ أبوداؤد، الرقم:۴۹۰۸ والترمذی وقال: حدیث حسن صحیح، الرقم:۲۱۰۶

[2] رواہ الترمذی وقال: حدیث حسن، الرقم:۱۹۷۷

[3] رواہ ابوداؤد، الرقم:۴۹۰۷

ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

وعن ابن مسعود رضی الله عنه أن النبی ﷺ قال: سباب المؤمن فسوق، وقتاله كفر. [1]

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

وعن ابی ذر رضی الله عنه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: لا يرمی رجل رجلا بالفسق أو الكفر إلا ارتدت عليه، إن لم يكن صاحبه كذلك. [2]

ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: نہیں کوئی شخص کسی پر کفر یا فسق کا الزام لگاتا مگر وہ الزام اسی پر واپس پلٹ آتا ہے اگر وہ (جس پر الزام لگایا گیا ہے) اس کا مستحق نہیں ہے۔

وعن أنس رضی الله عنه أن النبی ﷺ قال: لا تباغضوا، ولا تحاسدوا، ولا تدابروا، ولا تقاطعوا، وكونوا عباد الله إخوانا، ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث. [3]

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، اور نہ حسد کرو، اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو، اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلقی کرو، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔ کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔

[1] بخاری، الرقم:۶۰۴۴/مسلم، الرقم:۶۴

[2] رواہ البخاری، الرقم:۶۰۴۵

[3] بخاری، الرقم:[illegible]/مسلم الرقم:[illegible]

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعن ابی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ :قال تفتح أبواب الجنة یوم الإثنین ویوم الخمیس، فیغفر لکل عبد لایشرك بالله شیئا. إلا رجلا كانت بینه وبین أخیه شحناء. فیقال:أنظروا هذین حتی یصطلحا! انظروا هذین حتی یصطلحا!.[1]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں پس ہر اس بندے کی مغفرت کی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا، سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے مسلمان بھائی کے درمیان بغض وعداوت ہو، چنانچہ ان کے متعلق کہا جاتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو حتی کہ یہ صلح کرلیں، ان دونوں کو چھوڑ دو حتی کہ یہ صلح کرلیں۔

وعن ابی هریرة رضی الله عنه أن النبی ﷺ قال: إیاکم والحسد فإن الحسد یأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب.[2]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد سے بچو! کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

وعن ابی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إیاکم والظن، فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحاسدوا، ولا تجسسوا، ولا تنافسوا، ولا تحاسدوا، ولا تباغضوا، ولاتدابروا وكونوا عباد الله إخوانا كما أمركم. المسلم أخو المسلم: لایظلمه، ولایخذله، ولایحقره. التقوی هٰهنا ویشیر إلی صدره بحسب أمرئ من الشر أن یحقر أخاه المسلم. کل مسلم علی المسلم حرام: دمه

[1] رواه مسلم، الرقم:۲۵۶۵

[2] رواه ابوداؤد، الرقم:۴۹۰۵

وعرضه، وماله. إن الله لاینظر إلی أجسادکم، ولا إلی صورکم وأعمالکم، ولكن ینظر إلی قلوبکم.[1]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، کسی کی ٹوہ میں نہ لگو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو، اور کسی کی حق تلفی نہ کرو (یعنی اس کے حق کو اپنے نام نہ کرو) حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو، اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہوجاؤ، جس طرح کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑے اور نہ اسے حقیر جانے تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے، (یہ کہتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا، کسی آدمی کے برے ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہاری صورتوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

وعن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: لایدخل الجنة من فی قلبه مثقال ذرة من كبر! فقال رجل: إن الرجل یحب أن یکون ثوبه حسنا، ونعله حسنة. فقال: إن الله جمیل یحب الجمال. الکبر بطر الحق، وغمط الناس.[2]

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت

[1] رواه مسلم، الرقم:۲۵۶۳

[2] رواه مسلم، الرقم:۹۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ کے برابر کبر ہے، ایک آدمی نے کہا: ہر شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، کبر تو حق کو دھتکار دینے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔

وعن ابی هريرة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال :من حمل علينا السلاح فليس منا ،ومن غش فليس منا .[1]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہم (مسلمانوں) پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں، اور جس نے دھوکا دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

وعنه أن رسول الله ﷺ قال: لا تناجشوا.[2]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دھوکے اور سازش سے سودے کی قیمت نہ بڑھاؤ۔

وعن ابن عمر رضی الله عنه أن النبی نهى عن النجش .[3]

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے اور سازش سے سودے کی قیمت بڑھانے سے منع فرمادیا۔

وعن ابن مسعود ، وابن عمروأنس رضى الله عنهم قالوا: قال النبى

[1] رواہ مسلم، الرقم: ۱۰۱
[2] رواہ مسلم، الرقم: ۳۵۲۵
[3] بخاری، الرقم: ۲۱۴۲/مسلم، الرقم: ۱۵۱۶

ﷺ: لكل غادر لواء يوم القيامة .يقال :هذه غدرة فلان .[1]

ترجمہ: ابن مسعود، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ...کے باز شخص کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا، اس جھنڈے کے متعلق کہا جائے گا یہ ...لاں کا دھوکا ہے۔

وعن أبي ايوب رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا يحل لمسلم أن يهجر ...اه فوق ثلاث ليال: يلتقيان فيعرض هذا، ويعرض هذا ، وخيرهما الذى ...دأ بالسلام .[2]

ترجمہ: ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں حلال ...سی مسلمان کیلئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، چنانچہ وہ ...ونوں اس طرح ملیں کہ وہ اس سے اعراض کرے اور وہ اس سے اعراض کرے، اور ان ...ونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔

وعن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ :لا يحل لمسلم أن ...جر أخاه فوق ثلاث، فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار .[3]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں حلال ...ی مسلمان کیلئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، پس جس نے ...ن دن سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ دیا اور اسی حالت میں اس کو موت آگئی تو وہ جہنم میں ...ل ہوگا۔

[1] بخاری، الرقم: ۳۱۸۶/مسلم، الرقم: ۱۷۳۵
[2] بخاری، الرقم: ۶۰۷۷/مسلم، الرقم: ۲۵۶۰
[3] رواہ ابوداؤد باسناد علی شرط البخاری، الرقم: ۴۹۱۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وعن ابی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا يحل لمؤمن أن يهجر مؤمنا فوق ثلاث، فإن مرت به ثلاث فليلقه وليسلم عليه، فإن رد عليه السلام فقد اشتركا فی الأجر، وإن لم يرد عليه فقد باء بالإثم، وخرج المسلم من الهجرة. [1]

ترجمہ: جناب ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں حلال کسی مسلمان کیلئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، پس اگر اس حالت میں تین دن گذر جائیں تو اسے چاہئے کہ اس سے ملے اور اسے سلام کرے اگر وہ اسے سلام کا جواب دے دے تو دونوں اجر میں شریک ہونگے اور اگر وہ اسے سلام کا جواب نہ دے تو صرف وہی گناہگار ہوگا، اور سلام کرنے والا قطعِ تعلق کے گناہ سے نکل جائے گا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں اگر قطعِ تعلق اللہ کیلئے ہو تو پھر کوئی حرج وگناہ کی بات نہیں۔

حضراتِ گرامی! مذکورہ بالا تمام احادیثِ مبارکہ کچھ انتہائی خطرناک گناہوں اور ان کی وعیدوں پر مشتمل ہیں، جن سے ان اعمال کی خطورت واضح ہوئی ہے۔ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ یہ تمام امراض ان نوجوانوں میں جلدی پیدا ہوجاتے ہیں جو جماعت سے کٹ کر انفرادی زندگی اپنا لیتے ہیں، کیونکہ ایسے لوگ بہت جلد شیطان کا لقمہ بن جاتے ہیں۔

ایک قابلِ توجہ نکتہ

پھر ایک نکتہ قابلِ توجہ ہے، علیحدگی پسند شخص اگر کوئی نیک عمل بھی کرے گا تو اس کی طرف لوگ اشارے کریں گے، اور اس کے نام کے ساتھ اس عمل کو منسوب کریں گے، جس میں ریاکاری کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ اجتماعی زندگی میں ایسا ممکن نہیں، کیونکہ اس میں

[1] رواہ ابوداؤد باسناد حسن قال ابوداؤد: اذا کانت الهجرة لله تعالى فليس من هذا في شيء

عمل اور جدوجہد کے پیچھے جماعت کا ہاتھ ہوتا ہے کسی فرد کا نام نمایاں نہیں ہوتا، نتیجۃً اکثر وہ عمل اخلاص پر قائم ہوتا ہے اور ریاکاری سے مبرا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ریاکاری کی بنیاد پر کیا جانے والا عمل برباد ہے، بلکہ وہ عمل کرنے والا سب سے پہلے جہنم کا لقمہ بن جائے گا۔ لہذا جو لوگ کسی بھی وجہ سے علیحدگی، شذوذ اور تطرف کی زندگی بسر کررہے ہیں ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ جماعت کا سایہ انتہائی بابرکت اور باسعادت ہوتا ہے، آپ کی ذات جماعت کے اندر جس قدر وحدت، الفت اور محبت پیدا کرنے کا سبب بنے گی اسی قدر اللہ رب العزت کی رضا ورحمت کے خزانے حاصل ہونگے اور جس قدر تفریق وتشتیت کا سبب بنے گی اسی قدر خالقِ کائنات کی ناراضگی حاصل ہوگی، تفریقِ کلمہ سے تو صرف شیطان ہی خوش ہوتا ہے۔

جماعت کی دو قسمیں

حضراتِ گرامی! اجتماعی زندگی دو طرح کی ہے، یا یوں کہہ لیجئے کہ جماعت کی دو قسمیں ہیں: ایک جماعتِ کبریٰ جسے جماعة الأمر بھی کہا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قطعہ ارض پر ایک امیر کے تحت شرعی امارت قائم ہو، حدود اللہ نافذ ہوں، شمعِ جہاد روشن ہو، اقامتِ صلاۃ، ایتاءِ زکوۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم ہو، اور ان سب سے پیشتر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی سنت کی حاکمیت قائم ہو۔

[اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝] [1]

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جمادیں تو یہ پوری پابندی سے

[1] الحج: ۴۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نمازیں قائم کریں اور زکاتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں، اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔

اس نظامِ امارت کی موجودگی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور یہ وہ حقیقی اجتماعیت ہے جس کی بڑی برکات ہیں، ایسے امیر کی بیعت اور سمع واطاعت فرض ہوجاتی ہے اور اگر بیعت نہ کی جائے تو جاہلیت کی موت کی شرعی وعید کا سامنا کرنا پڑے گا، اور جاہلیت تو کفر کا قرین ہے۔

ہمارے علم کے مطابق ان صفات کا حامل امیر یا نظامِ امارت دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے، اور یہ ایک انتہائی افسوس ناک حقیقت ہے، آج اگر کسی مملکت میں قائم نظام، مذکورہ شرعی نظام کے قریب ہوسکتا ہے تو وہ مملکتِ سعودی عرب ہے، جہاں عقیدہ کا پوری طرح اہتمام موجود ہے، توحید وسنت کی حکومت ہے، شرعی نظامِ عدل قائم ہے، کسی حد تک حدود اللہ کی تنفیذ ہے اور قضاء وافتاء کا نظام علماءِ کرام کی ایک انتہائی محترم کمیٹی کے سپرد ہے اور اس کمیٹی کی ہیبت حکام وعوام ہر ایک کے دل میں پیوست ہے، ان کا نظامِ حکومت، ہمارے ملک میں رائج جمہوریت اور اس کے مفاسد سے یکسر مبرا اور پاک ہے۔

چونکہ اس درجہ کی اجتماعیت ہمارے ملک میں مفقود ہے، لہذا ان حالات میں جماعتی عمل، جو کسی حد تک اس بڑی اجتماعیت کا رنگ پیش کرتا ہے، بہت ہی مبارک اقدام ہے۔

جمعیت اہلحدیث سندھ کے اسٹیج پر جو جماعتی عمل قائم اور جاری وساری ہے وہ بحمد اللہ خالصتاً منہجِ سلفِ صالحین کا عکاس ہے، یہ صوبہ سندھ میں دعوتِ حق اور سلفی نظم کی پہلی اذان ہے۔ وہ لوگ کسی حوصلہ افزائی کے مستحق نہیں ہوسکتے جو اس انتہائی پیارے نظم اور منہج کو توڑنے کے درپے ہیں اور چار پیسوں کے زور پر تشتیتِ جماعت جیسی انتہائی مذموم اور

گھٹیا کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان عناصر کو منہجِ سلفِ صالحین سے کوئی غرض نہیں؛ کیونکہ آج تک وہ ہمارے منہج پر کوئی اعتراض یا نکیر وارد نہیں کرسکے۔ ممکن ہے کہ وہ دل کی گہرائیوں سے ہمارے منہج کی صداقت وحقانیت کے معترف ہوں، لیکن اس تمام تر اعتراف کے باوجود اگر وہ اپنے مذموم عزائم پر مصر ہیں تو ہم پہلے "إتق الله" کہہ کر نصیحت کریں گے، اگر قبول نہیں تو پھر حدیثِ رسول ﷺ "إذا لم تستحي فاصنع ماشئت"[1] سنا کر ان سے اعراض میں اپنی عافیت سمجھیں گے۔

برادرانِ گرامی قدر اور بالخصوص نوجوان ساتھیو! آپ ان ہفوات سے یکسر پہلو تہی اختیار کرکے اپنی مثبت ذمہ داریوں پر توجہ دیجئے، ہمارا منہج اور ہماری سیاست "قولوا لا إله إلا الله" ہے۔

شرف اصحاب الحدیث

جماعت اہلحدیث کو رسول اللہ ﷺ کی جماعت کا تسلسل ہونے کا شرف حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ کی پہلی جماعت صحابہ کرام تھے، جن کے منہج وعمل کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک بطور مثال پیش کیا ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا][2]

اگر یہ لوگ ویسا ایمان لے آئیں جیسا تم (صحابہ کرام) لائے ہو تو ہدایت یافتہ ہوجائیں گے۔

[1] بخاری، الرقم: ۳۴۸۳

[2] البقرة: ۱۳۷

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ نبوی ہے:

"المتمسك فيهن يومئذ بمثل ما انتم عليه له كأجر خمسين منكم"[1]

یعنی: ''فتنوں کے ان دنوں میں جو شخص اس منہج وطریقہ پر مضبوطی سے جما رہے گا جس پر آج تم (صحابہ کرام) ہو تو اس کیلئے پچاس آدمیوں کا اجر ہے''

نیز فرمایا: میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائی گی سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "هم ما أنا عليه وأصحابي

یعنی: ''جو اس طریقہ پر ہونگے جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں''[2]

جیسے نصوص اس عظیم حقیقت پر شاہدِ عدل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: جب کسی اہلحدیث کو دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی صحابی رسول ﷺ کو دیکھ لیا۔

آیئے! ہم ایسا ہی بننے کی کوشش کریں کہ ہمارا عقیدہ، عمل، منہج، خلق اور معیشت ومعاشرت دیکھنے والوں کو اصحابِ رسول ﷺ یاد آجائیں، اور یہ رنگ پوری جماعت پر چھا جائے۔

تمیز سے انحراف

لیکن افسوس ہے، آج بہت سے رہبرانِ جماعت اس حقیقت کو فراموش کرکے جماعت اہلحدیث کی علمی واعتقادی حیثیت پر مسلسل وار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اہلحدیث تو عقیدہ وعمل میں متمیز ہوتے ہیں، اہل شرک وبدعت سے دور اور نفور۔

[1] المعجم الأوسط، الرقم: ۳۱۲۱

[2] ترمذی، الرقم: ۲۶۴۱

لیکن آج محض ضد اور سیاسی مفادات کی خاطر ہماری جماعت کے عملی واعتقادی نہج کو بدیل کرکے سیاستِ خبیثہ کے نہج پر ڈھالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آٹھ سال بیت اللہ کے پڑوس میں گزارنے والا شخص پاکستان آکر اپنے مشن کا آغاز علی ہجویری کے مزار روف داتا دربار سے کرتا ہے، اور ہم اس سے تعلق استوار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، سے اور اس جیسے بہت سوں کو اپنے اسٹیجوں کی زینت بناتے ہیں۔

نبی ﷺ کے فرمان:

"من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الدين"[1]

یعنی: ''جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے دین کی عمارت کو ڈھا دینے کی وشش کی''

کے کیا تقاضے ہیں اس پر عمل کی کیا صورت ہے؟

کیا امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل امام بخاری، امام سفیان ثوری، امام ایوب تیانی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہم اللہ ایسے تھے؟

دوستو! اور بھائیو! جب بہت سے ہمارے بھائی اس عظیم حقیقت کو سمجھنے اور تسلیم کرنے سے قاصر ہیں تو پھر آپ کی ذمہ داری بہت حد تک بڑھ جاتی ہے۔

سلف صالحین کے منہج کو سمجھیئے علمِ نافع اور عملِ صالح کے اَرفع واَعلیٰ منہج پر پوری قامت کے ساتھ قائم ہو جایئے، اور اسی دعوت کو لیکر قریہ قریہ، بستی بستی پھیل جایئے، یہ بڑا پروقار اور دھیما عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ اخلاص اور تقویٰ کے مبارک ومسعود منہج پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور

[1] المعجم الاوسط للطبرانی، الرقم: ۶۷۷۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منہج سلف صالحین کی روشنی میں دعوت وجہاد کے عمل کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته اجمعين

○○○○○○○○○○○

صدارتی خطبہ

(2012ء)

موضوع:

توحید ربانی

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ، ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا. من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلاهادي له ،وأشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له.وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ

(آل عمران:۱۰۲)

يَآاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ۝ (النساء: ۱)

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۝ يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۝

(الاحزاب:۷۰،۷۱)

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله ، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ ، وشر الأمور محدثاتها ، وكل محدثة بدعة ، وكل بدعة ضلالة ، وكل ضلالة في النار .

ایک بڑی خوشخبری

حضراتِ سامعین! بفضل اللہ تعالیٰ، آج کے خطبۂ جمعہ سے جمعیتِ اہلحدیث سندھ کے زیرِ اہتمام، تیسویں سالانہ کانفرنس کا آغاز ہوچکا ہے، اس کانفرنس کے موقع پر محض اللہ تعالیٰ کی رحمت وتوفیق سے ایک بڑی سعادت میسر ہوئی ہے، جسے ایک خوشخبری کے طور پر آپ تک پہنچانا ضروری ہے، تاکہ ہم سب مل کر اس عظیم سعادت کے حصول پر

اللہ تعالیٰ کے حضور شکر وامتنان کے پاکیزہ جذبات کا اظہار کرسکیں۔

علمی دنیا اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ عقیدہ اور بالخصوص توحیدِ باری تعالیٰ کی خدمت، عیت اہل حدیث سندھ کی نمایاں خصوصیات میں شامل ہے؛ کیونکہ دعوتِ توحید ہی انبیاء ورسل علیہم السلام کے مشن کا نکتۂ آغاز رہا ہے، لقوله تعالیٰ: [وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِيۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ][1] وقوله تعالیٰ: [وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِيۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ۝][2]

جس سعادت کے حصول کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ ہمارے شیخ، مربی، شیخ العرب والعجم علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کی عظیم کتاب (توحید ربانی) جو سندھی زبان میں لکھی گئی اور شائع ہوئی، کو اردو ترجمہ کے ساتھ طبع کرواکے اس کانفرنس کے موقع آپ کی خدمت میں پیش کرنا ہے، فالحمد لله اولاً وآخراً.

کتاب ’’توحید ربانی‘‘ کی وجہ تسمیہ واہمیت

ہمارے شیخ کی جس کتاب کا ذکر ہورہا ہے، اس کا نام شیخ رحمہ اللہ نے (توحید ربانی) تجویز فرمایا، یہ نام ایک بہت بڑے علم اور عظیم الشان منہج کی ترجمانی کررہا ہے، توحید ربانی کے اس مبارک نام سے اللہ رب العزت کی توحید ربوبیت کی طرف اشارہ مقصود ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ توحید ربوبیت کی معرفت، مکمل عقیدۂ توحید کے فہم کی اساس ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کا آغاز توحید ربوبیت سے ہوا [اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝] اور اختتام بھی اسی توحید پر ہوا [قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝] بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الٰہ اور معبودِ حق

[1] النحل:۳۶
[2] الانبیاء:۲۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے جودلائل ذکرفرمائے ہیں،ان میں سرِ فہرست توحید ربوبیت ہے،چنانچہ فرمایا:[يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝۲۱][1]

یعنی: اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں اور تم سے پہلے تمام لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم بچ سکو۔(یعنی جہنم کی آگ سے)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور اس حکم کی علت یہ بتلائی ہے کہ میں تمہارا اور تمہارے آباء واجداد کا خالق ہوں۔ دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقصدِ تخلیق کا ذکر فرمایا ہے، جو کہ اُس کی عبادت ہے، اور اس کی وجہ بھی یہی بتائی کہ وہ ذات تمہاری خالق ہے، چنانچہ فرمایا:[وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝۵۶][2] اس سے واضح ہوتا ہے کہ معبودِ حق ہونے کیلئے خالق ہونا ضروری ہے، جس ذات میں خالق ہونے کی صلاحیت نہیں اس میں معبودِ حق ہونے کی صلاحیت یکسر معدوم ہوگی اور وہ تمام تر دعاوی کے باوجود جھوٹے اور باطل معبود قرار پائیں گے، اسی نکتہ کو واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک دعویٰ اور اس کے بعد ایک استفسار اکٹھا ذکر فرمایا ہے:[هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ][3]

یعنی: یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی خلق ہے، پس مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے جو اس کے سوا (پکارے جاتے) ہیں۔

---

[1] البقرۃ:۲۱

[2] الذریات:۵۶

[3] لقمان:۱۱

اللہ تعالیٰ نے سورۂ حم السجدۃ میں ایک مقام پر یہی مسئلہ قدرے تفصیل سے بیان فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:[اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا][1] میں توحید ربوبیت کا ذکر فرمایا اور اس پر استقامت کے فضائل بیان فرمائے اور چند آیات کے بعد ارشاد فرمایا:[وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝۳۷][2]

یعنی: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے رات، دن، سورج اور چاند ہیں، پس مت سجدہ کرو سورج یا چاند کو اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو جو کہ ان کا خالق ہے، اگر تم خالص اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کا رد ہے جو سورج یا چاند کی پوجا کرتے ہیں اور وجہ تردید وانکار یہ ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور مخلوق معبود ہو ہی نہیں سکتی، معبودِ حق وہی ذات ہوسکتی ہے جو خالق ہو، اسی لئے فرمایا:[وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ] کہ تم سجدہ کرو اس اللہ کو جو ان کا خالق ہے، گویا خالق ہی عبادت کے لائق ہوتا ہے اور اس پوری کائناتِ علوی یا سفلی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں۔

[اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۝۶۲][3]

یعنی: اللہ تعالیٰ ہی ہر شئی کا خالق ہے اور وہ ہر شئی پر کارساز ہے۔

---

[1] فصلت:۳۰

[2] فصلت:۳۷

[3] الزمر:۶۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:[ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ][1]
یعنی: یہی اللہ ہے جو تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ حق نہیں ہے،
(چونکہ) ہر شئی کا خالق ہے لہذا صرف اسی کی عبادت کرو۔

حضرات! زیرِ نظر کتاب (توحید ربانی) کے نام سے موسوم ہے، ربانی کی نسبت
اللہ تعالیٰ کے مبارک نام (الرب) کی طرف ہے، یہ نام اللہ تعالیٰ کا علَم ہے، لہذا اللہ تعالیٰ
کے علاوہ کسی کو (الرب) نہیں کہا جاسکتا، البتہ اضافت کی صورت میں دوسروں کو رب
کہا جاسکتا ہے، جیسے: رب المال، رب البیت وغیرہ۔

اسم مبارک "الرب" کی وضاحت

رب کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے ابن الأثیر فرماتے ہیں:
(الرب يطلق في اللغة على المالك والسيد والمدبر والمربي والقيم
والمنعم ولايطلق غيرمضاف الا على الله تعالى واذا اطلق على غيره
أضيف،فيقال:رب كذا)

یعنی: لغوی اعتبار سے رب کے کئی معانی ہیں، مثلاً: مالک، سردار، تدبیر کرنے
والا، پالنے والا، نگرانی کرنے والا اور نعمت عطا فرمانے والا، اضافت کے بغیر اس کا اطلاق
صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے، البتہ اضافت کی صورت میں دوسروں پر اس کا اطلاق
ہوسکتا ہے، جیسے رب کذا یعنی فلاں چیز کا مالک۔

ابن جریر الطبری فرماتے ہیں: کلامِ عرب میں رب کے متعدد معانی ہیں، چنانچہ
سردار جو ہر طرح سے اطاعت کیا جاتا تھا اسے رب کہا جاتا تھا، وہ شخص جس کی حیثیت ایک

---

[1] الانعام:۱۰۲

مصلح کی ہوتی اسے رب کہا جاتا تھا، وہ شخص جو کسی چیز کا مالک ہوتا اسے رب کہا جاتا
تھا...... مزید فرماتے ہیں: چنانچہ ہمارا رب وہ (السید) ہے کہ سرداری میں کوئی اس کا مشابہ
یا مثیل نہیں ہے اور اپنی مخلوقات کے امور کا ایسا مصلح ہے کہ انہیں اپنی نعمتوں سے ڈھانپ
رکھا ہے، ساری کائنات کا ایسا مالک ہے کہ ہر قسم کا خلق اور امر اسی تنہا ذات کا ہے۔

توحید ربوبیت پر مکمل ایمان کیلئے تین چیزوں کی معرفت ضروری ہے

علماءِ سلف کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی ربوبیت کی توحید پر مکمل
ایمان کیلئے تین چیزوں کو پہچاننا اور ماننا ضروری ہے، ان کے بغیر یا ان میں سے کسی ایک
کے بغیر توحید ربوبیت پر ایمان ہرگز کامل نہیں ہوسکتا۔

① یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس پوری کائنات کا خالق ہے، اس کے سوا
کوئی خالق نہیں، حتی کہ ایک ذرہ تک کا بھی نہیں۔

② یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس پوری کائنات کا حقیقی مالک ہے، اس
کے سوا کوئی حقیقی مالک نہیں ہے، حتی کہ ایک ذرہ تک کا بھی نہیں۔

③ یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس پوری کائنات کا مدبر اور متصرف
ہے، اس کے سوا کوئی مدبر نہیں ہوسکتا۔

توحید ربوبیت پر کامل ایمان کیلئے ان تینوں چیزوں کو ماننا ضروری ہے، لہذا اگر کوئی
شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو خالق سمجھتا ہے، خواہ ایک ذرہ کی حد تک کیوں نہ ہو، یا کوئی
شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مالک سمجھتا ہے، خواہ ایک ذرہ کی حد تک کیوں نہ ہو، یا
کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مدبر مانتا ہے، خواہ ایک ذرہ کی حد تک کیوں نہ ہو تو

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی توحید ربوبیت ناقص اور ناقابل قبول ہے، تمام تر دعووں کے باوجود اس کا عقیدہ خلل اور اضطراب کا شکار ہے، جب توحید ربوبیت جو کہ بقیہ تمام اقسامِ توحید (توحید الوہیت، توحید اسماء وصفات) کی مفتاح بلکہ اساس ہے، میں خلل واقع ہوگیا تو اس کا تمام تر ایمان وعقیدہ اور بنابریں ہر قسم کا عمل برباد ہوگیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: [وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ][1]

یعنی: جو شخص ایمان میں کسی انکار کا شکار ہوگیا تو اس کا ہر قسم کا عمل برباد اور رائیگاں ہے۔

توحید ربوبیت کے نکتۂ اول کی وضاحت

حضرات! توحید ربوبیت کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شیٔ کا خالق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: [اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ][2]

یعنی: اللہ تعالیٰ ہی ہر شیٔ کا خالق ہے اور وہ ہر شیٔ پر کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خلق کے تعلق سے تمام اولین وآخرین کو چیلنج کیا ہے، [هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ][3]

یعنی: یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی خلق ہے، پس مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے جو اس کے سوا (پکارے جاتے) ہیں، بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے وہ تمام معبود، جنہیں اس کے سوا پوجا جاتا ہے، کے عجز کا ذکر فرمایا، یعنی وہ سب ایک مقام پر اکھٹے ہوکر اپنی تمام تر طاقتیں وصلاحیتیں صرف

[1] المائدة:۵

[2] الزمر:۶۲

[3] لقمان:۱۱

کر کے ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، حالانکہ مکھی ایک انتہائی خسیس اور حقیر جانور ہے۔

[يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَـيْــــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ؀ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ؀][1]

یعنی: اے ایمان والو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، اسے غور سے سنو، بیشک جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ہرگز ہرگز ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے، خواہ تمام کے تمام اس مقصد کی خاطر جمع ہوجائیں، اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اسے چھڑانے تک کی قدرت نہیں رکھتے، طالب اور مطلوب دونوں کس قدر کمزور ہیں، انہوں نے کما حقہ اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی، اللہ تعالیٰ بڑی قوت اور غلبہ والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کو ماننا، جس طرح توحید ربوبیت پر ایمان کی اساس ہے، اسی طرح اس کے خالق ہونے کو ماننا ذاتی علم اور پہچان کیلئے اور اس کی عبادت تک پہنچنے کیلئے ضروری ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کی خبر کیوں دی؟ اس لئے تاکہ ہمیں اس عقیدہ کی معرفت حاصل ہوجائے، نیز اس لئے بھی کہ ہم خالصتاً اسی کی عبادت پر متوجہ ہوجائیں۔ جہاں تک معرفت کا معاملہ ہے تو اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

[اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ؀][2]

یعنی: اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے ساتوں آسمان پیدا کئے اور زمینیں بھی اتنی ہی، ان

[1] الحج:۷۳،۷۴

[2] الطلاق:۱۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان اللہ تعالیٰ کے اوامر نازل ہوتے ہیں (تمھیں یہ سب اس لئے بتایا جا رہا ہے) تاکہ تم جان لو اور یہ معرفت حاصل کرلو کہ اللہ تعالیٰ ہر شئ پر قادر ہے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ از روئے علم ہر شئ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

یہ آیت کریمہ اس مسئلہ پر نص کی حیثیت رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحیدِ ربوبیت کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے،اس معرفت کے ذریعے اس اہم ترین مسئلہ تک رسائی حاصل کرنا ضروری ہے،جس کی خاطر رسالتیں اور نبوتیں تشکیل دی گئیں اور جس کی خاطر بار بار وحی الٰہی کا نزول ہوا اور وہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہے، چنانچہ فرمایا:

[وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴿٥٦﴾][1]

یعنی: میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

اس آیت مبارکہ میں (خلقت) کا مقصد (لیعبدون) ہے، جبکہ اوپر کی آیات میں (خلق) کا مقصد (لتعلموا) ہے، جس سے ثابت ہوا کہ توحید ربوبیت کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور اس علم کے ذریعے اس اہم مسئلہ (عبادت) تک رسائی ضروری ہے جو اصل دین اور محورِ دین ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے لہذا وہی مستحقِ عبادت ہے تو اس کے ساتھ ساتھ یہ نکتہ بھی دل وجان کی گہرائی سے قبول کرنا ضروری ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں، بمقدارِ ذرہ بھی نہیں، لہذا اس کے سوا کوئی عبادت کا (بمقدار ذرہ بھی) مستحق نہیں ہوسکتا۔

[1] الذریات:٥٦

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴿٤٠﴾][1]

یعنی: اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا، پھر تم سب کو روزی دی، پھر تم سب کو موت دیگا، پھر تم سب کو زندہ کریگا، کیا تمہارے شرکاء میں سے کوئی بھی ان میں سے کوئی کام انجام دے سکتا ہے؟ وہ ذات پاک ہے اور تمہارے شرک سے بہت بلند ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

[أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴿١٩٢﴾][2]

یعنی: کیا وہ ایسوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، اور نہ وہ ان کی کچھ بھی مدد کر سکتے ہیں، بلکہ وہ تو اپنی مدد کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔

غیرت کا تقاضا اور تصویر کی حرمت

حضرات! اللہ تعالیٰ ہی خالقِ کل ہے، اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہوسکتا، یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو ہم سے بڑی غیرت کا متقاضی ہے، اسی غیرت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تصویر کو حرام قرار دے دیا؛ کیونکہ تصویر میں اللہ تعالیٰ کی صفت خلق اور صفت تصویر سے

[1] الروم:٤٠

[2] الاعراف:١٩٢،١٩١

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشابہت پائی جاتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے اور وہی مصور ہے۔تصویر کی حرمت اور وعید شدید پر کچھ نصوص ملاحظہ ہوں:

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال :سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: (ان اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیامۃ المصورون)[1]

یعنی: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب، تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أن رسول اللہ ﷺ قال: (أشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ.)[2]

یعنی: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق (پیدا کرنا) سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔(یعنی تصویر بناتے ہیں)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ :(یقول الرب سبحانہ :ومن أظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فلیخلقوا ذرۃ أو لیخلقوا حبۃ أو لیخلقوا شعیرۃ)[3]

یعنی: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، رب سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو میری خلق جیسی خلق بناتا ہے (یعنی تصویر بناتا ہے) ایسے لوگ اناج کا ایک دانہ پیدا کر کے دکھائیں۔

[1] بخاری ومسلم
[2] بخاری ومسلم
[3] بخاری ومسلم

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ ﷺ قال: (إن الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم أحیوا ما خلقتم)[1]

یعنی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک جو لوگ تصویریں بناتے ہیں، انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا، ان سے کہا جائیگا جو تصویریں تم نے خلق کی تھیں ذرا انہیں زندہ تو کرو۔(وہ زندہ نہیں کر پائیں گے لہذا ان کا عذاب مستمر رہے گا۔(والعیاذ باللہ)

خالق ہونے کا معنی

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتا ہے یا یہ بھی کہ وہ کسی مادہ کے بغیر اشیاء کو خلق کرنے پر قادر ہے، اور یہ صلاحیت اس پوری کائنات میں کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرا کوئی خالق نہیں ہوسکتا، اسی معنی میں اس کی صفت (الباری) بھی ہے، [هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ ...الآیۃ][2] اس صفت کا اطلاق بھی غیر اللہ کیلئے جائز نہیں ہے۔

توحید ربوبیت نکتۂ دوم کی وضاحت

توحید ربوبیت پر ایمان لانے کیلئے دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شئ کا مالک ہے، اس کے علاوہ دوسرا کوئی مالک نہیں ہوسکتا، گویا یہ پوری کائنات جس طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اسی طرح اس کی مملوک بھی ہے، فرمان ہے: [فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ][3]

[1] بخاری ومسلم
[2] الحشر:۲۴
[3] طٰہٰ:۱۱۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پس بلند ہے اللہ، جو الملک (بادشاہ) ہے اور الحق (سچا) ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر شئی کا مالک ماننے کیلئے ضروری ہے کہ ہمیں تین چیزوں کی پورے یقین کے ساتھ معرفت ہو:

① جب وہ ہر چیز کا مالک ہے تو ضروری ہے کہ مالک ہونے کی جتنی بھی صفات ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہو، مثلاً: کمالِ قوت، کمالِ غلبہ، کمالِ قدرت، کمالِ علم، کمالِ احاطہ، کمال حکمت، کمالِ مشیئت، کمالِ تصور، کمالِ رحمت ومحبت وغیرہ۔

② اللہ تعالیٰ کے ہر چیز کے مالک ہونے پر ایمان لانے کا ضروری تقاضا یہ ہے کہ ہمارا یہ ایمان ہو کہ ہر شئی اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے، ہر شئی اپنے تمام امور میں اسی کی طرف محتاج ومفتقر ہے اور یہ ایمان بھی ہو کہ کوئی شئی حتی کہ ایک ذرہ بھی اس کی ملکیت سے خارج نہیں ہے۔

[وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۝] [1]

یعنی: اور وہ ذات بابرکت ہے جس کیلئے آسمانوں اور زمینوں اور جو ان کے درمیان ہے کا ملک ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

③ جب اللہ تعالیٰ ہر شئی کا مالک ہے اور ہر شئی اس کی مملوک ہے تو پھر ضروری ہے کہ ہمارا ایمان ہو کہ ہر شئی کی تدبیر وتصرف بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ کائنات کی ہر شئی پر اس کی مشیئت نافذ ہے اور ایک ذرہ کی حرکت بھی اس کے امر وتصرف سے باہر

[1] الزخرف:۸۵

نہیں۔[اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ] [1]

(اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے)

اور جب اللہ تعالیٰ کوئی امر نافذ فرماتا ہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا اور نہ کسی حکم پر تعقیب کی ہمت رکھتا ہے (لا راد لقضائه ولا معقب لحكمه) (اس کے فیصلوں کو رد کرنیوالا نہیں اور اس کے حکم کو کوئی پیچھے دھکیلنے والا نہیں)

اللہ تعالیٰ کے احکام واوامر تین طرح کے ہیں:

① احکامِ قدریہ کونیہ، یعنی پوری کائنات کے جملہ امور، اللہ تعالیٰ کے مبرم حکم کے ساتھ تقدیر میں مکتوب ومحفوظ ہیں، وہ تمام فیصلے اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ساتھ ہیں اور تقدیر میں لکھے ہوئے کے مطابق نافذ ہونگے، کسی فیصلے میں کسی غیر اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

② احکامِ شرعیہ، یعنی حلال وحرام کے تعلق سے تمام شرعی فیصلوں کا اللہ تعالیٰ ہی مختار ہے، اس ذات نے احکامِ شرعیہ بنائے اور اپنی وحی کے ذریعے اپنے انبیاء کے توسط سے ہم تک پہنچادیئے: [لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ] [2]

ترجمہ: ہم نے سب کیلئے شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔

[شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ] [3]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہی تمہارے لئے شریعت مقرر کی ہے۔

[1] الاعراف:۵۴
[2] المائدۃ:۴۸
[3] الشوریٰ:۱۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ][1]

ترجمہ: حکم صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔

کسی حکم شرعی بنانے یا نافذ کرنے میں کسی غیر اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، لہذا احکام شرعیہ کے تعلق سے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے، اس کے علاوہ کسی کی نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کا رسول چونکہ اس کا نمائندہ، مبعوث اور ماٴذون ہے، لہذا اس کی اطاعت بھی فرض ہے؛ کیونکہ وہ اطاعت عین، اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے: [مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ][2]

[وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝][3]

③ احکامِ جزائیہ، یعنی بندے جو عمل کریں گے ان پر جزا یا سزا کا فیصلہ بھی صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے، چنانچہ وہی اطاعت گذار بندوں کو اپنی رضا اور جنت کی صورت میں جزاء دے گا، دوسرا کوئی نہیں۔

اور وہی نافرمان بندوں کو اپنے غضب اور جہنم کے عذاب کی صورت میں سزا دیگا، دوسرا کوئی نہیں [مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝][4]

ترجمہ: مالک ہے قیامت کے دن کا۔

[يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝][5]

---

[1] الانعام:۵۷
[2] النساء:۸۰
[3] النجم:۳،۴
[4] الفاتحہ:۳
[5] الانفطار:۱۹

ترجمہ: اس دن کوئی نفس کسی نفس کیلئے کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوگا، اور حکم اس دن اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی مشیئت اگر متقاضی ہو تو وہ دنیا میں بھی اپنے نیک بندوں یا قوموں کو اچھی جزا اور برے بندوں یا قوموں کو عذاب دے دیتا ہے، بہرحال دنیا ہو یا آخرت، دونوں جہانوں میں جزا و سزا کا اختیار صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے، دنیا و آخرت کے مابین عالم برزخ میں بھی اللہ تعالیٰ کے امر سے جزا یا سزا کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ مالکیت میں، دوسرا کوئی بھی ایک ذرہ کے برابر بھی شریک نہیں ہے، فرمایا:

[وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝][1]

یعنی: جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے اندر دھاگے کے بھی مالک نہیں ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

[قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝][2]

یعنی: کہہ دو، پکاروان لوگوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا (شریک) سمجھتے ہو، وہ تو آسمانوں اور زمینوں کے اندر ایک ذرہ تک کے مالک نہیں، اور نہ ہی اس ذرہ کی ملکیت میں وہ اللہ تعالیٰ کے حصہ دار ہیں اور نہ ہی اس ذرہ کے سلسلہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔

---

[1] فاطر:۱۳
[2] سبا:۲۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو پوجا جاتا ہے وہ تو ایک ذرہ کے مالک نہیں، مالک ہونا بڑی بات ہے وہ اس ذرہ کی ملکیت میں اللہ تعالیٰ کے حصہ دار بھی نہیں اور نہ ہی مددگار۔

ہمارا معاشرہ اور توحید ربوبیت سے انحراف

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفتِ مالکیت میں یا صفتِ تدبیر وتصرف میں کسی دوسرے کو حصہ دار قرار دیتے ہیں وہ سخت غلطی کا شکار ہیں، مگر افسوس ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سے لوگ یا گروہ موجود ہیں جو توحید ربوبیت کے تعلق سے سخت انحراف کا شکار ہیں، ہم بتا چکے کہ توحید ربوبیت، اصل توحید یعنی توحید عبادت کی اساس ہے، جو شخص اساس کے امتحان میں فیل ہوگیا وہ اصل توحید (توحید عبادت) جو انبیاء کی دعوت کا مرکزی نکتہ تھا، بری طرح ناکام ہوگیا، نتیجۃً اپنی دنیا، اپنی قبر اور اپنی آخرت سب کی بربادی کا خود ہی انتظام کرڈالا، زیرِ نظر کتاب (توحید ربانی) میں اس حوالے سے بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔ اس کے علاوہ ہمارے فاضل دوست فضیلۃ الشیخ عبدالغفور دامنی ﷾ کی کتاب اقسامِ توحید بھی قابل مطالعہ ہے۔

ایک کلمہ گو موحد اگر توحید ربوبیت میں ہی اضطراب وانحراف کا شکار ہوگیا تو اس کا یہ معاملہ کتنا تعجب خیز ہوگا؛ کیونکہ مشرکین مکہ اپنی تمام تر گمراہیوں کے باوجود توحید ربوبیت میں کسی انحراف کا شکار نہیں تھے، قرآن مجید میں بار بار ان کے اس اعتراف کا ذکر ہے کہ ہرشئ کا خالق، مالک اور مدبر صرف اللہ رب العزت ہے، انہیں اگر اشکال تھا تو وہ

توحید الوہیت کے تعلق سے تھا، ان کہنا تھا [اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا][1]

یعنی: اس شخص (محمد ﷺ) نے قولوا لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دیکر تمام معبودوں کا انکار کردیا اور ایک معبود (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کی دعوت دیدی؟

توحید ربوبیت کا عقیدہ تو وہ فطری عقیدہ ہے جو ایک چیونٹی کے علم میں تھا، رسول اللہ ﷺ نے سلیمان علیہ السلام کے دور کی چیونٹی کا ذکر فرمایا ہے، جو اپنی پشت کے بل لیٹی ہوئی، اپنے ہاتھوں پاؤں کو آسمان کی طرف دراز کیے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے التجائیں کررہی تھی:

(اللهم انا خلق من خلقك وليس بنا غني عن سقياك)[2]

اے اللہ! ہم بھی تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اور ہمیں بھی پانی کی ضرورت ہے (لہذا ہمیں عطا فرمادے)

مقامِ غور ہے کہ چیونٹی نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کا وسیلہ پیش کیا، جو کہ توحید ربوبیت کی معرفت کا پہلا نکتہ ہے، اس وسیلہ سے دعا کس قدر تیزی کے ساتھ شرفِ استجابت وقبولیت حاصل کرلیتی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے فوراً فرمایا:

(إرجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم)[3]

اے لشکر والو! جلدی لوٹ چلو، ایک دوسری مخلوق (چیونٹی) کی دعا قبول ہوچکی ہے اور اس کی دعا کی بدولت تم بھی سیراب کردیئے جاؤ گے۔

---

[1] ص:۵

[2] مصنف ابن ابی شیبة، الرقم:۳۰۱۰۲

[3] مصنف ابن ابی شیبة، الرقم:۳۰۱۰۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جن لوگوں کے عقیدۂ توحید ربوبیت میں دراڑ ہے وہ تو اس چیونٹی سے بھی گئے گذرے ہیں، مشرکین مکہ سے اگر ان کا تقابل کیا جائے تو یہ کس صف میں کھڑے دکھائیں دیں گے۔''

معرفتِ توحید ربوبیت کے ثمرات ونتائج

توحید ربوبیت کی معرفت کے بہت سے ثمرات ونتائج ہیں:

① اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ علیا سے تعلق جڑ جاتا ہے، درج ذیل اسماء وصفات کا تعلق توحید ربوبیت ہی سے ہے، چنانچہ توحید ربوبیت کی صحیح معرفت کیلئے درج ذیل اسماء وصفات کی معرفت ایک لازمی امر ہے۔ (الرحمن، الرحیم، الرزاق، الخالق، الخلاق، الملك، المليك، القوي، المتين، المحيط، المقيط، الحفيظ، الغني، الكريم، الحميد، المجيد، القادر، القدير، المقتدر، الحسيب، الكافي، الشافي، الغالب، النصير، العزيز، الجبار، القاهر، القهار، الوارث، المحسن، الديان، المقدم، المؤخر، المعطي، المانع، النافع، الضار، الجواد، النافع) وغیرہ وغیرہ۔

② اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی محبت دل میں اجاگر ہوگی اور بندہ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا جو عظیم صلہ اور اجر وثواب کا باعث ہوگا۔ مثلاً صفت الرحمن کی محبت کی وجہ سے بندہ کے اندر رحمت کے جذبات پیدا ہونگے جس کا اجر حدیث میں وارد ہے:

(إرحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء)[1]

[1] ترمذی، الرقم: ۱۹۲۴

تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ دوسری حدیث میں ہے:

(إن الله رفيق يحب الرفق)[1]

اللہ تعالیٰ سراپا نرمی ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔

(ان الله جميل يحب الجمال)[2]

اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

③ توحید ربوبیت پر ایمان جتنا قوی ہوگا، اتنا ہی تقدیر پر ایمان قوی ہوتا جائے گا؛ کیونکہ توحید ربوبیت کو ماننے کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تمام فیصلوں کو ماننے سے حاصل ہوگا۔

④ توحید ربوبیت پر قوی ایمان، رزقِ حلال کے حصول کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ جب پوری قوت اور یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خالق اور رازق ہونے پر ایمان ہے تو پھر حرام کا قصد چہ معنیٰ دارد؟

⑤ توحید ربوبیت پر پختہ ایمان، دعا کی قبولیت کا انتہائی قوی وسیلہ ہے، جیسا کہ چیونٹی کا واقعہ گذرا۔

ایک غلطی کی نشاندہی

آخر میں ایک غلطی کی نشاندہی ضروری ہے، کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) توحید الوہیت ہے جبکہ ہمارے ملک کی ایک بڑی جماعت اسے توحید ربوبیت قرار دیتی ہے اور اس کا مفہوم یہ بتلاتی ہے کہ ایک اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر اللہ سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔ یہ

[1] ابوداؤد، الرقم: ۴۸۰۹

[2] مسلم، الرقم: ۲۷۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(لا الٰہ الا اللہ) کا معنی نہیں ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کی توحید کا محور ربوبیت کی حد تک ہے، جبکہ توحید الوہیت میں کافی حد تک غفلت اور انتشار کا شکار ہیں۔ (لا الٰہ الا اللہ) کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حق نہیں ہے، اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا تصور پیدا ہوتا ہے، نیز طریقہ عبادت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی مکمل فرمانبرداری کا تصور اجاگر ہوتا ہے۔

ہماری ان سطور کو بطورِ تمہید پڑھ کر ہمارے شیخ رحمہ اللہ کی کتاب ''توحید ربانی'' کا مطالعہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے میزانِ حسنات کا ذخیرہ بنا دے اور اس کا نفع عام کر دے وهو سبحانه وتعالى سميع مجيب للدعوات، وصلى الله على نبينا محمد وبارك وسلم.

○○○○○○○○○○

صدارتی خطبہ

(2013ء)

بندوں کا اپنے رب کی طرف افتقار واحتیاج

(حدیث ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روشنی میں)

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه . ونستغفره . ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا. من يهده الله فلا مضل له . ومن يضلل فلاهادى له .وأشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له.وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ] [1]

[يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا] [2]

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا] [3]

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار.

متن حدیث

يقول الإمام مسلم رحمه الله تعالى في باب تحريم الظلم: حدثنا عبدالله بن عبدالرحمن بن بهرام الدارمي، حدثنا مروان (يعني ابن محمد الدمشقي) حدثنا سعيد بن عبدالعزيز عن ربيعة، عن أبي إدريس الخولاني، عن أبي ذر، عن النبي ﷺ فيما روى عن الله تبارك وتعالى: يا عبادي! إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته

[1] آل عمران:102

[2] النساء:1

[3] الاحزاب:70،71

بينكم محرما. فلا تظالموا. يا عبادي ! كلكم ضال إلا من هديته. فاستهدوني أهدكم. ياعبادي! كلكم جائع إلا من أطعمته. فاستطعموني أطعمكم. يا عبادي! كلكم عار إلا من كسوته. فاستكسوني أكسكم. ياعبادي إنكم تخطئون بالليل والنهار وأنا أغفر الذنوب جميعا فاستغفروني أغفر لكم. ياعبادي! إنكم لن تبلغوا ضري فتضروني، ولن تبلغوا نفعي فتنفعوني. ياعبادي! لو أن أولكم وآخركم. وإنسكم وجنكم. كانوا على أتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلك في ملكي شيئا. ياعبادي! لو أن أولكم وأخركم وإنسكم وجنكم. كانوا على أفجر قلب رجل واحد مانقص ذلك من ملكي شيئا. ياعبادي لو أن أولكم وأخركم وإنسكم وجنكم قاموا في صعيد واحد فسألوني. فأعطيت كل إنسان مسألته. مانقص ذلك مما عندي إلا كما ينقص المخيط إذا أدخل البحر. ياعبادي! إنما هي أعمالكم أحصيها لكم. ثم أوفيكم إياها . فمن وجد خيرا فليحمد الله، ومن وجد غير ذلك فلا يلومن إلا نفسه.

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں، بروایت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل فرمایا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی اپنی جامع میں، بتغییرِ الفاظ اسے ذکر فرمایا ہے، اس کے علاوہ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مسند میں موجود ہے۔ امام طبرانی رحمہ اللہ نے، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے، اس حدیث کو بیان فرمایا ہے، مگر اس کی سند ضعیف ہے۔

حدیث ابوذر کے خصائص ومحاسن

اس حدیث کے بہت سے خصائص ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

هو أشرف حديث لأهل الشام [1]

[1] جامع العلوم والحكم، ص٣، رقم الحديث:٢٤

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی: شامی رواۃ کی یہ سب سے عمدہ حدیث ہے۔اس حدیث کے تمام راویوں کا تعلق شام کے شہر دمشق سے ہے؛اسی لئے اس حدیث کو مسلسل بالدمشقیین کہا جاتا ہے،اور یہ چیز سند کے لطائف ومحاسن میں شمار ہوتی ہے؛ کیونکہ جب کسی حدیث کی سند کے تمام راوی ایک ہی شہر کے ہوں تو ان کے آپس میں لقاء کا معاملہ آسانی سے ثابت ہوجاتا ہے،برعکس اس کے کہ سند کے رواۃ کے علاقے مختلف ہوں،مثلاً شاگرد بغداد کا ہو اور اس کا شیخ نیشاپور کا ہوتو پھر ان کے آپس کے لقاء کا اثبات قدرے مشکل ہوجاتا ہے؛ کیونکہ بغداد اور نیشاپور میں ہزاروں میل کی مسافت پائی جاتی ہے۔اسی لئے شارحینِ حدیث،اثناء شرح اگر کسی سند کے تمام راوی ایک علاقے کے پاتے تو اس چیز کو لطائفِ اسناد میں بطورِ خاص ذکر کرتے،مثلاً: یوں کہتے:رواۃ ھذا الحدیث کلھم بصریون یاشامیون یا حجازیون وغیرہ،حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری شرحِ صحیح بخاری میں جا بجا اس نمونے کا کلام موجود ہے۔

اس حدیث کے اشرف ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوادریس الخولانی جب بھی اس حدیث کو روایت کرتے تو بڑے ادب کے ساتھ دوزانو ہوکر بیٹھ جاتے،چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان أبو إدريس الخولاني إذا حدث بهذا الحديث جثا على ركبتيه.[1]

واضح ہوکہ امام احمد بن حنبل کے قول کے مطابق اس حدیث کے اشرف ہونے،نیز ابوادریس خولانی کے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے دوزانو بیٹھنے کی وجہ یہی سمجھ آتی ہے کہ یہ حدیث عظیم المعانی اور کثیر المقاصد ہے،اس میں بہت سے اعتقادی،عملی اور تربوی

[1] مسلم،الرقم:۲۵۷۷

مسائل کا خزانہ موجود ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ نے اسے اربعین نوویہ میں شامل فرمایا ہے،اور حافظ ابن رجب الحنبلی البغدادی نے اس حدیث کو بھی رسول اللہ ﷺ کے جوامع الکلم میں شمار کرتے ہوئے،اس کی نفیس شرح فرمائی ہے،اربعین نوویہ کی شرح کے ضمن میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اور شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد حفظہ اللہ نے بھی اس کی عمدہ شرح کا اہتمام فرمایا ہے،اس کے علاوہ مصر کے عالم شیخ سعید بن عبدالعظیم نے بھی (شرح أشرف حديث لأهل الشام) کے نام سے،ایک مستقل رسالہ میں اس حدیث کی شرح اور بیانِ فوائد کا اہتمام کیا ہے۔

ترجمۂ حدیث

حدیث کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے،اس کے بعد ہم مذکورہ بالا علماء کی شروح میں سے کچھ نفائس اور کچھ اپنے زوائد کا ذکر کریں گے۔واللہ تعالیٰ ولی التوفیق.

''ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،وہ رسول اللہ ﷺ سے،جو وہ اپنے رب تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں،بیان فرمایا:اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے میرے بندو!بے شک میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کیا ہوا ہے،اور اسے تمہارے لئے بھی آپس میں حرام قرار دیتا ہوں،پس تم ظلم نہ کرو۔

اے میرے بندو!تم سب کے سب گمراہ ہو،مگر جسے میں ہدایت دوں،پس صرف مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو،میں ہی تمہیں ہدایت دونگا۔

اے میرے بندو!تم سب کے سب بھوکے ہو،مگر جسے میں کھلاؤں،پس مجھ ہی سے کھانا طلب کرو،میں سب کو کھلاؤنگا۔

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو، مگر جسے میں لباس پہناؤں، پس مجھ سے ہی لباس طلب کرو، میں ہی تمہیں لباس پہناؤنگا۔

اے میرے بندو! بلاشبہ تم سب کے سب دن رات گناہ کرتے ہو، اور میں ہی تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں، پس مجھ سے استغفار کرو، میں ہی تمہارے گناہوں کو معاف کرونگا۔

اے میرے بندو! تم نہ تو میرے کسی نقصان تک پہنچ سکتے ہو کہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکو اور نہ ہی میرے کسی نفع تک تمہاری رسائی ہے کہ مجھے کوئی نفع پہنچا سکو۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے تمام اگلے اور پچھلے اور تمام انسان وجن، ایک سب سے بڑے متقی انسان کے دل کا روپ دھارلیں تو میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہ کرسکیں گے۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے تمام اگلے اور پچھلے اور تمام انسان وجن، ایک سب سے بڑے فاسق وفاجر انسان کے دل کا روپ دھارلیں، تو میری بادشاہت میں سے کچھ کمی نہ کرسکیں گے۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے تمام اگلے اور پچھلے اور تمام انسان وجن، ایک میدان میں جمع ہوکر بیک وقت مجھ سے (جو چاہیں) مانگنے لگیں، اور میں اسی وقت سب کا سوال پورا کردوں تو میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی واقع نہیں ہوگی، جو سوئی کے سمندر میں ڈبوکر نکالنے سے، اس سمندر میں واقع ہوتی ہے۔

اے میرے بندو! تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں میں تمہارے لئے شمار کررہا ہوں، پھر ان اعمال کا تمہیں پورا پورا بدلہ دونگا، لہٰذا جو شخص اپنے اعمال میں نیکیاں پاتا ہے وہ خوب اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتا رہے، اور جو شخص برائیاں پاتا ہے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرتا رہے۔''

حدیث قدسی اوراس کا دیگر احادیث اور قرآن سے فرق

جس حدیث کو رسول اللہ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی طرف منسوب فرمادیں، اسے حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے، تو گویا حدیثِ قدسی ہر وہ حدیث ہے، جسے رسول اللہ ﷺ اپنے رب عزوجل سے روایت فرمائیں۔

قرآن وحدیث دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، [وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ][1]

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور دانائی نازل فرمائی۔

[وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝][2]

ترجمہ: اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

(ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه)[3]

یعنی: خبردار! مجھے قرآن اور اس کے مثل ایک اور چیز (حدیث) دی گئی ہے۔

مگر حدیث قدسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اس کی تشریف وتکریم کا مظہر ہے۔

اس بارہ میں علماء کی مختلف آراء ہیں کہ حدیثِ قدسی کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہیں، راجح قول یہی ہے کہ حدیثِ قدسی کا معنی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہیں۔

---

[1] النساء: ۱۱۳

[2] النجم: ۳،۴

[3] ابوداود: ۴۶۰۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ قدسی کا قرآن مجید سے یہی فرق ہے کہ قرآن مجید لفظاً ومعنیً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جبکہ حدیثِ قدسی، معنیً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہیں۔

حدیثِ قدسی کا دیگر احادیث سے فرق یہ ہے کہ عام احادیث قولاً یا فعلاً رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہوتی ہیں، جبکہ حدیثِ قدسی کو، رسول اللہ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے روایت فرماتے ہیں، اس نسبت میں حد درجہ کی تشریف ہے اور پوری کائنات میں یہ سب سے پاکیزہ سند ہے کہ اکرم الاولین والآخرین، اللہ تعالیٰ رب العالمین واِلٰہ العالمین سے براہِ راست روایت فرما رہے ہیں۔

اس لحاظ سے حدیثِ قدسی بہت زیادہ لائقِ توجہ اور متقاضیٔ اہتمام ہے، اور ممکن ہے اسی وجہ سے تابعی ابوادریس الخولانی سے اس حدیث کی روایت کا تقاضہ کیا جاتا تو وہ دوزانو بیٹھ کر سنایا کرتے۔

یہ حدیثِ رسول ﷺ کے ساتھ حسنِ ادب کی بڑی عمدہ مثال ہے، اور یہ درحقیقت ذاتِ رسول ﷺ کی تکریم وتعظیم ہے، ہر مسلمان پر یہ بات واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تکریم کا پہلو ہمیشہ ملحوظ رکھے، اور آپ ﷺ کی تکریم کا اولین تقاضا یہی ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث سے علماً وفہماً وعملاً واداءً تعلق قائم رکھے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور تعظیمِ حدیث

امام مالک رحمہ اللہ کے پاس جب طلابِ علم، سماعِ حدیث کیلئے آتے تو آپ باقاعدہ غسل کر کے، نفیس ترین لباس زیبِ تن فرما کے، خوشبوؤں میں معطر ہوکر باہر تشریف

لاتے اور بڑی ہیبت اور وقار کے ساتھ احادیث بیان فرماتے، ان سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا: أحب أن أعظم حديث النبي ﷺ.[1]

یعنی میری یہ خواہش اور چاہت رہتی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم کرتا رہوں۔ امام مالک رحمہ اللہ تو راہ چلتے یا راستہ میں کھڑے کھڑے حدیث بیان کرنا بھی خلافِ ادب تصور کرتے تھے۔

ابن العربی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"حرمة النبي ﷺ ميتا كحرمته حيا وكلامه المأثور بعدموته في الرفعة مثال كلامه المسموع من لفظه"[2]

یعنی: رسول اللہ ﷺ کی تعظیم، آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح زندگی میں، اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی احادیث کی رفعت وعظمت بالکل ایسی ہی ہے، جیسے وہ احادیث آپ ﷺ کی زندگی میں سامنے بیٹھ کر آپ کی زبانِ مبارک سے سن رہے ہیں۔

سعید بن المسیب بیماری اور نقاہت کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے، ان سے ایک حدیث کی بابت پوچھا گیا تو اُٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی۔

عبداللہ بن مبارک پیدل کہیں تشریف لے جا رہے تھے، ان سے ایک حدیث کے بارہ میں سوال کیا گیا، تو فرمایا: "ليس هذا من توقير العلم"[3]

یعنی: یہ علم (حدیث) کی توقیر کے منافی ہے۔

---

[1] جامع الأصول فی احادیث الرسول ۱/۱۸۲

[2] شرح البهجة الوردية، باب النكاح، ص: ۱۵۶

[3] المدخل إلى السنن الكبرى ۱/۳۲۴، الرقم: ۴۴۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرحِ حدیث

یہ حدیث دس عظیم الشان جملوں پر مشتمل ہے، ہم ہر جملہ کے تعلق سے الگ الگ اپنی معروضات پیش کرتے ہیں، وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

پہلا جملہ:

یا عبادي! إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرما. فلا تظالموا.

(حرمتِ ظلم)

اے میرے بندو! بے شک میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کیا ہوا ہے، اور اسے تمہارے لئے بھی آپس میں حرام قرار دیتا ہوں، پس تم ظلم نہ کرو۔

یاعبادی کی نداء، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جس کی خبر ہمیں اصدق المخبرین محمد ﷺ نے دی۔ یاعبادی کی نداء اس حدیث میں دس بار استعمال ہوئی ہے، جس کا معنی ہے: اے میرے بندو!

یہ نداء، اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ رفق اور رحمت کا مظہر ہے، اور پیار بھرا یہ انداز یقیناً بندوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف راغب کرے گا۔

عباد ,عبد کی جمع ہے اور عبد میں عبودیت یعنی غلامی کا معنی پایا جاتا ہے، تو اس حدیث کو سننے اور پڑھنے والا اس خطاب کو مستقل مدِنظر رکھے اور اپنے آپ کو، اپنے

پروردگار کی عبودیت کے جملہ تقاضوں کو ہمیشہ پورا کرتے رہنے کیلئے مستعد رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مخاطب کرکے ایک انتہائی اہم خبر دی، اور یہ خبر اللہ تعالیٰ کا بندوں پر احسانِ عظیم ہے، فرمایا: میں نے اپنی ذات پر ظلم کرنا حرام کرلیا ہے۔ حالانکہ وہ ظلم کرنے پر پوری طرح قادر ہے؛ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، اگر اللہ تعالیٰ ظلم کرنے پر قادر نہ ہوتا تو اپنی ذات سے ظلم کی نفی کسی مدح یا ثناء کا موجب نہ ہوتی۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے، قدرت کے باوجود، ظلم کا صدور ناممکن ومحال ہے، محال کیوں ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ظلم کی نفی فرمادی۔

ارشاد فرمایا: [وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴿٤٩﴾][1]

ترجمہ: اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔

نیز فرمایا: [وَمَآ أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴿٢٩﴾][2]

ترجمہ: اور نہ میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں۔

نیز فرمایا: [إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ][3]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

نیز فرمایا: [وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا﴿١١٢﴾][4]

ترجمہ: اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان والا بھی ہو تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا نہ حق تلفی کا۔

[1] الکھف:۴۹
[2] ق:۲۹
[3] النساء:۴۰
[4] طہ:۱۱۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو قدرت کے باوجود ظلم کی نفی کرنا، اللہ تعالیٰ کے جودوکرم اور رفق ورحمت کی عظیم دلیل ہے، یہ محبت بھری خبر بندوں کے اندر حوصلہ پیدا کرے گی اور بندے یہ سوچ کر اعمال صالحہ بجالائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حق تلفی یا ظلم کا امکان نہیں ہے۔

ویسے بھی ظلم ایک قباحت ہے اور بہت بڑا عیب شمار ہوتا ہے، اور اللہ رب العزت ہر عیب سے پاک ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ظلم مخلوقات کا فعل ہے، اور مخلوقات کا ہر فعل درحقیقت اللہ تعالیٰ کا تخلیق کردہ ہے تو بھلا اللہ تعالیٰ جو خالق ہے، مخلوقات کے افعال سے کیسے متصف ہوسکتا ہے، یہ نکتہ حافظ ابن رجب البغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں بیان فرمایا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظلم کا اصل معنی: حد سے تجاوز کرنا ہے، اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کیلئے حد بندی کون کرسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی صفات میں حسنِ ادب کا ایک اہم پہلو

اللہ تعالیٰ کی صفات میں حسنِ ادب کا ایک لازمی پہلو یہ ہے کہ جب اس کی ذات سے کسی بھی صفتِ نقص کی نفی کی جائے گی تو اس کے مقابلے میں جو صفتِ کمال ہوگی، اس کا اللہ تعالیٰ کیلئے لازماً اثبات کیا جائے گا، تو ظلم کے مقابلے میں عدل ہے، اللہ تعالیٰ ظلم نہیں فرماتا، بلکہ وہ ذات کمالِ عدل سے متصف ہے۔

ظلم چونکہ ایک ناپسندیدہ اور انتہائی معیوب خصلت ہے، لہذا اللہ تعالیٰ سے اس کا صدور مستحیل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے بندوں پر بھی ظلم حرام کردیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وجعلته بينكم محرما کہ میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دے دیا ہے۔

"فلا تظالموا" یہ 'ظا' کے فتحہ اور تشدید کے ساتھ ہے، جو اصل میں "تتظالموا" تھا، باب تفاعل کے فاءِ کلمہ میں 'ظا' آگئی، لہذا بمطابقِ قاعدہ تاءِ تفاعل کو 'ظا' میں تبدیل کیا گیا اور 'ظا' کو 'ظا' میں ادغام کردیا گیا۔ باب تفاعل میں مشارکت کا معنی پایا جاتا ہے، اس لئے "لاتظالموا" کا معنی یہ ہوگا کہ تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اور یہ جملہ، سابقہ جملہ وجعلته بينكم محرما کی تاکید ہے، گویا اس حدیث میں بڑی تاکید کے ساتھ ظلم کی حرمت وارد ہے۔

ظلم کی سب سے بڑی صورت شرک ہے

اور نہ ہی کوئی شخص اپنے نفس پر ظلم کرے، اپنے اوپر ظلم کرنے کی سب سے بڑی اور مقدم صورت شرک ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۝۱۳][1]

ترجمہ: بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

شرک ظلمِ عظیم اس لئے ہے کہ مشرک، غیراللہ کی پرستش کرکے مخلوق کو، مرتبۂ خالق پر فائز کردیتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کفار کو ظالم کہا ہے، فرمایا:

[وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۲۵۴][2]

یعنی: کافر ہی ظالم ہیں۔

---

[1] لقمان:۱۳

[2] البقرۃ:۲۵۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واضح ہو کہ بندے کا شرک کے علاوہ دیگر معاصی کا ارتکاب بھی اپنے اوپر ظلم ہی قرار پائے گا، لیکن معاصی کا ظلم، شرک کے ظلم سے چھوٹا ہوتا ہے۔

ظلم کی دوسری صورت، دوسروں پر ظلم کرنا

ظلم کی دوسری صورت، دوسروں پر ظلم کرنا ہے، یہ بھی بہت بڑی معصیت ہے، ہر شخص کو چاہیے کہ نہ تو اپنے نفس پر ظلم کرے نہ دوسروں پر۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان الظلم ظلمات یوم القیامة"[1]

یعنی: ظلم تو قیامت کے اندھیرے ہیں۔

عن ابی موسیٰ الأشعری رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال: (إن الله ليملى للظالم حتى إذا أخذه لم يفلته.ثم قرأ: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾)[2]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے اور جب اسے اپنی گرفت میں لے لے گا تو پھر نہیں چھوڑے گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ''تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے۔''

حجۃ الوداع کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

---

[1] بخاری:۲۴۴۷ مسلم:۲۵۷۷

[2] بخاری:۴۶۷۶ مسلم:۲۵۸۱

(إن دمائكم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا)[1]

یعنی: بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر، اس دن، اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح، حرام ہیں۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال من كانت عنده مظلمة لأخيه فليتحلل منها فإنه ليس ثم دينار ولا درهم من قبل أن يأخذ لأخيه من حسناته فإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات أخيه فطرحت عليه.[2]

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر کوئی ظلم کیا ہے، تو آج ہی اس سے بری ہو جائے، کل قیامت کے دن تمہارے پاس جان چھڑانے کیلئے کوئی درہم و دینار نہ ہوگا، بلکہ تمہاری نیکیاں، مظلوم کو دے دی جائیں گی، اور اگر تمہارے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ تم پر تھوپ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"واتق دعوة المظلوم فإنه ليس بينها وبين الله حجاب"[3]

یعنی: تم مظلوم کی بددعا سے بچو؛ کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

یہ تمام نصوص ہمیں کسی بھی نوعیت کے ظلم کے ارتکاب سے روکتے ہیں، حتی کہ اپنی جان

---

[1] بخاری:۶۷ مسلم:۴۳۸۳

[2] بخاری:۲۴۴۹

[3] بخاری:۲۴۴۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تک پر ظلم روا نہیں ہے، تو پھر ان نصوص کا تقاضا یہی ہے کہ انسان کی زندگی عدل واعتدال کے ساتھ بسر ہو، یعنی اپنے نفس پر ظلم نہ کرے اور دوسروں پر بھی ظلم کرنے سے باز رہے۔

معاشرتی ظلم کی بعض صورتیں

کچھ لوگ اس تعلق سے عدل واعتدال کا منہج اپنانے سے قاصر رہتے ہیں.

مثلاً: والدین کے حقوق تو بحسن وخوبی ادا کر لیتے ہیں، مگر بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی بلکہ ظلم وتعدی برتتے رہتے ہیں، کچھ کا عمل اس سے بالکل برعکس ہوتا ہے، جبکہ شرعی مطلوب یہی ہے کہ ہر ایک سے تعلق عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قائم رکھا جائے۔

صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"إن لربك عليك حقا وإن لنفسك عليك حقا ولأهلك عليك حقا فأعط كل ذي حق حقه"[1]

یعنی: تم پر تمہارے رب تعالیٰ کے کچھ حقوق ہیں، کچھ تمہارے نفس کے حقوق ہیں، اور کچھ تمہارے اہل وعیال کے حقوق ہیں، پس ہر صاحب حق کو اس کا حق ضرور ادا کردو۔

کیونکہ کسی بھی انسان کی معمولی سی حق تلفی بھی بڑے بھیانک عذاب کا موجب بن سکتی ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"من اقتطع حق امرئ مسلم بيمينه فقد أوجب الله له النار وحرم عليه الجنة.فقال رجل :وإن كان يسيرا يارسول الله؟ فقال: وإن كان قضيبا من أراك"[2]

[1] بخاری:۱۹۶۸

[2] مسلم:۳۵۳

یعنی: جس شخص نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جہنم واجب کر دیگا اور جنت حرام کر دے گا۔ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ اگرچہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو؟ فرمایا: خواہ درخت کی ایک چھوٹی سی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

وہ حدیث بھی سب کے علم میں ہے، جس میں اپنے کسی بھائی کی بالشت بھر زمین پر قبضہ کر لینے والے کی گردن میں روزِ قیامت ستر زمینوں کا طوق ڈال دیا جائے گا۔

اسی لئے امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ لوگوں کے مابین عدل واعتدال قائم رکھنے اور ظلم سے بچے رہنے کے تعلق سے شدید احتیاط فرمایا کرتے تھے، آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں مکمل عدل قائم فرماتے، اور ساتھ ساتھ مستقل یہ دعا کرتے رہتے:

"أللهم هذا قسمي فيما أملك فلا تؤاخذني فيما تملك ولا أملك"[1]

یعنی: اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے، جس پر مجھے کنٹرول حاصل ہے، پس اس معاملہ میں میری پکڑ نہ کیجیو، جس کا تو مالک ہے اور جو میرے اختیار میں نہیں ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے ہمیشہ عدل واعتدال برتنے کی تلقین کی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى][2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

نیز فرمایا: [وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝][3]

[1] ترمذی:۱۱۴۰

[2] النحل:۹۰

[3] الحجرات:۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے:

"إن المقسطين عندالله على منابر من نور،الذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولوا" [1]

یعنی: بے شک عدل کرنے والے (روزِ قیامت) اللہ کے پاس نور کے منبروں پر جلوہ گر ہونگے، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں اور اپنے اہل وعیال میں اور اپنے تفویض کردہ عہدہ میں عدل قائم رکھا کرتے تھے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان سات افراد کا ذکر فرمایا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میدانِ محشر میں سایہ عطا فرمائے گا، ان میں سے ایک امام عادل ہے۔

ہمارے عدل کے اولین مستحق، اللہ اور اس کا رسول ہیں

واضح ہو کہ ہمارے عدل کا پہلا مستحق، اللہ رب العزت ہے، چنانچہ ہم اس کی توحید کی معرفت حاصل کریں اور اس کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں کسی قسم کا شرک روا نہ رکھیں، قرآن حکیم نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ہمیشہ اس کی اطاعت کریں اور کبھی اس کی نافرمانی نہ کریں، اور ہمیشہ اس کا ذکر کرتے رہیں اور کبھی اسے نہ بھولیں، اور ہمیشہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہیں اور کبھی ناشکری نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد، رسول اللہ ﷺ کی ذات ہمارے عدل کی مستحق ہیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے تعلق سے آپ کے جملہ حقوق پورے کرتے

[1] مسلم: ۴۷۲۱

رہیں، آپ ﷺ پر ایمان لانا، آپ کا اولین حق ہے، اس کے بعد آپ ﷺ کی تعظیم وتجلیل آپ کا حق ہے، پھر آپ ﷺ سے، کائنات کے ہر فرد سے بڑھ کر محبت کرنا آپ کا حق ہے، پھر آپ ﷺ کی ہمیشہ اطاعت کرنا اور دوسروں کی اطاعت سے گریزاں رہنا آپ کا حق ہے، آپ ﷺ پر بکثرت درود وسلام پڑھنا آپ کا حق ہے، ان تمام حقوق کی ادائیگی بجالانا انتہائی مقدم واہم ہے، جس پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔

اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے لوگوں کے حقوق ہیں، مثلاً: حقوقِ والدین، حقوقِ اولاد، حقوقِ زوجہ، حقوق الجار وغیرہ وغیرہ۔

ہم اپنے آپ کو اور پھر آپ سب کو عدل واعتدال قائم رکھنے اور کسی بھی انسان پر ظلم سے بچے رہنے کی نصیحت کرتے ہیں، اور اگر کسی شخص پر کسی قسم کا ظلم ہو چکا ہے تو اس پر توبہ کی تلقین کرتے ہیں؛ کیونکہ توبہ کرنا بھی عدل ہے جبکہ توبہ سے گریز کرنا عینِ ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝] [1]

یعنی: جو لوگ توبہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

[1] الحجرات: ۱۱

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسرا جملہ:

یا عبادي! کلکم ضال إلا من هدیته، فاستهدوني أهدکم.

(اللہ سے ہدایت طلب کرو)

اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو، مگر جسے میں ہدایت دوں، پس صرف مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو، میں ہی تمہیں ہدایت دونگا۔

بندوں میں اصل، گمراہی ہے

اس سے ثابت ہوا کہ بندوں میں اصل، گمراہی ہے، بالفاظِ دیگر ہر بندہ اصلاً گمراہ ہے، اور ہدایت پانے کیلئے اپنے رب تعالیٰ کا محتاج ہے، نیز اس تعلیم کا محتاج ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کیلئے معیار قرار دیا ہے۔

یہاں ایک سوال جنم لیتا ہے، اور وہ یہ کہ اس حدیث میں تمام بندوں کے اصلاً گمراہ ہونے کا ذکر ہے، جبکہ بعض دیگر احادیث میں اصلاً ہدایت پر قائم رہنے کا ذکر ملتا ہے، مثلاً:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان:

"کل مولود یولد علی الفطرة"[1]

یعنی: ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"خلقت عبادي حنفاء فاجتالتهم الشیاطین"[2]

[1] بخاری:۱۳۸۵

[2] مسلم:۷۲۰۷

یعنی: میں نے اپنے بندوں کو مسلمان پیدا کیا ہے اور شیاطین نے انہیں گمراہ کر ڈالا۔

واضح ہو کہ ان احادیث کے مابین کوئی تعارض نہیں ہے، بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو یقیناً فطرتِ اسلام پر پیدا کیا ہے، اور اس کے اندر فطرۃً قبولِ حق کا مادہ رکھا ہے، مگر وہ علم سے مالا مال ہو کر تو پیدا نہیں ہوتا، بلکہ جاہل پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ][1]

یعنی: اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس طرح نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اور اسی چیز کو حدیثِ زیرِ بحث میں گمراہی سے تعبیر کیا گیا ہے؛ کیونکہ عدمِ علم بھی ضلالت ہی شمار ہوتی ہے، کما فی قولہ تعالیٰ: [وَوَجَدَكَ ضَاۗلًّا فَهَدٰى ۠][2] جس کا معنی یہ ہے کہ اے محمد (ﷺ) ہم نے تجھے غیر عالم پایا پس (علمِ صحیح) کی ہدایت دے دی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہر انسان پیدا تو سلیم الفطرت ہوتا ہے، مگر جاہل ہوتا ہے، اس کے اندر بالقوۃ قبولِ حق کی استعداد ہوتی ہے، اب اگر وہ انبیاء کرام کی تعلیمات کو اپناتا ہے، جو کہ ہدایت کا منبع ومخزن ہوتی ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرتا رہتا ہے، تو وہ یقیناً زیورِ ہدایت سے آراستہ وپیراستہ ہو جائے گا، لیکن اگر وہ اپنے اندر فطرۃً قبولِ حق کی استعداد کے باوجود، وحیٔ الٰہی سے ہدایت حاصل نہیں کرتا اور نہ ہی صدقِ دل سے ہدایت کی دعا کرتا ہے تو وہ گمراہ ہی رہتا ہے۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ اسی نکتہ کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[1] النحل:۷۸

[2] الضحیٰ:۷

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قد ظن بعضهم أنه معارض لحديث عياض بن حمار عن النبي ﷺ (يقول الله عزوجل :خلقت عبادي حنفاء-وفي رواية:مسلمين- فاجتالتهم الشياطين) وليس كذلك، فإن الله خلق بني آدم وفطرهم على قبول الإسلام والميل إليه دون غيره، والتهيؤ لذلك والاستعداد له بالقوة ،لكن لابد للعبد من تعليم الإسلام بالفعل، فإنه قبل التعليم جاهل لايعلم شيئا، كما قال عزوجل: (والله أخرجكم من بطون امهاتكم لاتعلمون شيئا) وقال لنبيه ﷺ: (ووجدك ضالا فهدى) والمراد وجدك غير عالم بما علمك من الكتاب والحكمة.[1]

یعنی: کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ حدیث، عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی معارض ہے، جس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندوں کو مسلمان پیدا کیا ہے، پس شیاطین نے انہیں اُچک کر گمراہ کردیا۔

یہاں تعارض والی کوئی بات نہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو پیدا فرمایا اور انہیں قبول اسلام اور صرف میل الی الاسلام کی فطرت عطا فرمائی، گویا ان کے اندر قبولِ اسلام کی استعداد بالقوۃ موجود ہے، اب ضروری ہے کہ پیدا ہو کر وہ بالفعل تعلیم اسلام کو قبول کریں، بصورتِ دیگر وہ جاہل یعنی گمراہ ہی رہیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ أُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ][2]

یعنی: اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس طرح نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: [وَوَجَدَكَ ضَاۗلًّا فَهَدٰى ۝][3]

[1] جامع العلوم والحکم، الجزء ۱/۲۲۵

[2] النحل:۷۸

[3] الضحیٰ:۷

جس کا معنی یہ ہے کہ اے محمد (ﷺ) ہم نے تجھے غیر عالم پایا پس علمِ صحیح یعنی کتاب وسنت کی ہدایت دے دی۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

انسان قبولِ حق کی فطرت لیکر پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اگر اسے حق وہدایت کے اسباب فراہم فرمادے تو وہ بالفعل حق کو قبول کرنے والا بن جائے گا، اس سے قبل وہ بالقوۃ قبول کرنے والا تھا۔

اور اگر وہ بالفعل، قبولِ ہدایت پر آمادہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسے لوگ مسلط فرمادے گا جو اس کی فطرتِ قبولِ حق کو تبدیل کرڈالیں گے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کل مولود یولد علی الفطرۃ فأبواہ یہودانہ وینصرانہ ویمجسانہ"[1]

یعنی: ہر پیدا ہونے والا، فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

صراطِ مستقیم مانگنے کا طریقہ

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ ہم طلبِ ہدایت کیلئے، حددرجہ اپنے رب کریم کے محتاج ومفتقر ہیں، بندوں کے اسی احتیاج وافتقار کو واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ، جسے ام الکتاب اور السبع المثانی ہونے کا شرف حاصل ہے، میں ایک ہی دعا ذکر فرمائی: [اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝][2]

اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت دے دے۔

[1] بخاری:۱۳۸۵

[2] الفاتحۃ:۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ بات معلوم ہے کہ سورۃ الفاتحہ جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، دن رات میں بار بار پڑھی جاتی ہے، گویا صراطِ مستقیم کی ہدایت کی بالاصرار و بالتکرار دعا کی جاتی ہے، اور اس دعا سے قبل اللہ تعالیٰ کے دربار میں انتہائی قوی وسیلے پیش کیے جاتے ہیں، شیخ الاسلام الثانی علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولما كان سؤال الله الهداية إلى الصراط المستقيم أجل المطالب ونيله أشرف المواهب، علم الله عباده كيفية سؤاله وأمرهم أن يقدموا بين يديه حمده والثناء عليه وتمجيده ثم ذكر عبوديتهم وتوحيدهم، فهاتان وسيلتان إلى مطلوبهم توسل إليه بأسمائه وصفاته وتوسل إليه بعبوديته، وهاتان الوسيلتان لا يكاد يرد معهما الدعاء۔[1]

یعنی: جبکہ اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم کی ہدایت کا سوال سب سے بڑا مطلب شرعی ہے، اور صراطِ مستقیم کا حصول سب سے عمدہ اور اعلیٰ تحفہ ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صراطِ مستقیم کے سوال کا طریقہ بتا دیا، اور انہیں حکم دیا کہ اس سوال سے قبل، اللہ تعالیٰ کی حمد، ثناء اور بزرگی کا وسیلہ پیش کرو، پھر اپنی توحید اور اللہ تعالیٰ کیلئے عبودیت کا وسیلہ بھی پیش کرو، گویا اس عظیم مطلوب کے حصول کیلئے دو وسیلے پیش کرو، ایک اس کے اسماء وصفات کا دوسرا اس کے سامنے اپنی عبودیت کے اظہار کا، اور یہ دو وسیلے ایسے ہیں جنہیں پیش کرنے سے کوئی دعا، رد نہیں کی جاتی۔

پھر علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ان دو حدیثوں کی مثال دی، جو ایک دعا پر مشتمل ہیں اور جن میں اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم مذکور ہے، ان دونوں دعاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ کے

[1] التفسیر القیم لابن القیم، جزء ۱/۲۳

سامنے یہی دو وسیلے پیش کیے گئے۔

یہ دونوں دعائیں صحیح ابن حبان، مسند احمد اور جامع ترمذی میں مروی ہیں، ایک بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا وہ یہ دعا کر رہا تھا:

اسم اعظم

"أللهم إني اسئلك بأني أشهد أنك الله الذي لا إله إلا أنت الأحد الصمد الذي لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد"[1]

یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کیوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ ہے، کوئی معبودِ حق نہیں ہے مگر تو، تو اکیلا و یکتا ہے، کامل و اکمل ہے، جس کا نہ تو بیٹا ہے نہ باپ، اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سنی تو فرمایا:

"والذي نفسي بيده لقد سأل الله بإسمه الأعظم الذي إذا دعي به أجاب وإذا سئل به أعطى"

یعنی: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے تو اللہ تعالیٰ کے اس اسمِ اعظم کے وسیلے سے دعا کر ڈالی ہے کہ جب بھی اس اسمِ اعظم کے وسیلے سے دعا کی جائے گی تو وہ اسے قبول کر لے گا، اور جب بھی اس کے واسطہ سے سوال کیا جائے گا تو وہ ضرور عطا فرمائے گا۔

دوسری حدیث جنابِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں آپ ﷺ نے یہی

[1] ترمذی: ۳۴۷۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات ایک دوسرے شخص سے کہی تھی، اس شخص نے ان الفاظ سے دعا مانگی تھی:

"ألّلهم إني اسئلك بأن لك الحمد لاإله إلا أنت ،المنان، بديع السموات والأرض ،ذاالجلال والإكرام ،ياحي ياقيوم "[1]

یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اس وسیلہ سے کہ تیرے ہی لئے ہر قسم کی حمد ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ حق نہیں، تو خوب احسان کرنے والا ہے، آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے، بڑے جلال والا اور خوب انعام دینے والا ہے، اے زندہ اور قائم رکھنے والی ذات۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"لقد سأل الله باسم الأعظم "

اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں دعاؤں کی قبولیت کو یقینی ذکر فرمایا، آپ حضرات بغور دیکھ لیجئے ان دونوں دعاؤں میں وسیلہ کی دونوں قسمیں موجود ہیں، یعنی: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے فقر و احتیاج اور عبودیت کا وسیلہ۔

رسول اللہ ﷺ ہر رات اپنی تہجد کی نماز کا آغاز ایک دعا سے فرماتے، اس دعا میں بڑے الحاح کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کرتے، یہ بھی ایک عظیم الشان شرعی مطلوب و مقصود ہے، اس دعا پر بھی غور کر لیجئے، رسول اللہ ﷺ طلبِ مغفرت سے قبل، اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے اسماء وصفات اور اپنی عبودیت کا وسیلہ پیش فرما رہے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ حدیث لائے

[1] ابوداؤد: ۱۴۹۰

ہیں کہ آپ ﷺ جب رات کا قیام شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

ألّلهم لك الحمد أنت نور السموات والأرض ومن فيهن، ولك الحمد، أنت قيوم السموات والأرض ومن فيهن، ولك الحمد، أنت الحق، ووعدك الحق،ولقاؤك حق، والجنة حق، والنار حق، والنبيون حق، والساعة حق، ومحمد حق، ألّلهم لك أسلمت، وبك آمنت، وعليك توكلت، وإليك أنبت، وبك خاصمت، وإليك حاكمت، فاغفرلي وما قدمت وماأخرت، وما أسررت وما أعلنت،أنت إلهي لاإله إلا أنت.[1]

یعنی: اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، تو آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے، کا نور ہے، ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، تو آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے، کو قائم رکھنے والا ہے، ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، تو ہی حق ہے، اور تیرا وعدہ حق ہے، اور تیری ملاقات حق ہے، اور جنت حق ہے، اور جہنم حق ہے، اور تمام نبی حق ہیں، اور قیامت حق ہے، اور محمد (ﷺ) حق ہیں، اے اللہ! میں تیرے لئے اسلام لایا، اور تجھ پر ایمان لایا، اور تجھ پر ہی توکل کرتا ہوں، اور تیری ہی طرف انابت اختیار کرتا ہوں، اور تیری توفیق کے ساتھ (معاندین) سے خصومت کرتا ہوں، تیری ہی طرف تمام فیصلوں کو لوٹاتا ہوں، پس مجھے معاف کر دے، میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے تمام گناہوں کو، تو ہی میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ حق نہیں ہے۔

اس دعا میں ألّلهم لك الحمد ...الخ اسماء وصفات کا وسیلہ ہے، اور لك أسلمت ...الخ عبودیت کا وسیلہ ہے، اور یہ دونوں وسیلے پیش کر کے ایک عظیم مقصد طلب کیا گیا،

[1] بخاری: ۷۴۹۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی فاغفرلی ما قدمت...إلی آخرہ.

ہدایت کی دعا کرنا ضروری ہے

واضح ہو کہ ایک بندۂ مومن کیلئے دن رات ہدایت کی دعا کرنا نہایت ضروری ہے، جیسے مچھلی کا پانی کے بغیر اور کسی بھی ذی روح کا ہوا کے بغیر گذارا نہیں، اسی طرح ایک بندۂ مومن کا دعاءِ ہدایت کے بغیر گذارا نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک مقام پر، اس شرعی مقصد پر تفصیلی کلام کیا ہے، اور طلبِ ہدایت سے مراد دو چیزیں ذکر فرمائی ہیں: ایک اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم کی ہدایت طلب کرنا، دوسری اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم کی ہدایت پر ہمیشہ قائم رکھنا۔

ہم کہتے ہیں کہ ایک تیسری چیز اور بھی ذہن میں ہونی چاہئے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس ہدایت میں اضافہ فرماتا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کے ذکر میں فرمایا:

[إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾][1]

یعنی: وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب کے ساتھ ایمان لا چکے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں مزید اضافہ فرمادیا۔

ہدایت، اصل حیات ہے

صراطِ مستقیم کی ہدایت وہ نور ہے جس کے بغیر انسان اندھا ہے، بلکہ صراطِ مستقیم کی ہدایت، اصل حیات ہے، جس کے بغیر ایک انسان زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[1] الکہف:۱۳

[أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا][1]

یعنی: جو شخص مردہ ہو، پس ہم اسے زندہ کردیں اور اسے نور عطا فرمادیں جس کے ساتھ وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جو اندھیروں میں ٹامکٹوئیاں مارتا رہے، اور کبھی اندھیروں سے نکل نہ سکے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی ہدایت کو حیات اور نور قرار دیا ہے، اور عدمِ ہدایت کو موت اور ظلمت کہا ہے۔

رسول اللہ (ﷺ) کا ہدایت کی دعا کرنا

رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے، ہدایت کی دعا کرتے رہنا ثابت ہوتا ہے، حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، بلکہ افضل الرسل اور سید ولد آدم ہیں، جب آپ ﷺ اس کثرت والحاح سے ہدایت کی دعا فرمایا کرتے تھے تو ہمیں اس دعا کا کس قدر احتیاج ہے، اسی لئے حدیثِ زیر بحث میں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے: "فاستهدوني أهدكم" یعنی: پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دونگا۔

آپ ﷺ کی ایک دعا یوں ہے:

"أللهم إنا نسألك الهدى والتقى والعفاف والغنى"[2]

یعنی: اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی، اور غنی کا سوال کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے:

[1] الانعام:۱۲۲

[2] مسلم:۲۹۰۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"إهدني لما أختلف فيه من الحق بإذنك إنك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم" [1]

یعنی: اے اللہ! حق میں جو اختلاف کیا جائے، مجھے اس میں اپنے امر سے ہدایت کا راستہ دکھلا دے، بے شک تو جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے نواسہ حسن رضی اللہ عنہ کو دعاء قنوت تعلیم فرمائی تھی، جس کا پہلا جملہ یہ ہے: "أللهم اهدني فيمن هديت" [2]

یعنی: اے اللہ! مجھے ہدایت دے دے اپنے ان بندوں میں جنہیں تو نے ہدایت دی۔

اس دعا میں دو درخواستیں ہیں: ایک ہدایت کی اور دوسری ہدایت یافتہ بندوں میں شامل ہونے کی۔

اس لحاظ سے یہ دعا نہایت عظیم الشان ہے؛ کیونکہ ہدایت یافتہ بندے انبیاء و مرسلین ہیں، صدیقین، شہداء، اور صالحین ہیں، جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے:

[وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۝] [3]

یعنی: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہے گا، وہ ان بندوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا: وہ انبیاء ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں، اور صالحین ہیں، یہ کتنی عمدہ رفاقت ہے۔

[1] مسلم، الرقم: ۱۸۴۷

[2] نسائی، الرقم: ۱۷۴۴

[3] النساء: ۶۹

رسول اللہ ﷺ چھینک مارنے والے کو یہ جواب دینے کی تلقین فرمایا کرتے تھے: "يهديكم الله ويصلح بالكم" یعنی: اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت پر رکھے اور تمہارے تمام امور سیدھے کر دے۔ [1]

جو لوگ ہدایت کا کام کرتے رہتے ہیں وہ عنداللہ نہایت برگزیدہ ہیں؛ کیونکہ انہوں نے اپنے کاندھوں پر انبیاء و مرسلین کا مشن اٹھا رکھا ہے، اور اگر ان کی دعوت سے ایک شخص بھی راہِ راست پر آجائے تو اس عمل کو دنیا کا سب سے قیمتی اثاثہ قرار دیا گیا ہے۔

آپ علیہ السلام نے امیر المؤمنین جنابِ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

"لأن يهدي الله بك رجلا واحدا خير لك من حمر النعم" [2]

یعنی: اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے، تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

واضح ہو کہ اہلِ عرب کے نزدیک سب سے قیمتی اور نفیس مال، سرخ اونٹ ہوا کرتا تھا۔

ہدایت کے متعلق اہم نکتہ

آخر میں سب سے اہم نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ خواہ طلبِ ہدایت ہو یا استقامت علی الهدایت یا ہدایت بر ہدایت ہو، ان سب کی اساس وحی الٰہی یعنی کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[1] المستدرک، الرقم: ۷۶۹۴

[2] بخاری: ۲۹۴۲

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"ترکت فیکم ما إن اعتصمتم به فلن تضلوا أبدا: کتاب الله وسنتي"[1]

یعنی: میں تمہارے بیچ جو کچھ چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے پوری قوت سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔

لہٰذا وحی الٰہی سے ہٹ کر کوئی راستہ، صراطِ مستقیم کی ہدایت پر منتج نہیں ہو سکتا، آراء الرجال اور اھواء نفس، یا آباء واجداد، یا قوم وقبیلہ یا کسی بھی پیر ومرشد کی پیروی سے صراط مستقیم حاصل نہیں ہو سکتا۔

[فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؀ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔــلُوْنَ ؀][2]

ترجمہ: پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں بیشک آپ راہ راست پر ہیں اور یقیناً یہ (خود) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے نصیحت ہے اور عنقریب تم لوگ پوچھے جاؤ گے۔

ooooooooooo

[1] مستدرل حاکم: ۱/۹۳

[2] الزخرف: ۴۳،۴۴

صدارتی خطبہ

توحید عبادت اور توحیدِ طریقِ عبادت

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات أعما لنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلاهادي له. وأشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

يَآَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ﴿۱۰۲﴾

(آل عمران:۱۰۲)

يَآَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا﴿۱﴾ (النساء: ۱)

يَآَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا﴿۷۰﴾ يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا﴿۷۱﴾

(الاحزاب:۷۰،۷۱)

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار.

تخلیق انسان عبث نہیں ہے

اللہ تعالیٰ اکیلا پوری کائنات کا خالق ہے،[اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ][1]

(یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا)

اس خلق میں کسی دوسرے کی بمقدار ذرہ بھی کوئی شراکت نہیں ہے،[هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ

[1] الاعراف:۵۴

غَيۡرُ اللّٰهِ][1]

کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے؟ (ہرگز نہیں)

دین کا تھوڑا سا دَرک رکھنے والا انسان بھی بخوبی یہ بات جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کا خلق عبث نہیں ہے، بلکہ حکمتوں سے بھرپور ہے، خواہ ہمیں ان حکمتوں کی آگاہی ہو یا نہ۔

یہ بات معلوم ہے کہ تمام مخلوقات میں، اللہ تعالیٰ کی سب سے اشرف واعلیٰ خلق، حضرتِ انسان ہے۔[لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ﴿۴﴾][2]

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

تو پھر اس اشرف المخلوقات یعنی انسان کی خلق عبث کیسے ہو سکتی ہے؟

[اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ﴿۱۱۵﴾][3]

کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔

اس آیتِ کریمہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

ایک یہ کہ انسان کا خلق عبث نہیں ہے، بلکہ ایک انتہائی پاکیزہ اور مقدس حکمت کے تحت ہے، جس کی معرفت از حد ضروری ہے، پھر اس معرفت کے بعد عملی جامہ پہنانا اس سے بھی ضروری ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تمام انسان اپنی موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں

[1] فاطر:۳

[2] التین:۴

[3] المؤمنون:۱۱۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گے،اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جائیں گے،تا کہ وہ ان سے اس بابت حساب لے،اورتا کہ جولوگ اپنے مقصدِ تخلیق کی صحیح معرفت حاصل کر کے زندگی بھر اسے اختیار کئے رہے،انہیں جنت النعیم کی صورت میں بے مثل اوردائمی اجروثواب کا مستحق قرار دے۔

اور جولوگ اپنے مقصدِ تخلیق کوسمجھ نہ سکے یا صحیح طور سمجھنے سے قاصر رہے یا سمجھ لینے کے باوجود اسے عملی جامہ نہ پہنا سکے،انہیں جہنم کے دردناک عذاب میں جلتے اور جھلستے رہنے کا مستحق ٹھہرادے۔

انسانوں کی تخلیق کاارفع واعلیٰ مقصد یہ ہے:

[وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝][1]

ترجمہ:میں نے جنات اورانسانوں کومحض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں نہ میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں اللہ تعالیٰ توخودہی سب کاروزی رساں توانائی والااورزورآورہے۔

ثابت ہوا کہ ہم سب کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے،اوروہ بھی صرف اللہ رب العزت کی۔

اس کے علاوہ دوسرا کوئی مقصدنہ توموجود ہے اورنہ ہی قابلِ قبول۔

معرفت عبادت کے دوقواعد

عبادت کی صحیح تحقیق ومعرفت دوقواعد کے ساتھ ہے،پہلا قاعدہ (لاالٰہ الااللہ) پر مبنی

[1] الذریات:۵۶تا۵۸

ہے،جبکہ دوسرا قاعدہ (محمدرسول اللہ) پر،چنانچہ عبادات کے تعلق سے صحیح تحقیق ومعرفت، اسی شخص کی مقبول ومعتبر تصور کی جائے گی،جس کی ہرلحظہ ولمحہ کی عبادات (لاالٰہ الااللہ محمدرسول اللہ) پرقائم ہوجائے۔

(لاالٰہ الااللہ) سے مراد توحیدِ عبادت ہے،یعنی ہرقسم کی عبادت صرف اللہ رب العزت کیلئے ہے،کسی عبادت کا کوئی حصہ خواہ وہ سوئی کے ناکے کے برابر کیوں نہ ہو،غیراللہ کیلئے جائز نہیں ہے،ورنہ آپ کی عبادت کی پوری عمارت ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جائے گی،اورکل جب حشر کامیدان قائم ہوگاتواس کی عنداللہ کوئی پذیرائی نہ ہوگی۔

(محمدرسول اللہ) سے مراد توحیدِ طریقِ عبادت ہے،یعنی ہرقسم کی عبادت کا ہر ہر جزء صرف رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہو،کسی بھی عبادت کے کسی بھی حصہ میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کا کوئی شائبہ نہ ہو،ورنہ اسے میدانِ حشر میں مکمل طور پہ رد کردیا جائے گا،اورایسی عبادت کولانے والاانسان خسرانِ مبین کاشکارہوجائے گا۔

سامعین حضرات!اب تک کی گفتگو کاخلاصہ یہ ہے کہ ہم سب کی تخلیق کا مقصدعبادت ہے،عبادت کی صحیح تحقیق ومعرفت دوقواعد پر ہے:

پہلا قاعدہ:توحیدِعبادت،جس کامعنی یہ ہے کہ ہرقسم کی عبادت کا مستحق صرف اللہ رب العزت ہے،اوریہ(لاالٰہ الااللہ) کامعنی ہے۔

دوسرا قاعدہ:توحیدِ طریقِ عبادت،جس کا معنی یہ ہے کہ عبادت کا صرف وہی طریقہ اورراستہ معتبر ہے،جس پر رسول اللہ ﷺ پوری زندگی قائم رہے اور جو آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا،اوریہ(محمدرسول اللہ) کامعنی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ اورحیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ ہیں کہ آپ ﷺ کی پوری زندگی انہی دو قواعد کی تحقیق و تعلیم میں بسر ہوئی، یہی دو چیزیں آپ ﷺ کی دعوت و تعلیم کا لب لباب تھیں، اور یہی دونوں آپ ﷺ کے جہاد وقتال کا مرکز ومحور تھیں۔

جو دعوت ان دو مقاصد سے خالی ہوگی وہ شر اور فتنہ کے سوا کچھ نہ ہوگی اور جو جہاد ان دونوں مقاصد سے خالی ہوگا وہ فساد کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

پہلے قاعدے کی اہمیت

حضرات! پہلا قاعدہ (لا الٰہ الا اللہ) یعنی توحیدِ عبادت ہے، جس کا آپ روزانہ اللہ تعالیٰ کے حضور متعدد بار اقرار واعتراف کرتے ہیں، یعنی :[اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝] [1] پڑھتے ہیں، جس کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیرے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے، اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، تیرے علاوہ کسی سے مدد نہیں چاہتے۔

اس ارفع واعلیٰ قاعدہ کے بیان اور وضاحت کیلئے نبوتیں اور رسالتیں تشکیل دی گئیں، بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اتاری گئی، کتب وصحائف نازل کیے گئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝] [2]

ترجمہ: تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ

[1] الفاتحہ:۴

[2] الانبیاء:۲۵

میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

نیز فرمایا:

[وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝] [1]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟

نیز فرمایا:

[وَسْـَٔــلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝] [2]

ترجمہ: اور ہمارے ان نبیوں سے پوچھو! جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے رحمٰن کے اور معبود مقرر کیے تھے جن کی عبادت کی جائے؟

توحید عبادت – رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے چند مظاہر ومشاہد

نبوت ورسالت کے سلسلۂ مبارکہ کی آخری کڑی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، جن کی پوری زندگی، انہی قواعد کی تحقیق وتعلیم کی آئینہ دار ہے۔

[1] النحل:۳۶

[2] الزخرف:۴۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(لا الہ الا اللہ) یعنی: توحیدِ عبادت میں رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے چند مظاہر ومشاہد پیشِ خدمت ہیں:

(۱) آپ ﷺ کس طرح توحید کی خالصیت چاہتے تھے اور کس طرح کسی غیر کی مشارکت کے شائبہ تک کو برداشت نہ کرتے، اس کا ثبوت اس واقعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ مسند احمد اور صحیح مسلم میں مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک خطیب کو یہ کہتے ہوئے سنا: (من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غوی) جس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے، وہ ہدایت پا گیا، اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرتا ہے، وہ گمراہ ہوگیا۔

آپ ﷺ نے اسے فوراً ٹوک دیا اور فرمایا: بئس خطیب القوم أنت، قل: ومن یعص اللہ ورسولہ فقد غوی. یعنی: تم قوم کے بدترین خطیب ہو، یوں کہو: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ گمراہ ہوگیا۔

حضرات! رسول اللہ ﷺ نے بھری مجلس میں اس کی بات کیوں رد فرمائی؟ اور کیوں اس کے قول کو قبیح قرار دیا؟ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر کو (ومن یعصھما) کہہ کر ایک ضمیر میں اکٹھا کر دیا، تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کی بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر ایک ضمیر میں جمع کرنے کی بجائے، اسمِ ظاہر کے ساتھ الگ الگ کرو، تاکہ کسی بھی شخص کو یہ شائبہ تک نہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا مرتبہ ایک ہے۔[1]

[1] مسلم، الرقم: ۸۷۰

اس چھوٹے سے واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے توحید کے تعلق سے کیا جذبات تھے اور کس طرح آپ ﷺ نے شرک کے راستے مسدود کرنے کی سعی فرمائی، یہ آپ ﷺ کی غیرتِ توحید کی زبردست دلیل ہے، یعنی ایسے الفاظ تک گوارا نہیں جن سے افضل الخلق محمد رسول اللہ ﷺ کی منزلت کی، اللہ تعالیٰ کی منزلت سے مشابہت یا مماثلت کا شائبہ تک ہو اگرچہ وہ شائبہ کتنا ہی بعید کیوں نہ ہو۔

(۲) اسی سے ملتا جلتا دوسرا مشہد جو مسند احمد اور الادب المفرد للامام البخاری وغیرہ میں مذکور ہے، ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کسی مناسبت سے یوں کہہ دیا: (ماشاء اللہ وشئت) یعنی: جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ گویا اس شخص نے اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کی چاہت میں حرفِ (و) کے ساتھ فرق کیا، آپ ﷺ کی غیرتِ توحید آپ ﷺ کو خاموش نہ رکھ سکی، فوراً فرمایا: (أجعلتنی للہ ندا؟ قل ماشاء اللہ وحدہ.) یعنی: کیا تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کا مثل بنا دیا؟ یہ کہو: جو صرف اللہ اکیلا چاہے۔[1]

آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ چاہت ومشیئت صرف اللہ رب العزت کیلئے ہے، تاکہ تمام سننے والے یہ بات سمجھ لیں کہ مشیئت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، حتی کہ الفاظ کی حد تک بھی نہیں۔

(۳) اسی سے ملتا جلتا ایک اور قصہ ملاحظہ ہو، جو مسند احمد اور جامع ترمذی وغیرہ میں بسندِ صحیح مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فتحِ مکہ کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ بلادِ ہوازن کا قصد فرمایا، صحابہ کرام دورانِ سفر ایک درخت کے پاس سے گذرے، جس پر مشرکین اس

[1] الادب المفرد، الرقم: ۷۸۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ کے ساتھ اپنا اسلحہ معلق کیا کرتے تھے کہ اس سے معرکہ میں فتح ونصرت حاصل ہوگی، چنانچہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا:(إجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط.) یعنی: یارسول اللہ ﷺ جیسا مشرکین کا درخت ذات انواط نامی ہے، اسی طرح کا ہمارے لئے بھی ایک درخت مقرر فرمادیجئے۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے فوراً فرمایا: (قلتم والذی نفسی بیدہ کما قال بنو اسرائیل لموسی :(إجعل لنا اله کما لهم الهة) یعنی: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے ویسی ہی بات کہی جیسی بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ: جیسے ان کے معبود ہیں ویسا ہمارا بھی معبود مقرر کردیجئے۔

گویا رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نصرت یا برکت کی طلب ایک بدترین شرک ہے جو حتماً وقطعاً ناقابل برداشت اور ناقابل قبول ہے۔

(۴) جب آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا اور آپ ﷺ ایک رنج والم کی کیفیت سے دوچار تھے، اسی دن سورج کو گرہن لگ گیا اور آپ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی، یہ انتہائی طویل نماز تھی جو بندے کو تھکا دیتی ہے، اسی اثناء کچھ لوگوں نے یہ بات اڑادی کہ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن ہوا، ان کے بقول مشاہیر کے پیدا ہونے یا فوت ہونے سے سورج کو گرہن لگتا ہے۔

اس افواہ پر خاموشی ایک بڑی بدعقیدگی کے پیدا ہونے کا سبب بن سکتی تھی، اگر آپ ﷺ خاموش رہتے تو یہ بات رواج پاسکتی تھی کہ زمین میں رونما ہونے والے حوادث

[1] ترمذی، الرقم:۲۱۸۰

میں آسمانی تغیرات کا دخل ہے، آپ ﷺ نے صدمہ کی شدت کے باوجود اور صلاۃ الکسوف جیسی طویل نماز کی ادائیگی اور اس سے حاصل ہونے والی تھکاوٹ کے باوجود منبر قائم فرمایا اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ الفاظ بھی تھے:(ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لاینکسفان لموت احد ولالحیاته .فاذا رأیتم ذلك فافزعوا الی الصلاۃ.) یعنی: بے شک چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جنہیں گرہن نہ تو کسی کے پیدا ہونے پر لگتا ہے نہ ہی کسی کے مرنے پر، جب تم گرہن دیکھو تو نماز کی ادائیگی کی جلدی کرو، بعض احادیث میں توبہ کرنے اور صدقہ دینے کا بھی ذکر ہے۔[1]

حضرات! یہ واقعہ آپ ﷺ کی غیرتِ توحید کی انتہائی زبردست دلیل ہے، جس نے یہ بات آشکارا کردی کہ آسمان میں رونما ہونے والے تغیرات کا زمینی حوادث سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ آسمان کے جملہ تغیرات اللہ تعالیٰ کے امر سے رونما ہوتے ہیں اور زمین کے جملہ حوادث بھی اللہ تعالیٰ کے امر سے واقع ہوتے ہیں۔

افسوس! اس واضح فرمان کے باوجود آج لوگ چاند اور ستاروں کی منازل اور رفتار وغیرہ سے زمینی اَحداث متعین کرتے ہیں، ہمارے میڈیا کا اس میں بڑا گھناؤنا کردار ہے، واللہ المستعان۔

(۵) صحیح بخاری میں مذکور وہ واقعہ بھی آپ ﷺ کی غیرتِ توحید کا مظہر ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ہے، حتی کہ رسول اللہ ﷺ بھی نہیں۔

وہ قصہ اس طرح ہے کہ کسی مناسبت پر بچیاں اہلِ بدر کے کارناموں پر مشتمل گیت

[1] بخاری، الرقم:۱۰۴۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گا رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ بھی وہاں موجود تھے اور استراحت فرما رہے تھے، اچانک ایک بچی نے یوں کہہ دیا: (وفينا نبي يعلم ما في غد) یعنی: ہمارے درمیان ایک نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: (لاتقولی هذا وقولی ما كنت تقولين) یعنی: ایسامت کہو اور جو پہلے کہہ رہی تھی صرف وہی کہو۔[1]

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں: (فإنه لايعلم الغيب الا الله) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

(۶) اسی سے ملتا جلتا ایک اور مشہد ملاحظہ ہو:

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جن کا بہترین صحابہ میں شمار ہوتا تھا، جب ان کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت ام العلاء رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا: (شهادتي عليك أبا السائب أن الله قد أكرمك) یعنی: اے ابوسائب (عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) میں تم پر یہ گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بڑی عزت سے نوازا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی اس بات کو رد فرمایا: (وما يدريك أن الله قد أكرمه) یعنی: تجھے کس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت دی ہے؟

ام العلاء نے کہا: (سبحان الله ! يارسول الله ومن يكرم الله إذا لم يكرمه؟) یعنی: اے اللہ کے رسول ﷺ! سبحان اللہ! اگر اللہ تعالیٰ عثمان کو عزت عطا نہیں فرمائے گا تو بھلا کسے فرمائے گا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے جو بات ارشاد فرمائی وہ اس معاملہ کی انتہاء

[1] بخاری، الرقم: ۴۰۰۱

کو پہنچی ہوئی ہے، جس سے بڑی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی، فرمایا: (والله! إني لرسول الله لاأدري ما يفعل بي غدا) یعنی: اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں اور نہیں جانتا کہ کل میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔[1]

یہ قصہ بھی غیرتِ توحید کی دلیل ہے، چنانچہ ام العلاء نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارہ میں جو بات کہی وہ علم غیب کے حکم میں تھی، بھلا رسول اللہ ﷺ اس قسم کی بات کیسے برداشت فرماتے، لہذا آپ ﷺ نے ام العلاء کی اصلاح فرمائی اور یہ بھی واضح فرمایا کہ میں نبی آخر الزماں ﷺ بھی اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

(۷) سنن ابی داؤد میں بسندِ جید، عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں بنی عامر کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے کہا: (أنت سيدنا) یعنی: آپ ہمارے سید ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فوراً فرمایا: (السيد الله تبارك وتعالى) سید تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

ہم نے مزید کہا: (وأفضلنا فضلا وأعظمنا طولا) یعنی: آپ ﷺ باعتبارِ فضل ہم سب سے افضل ہیں، اور باعتبارِ احسان ہم سب سے بڑے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (قولوا بقولكم أو بعض قولكم، ولا يستجرينكم الشيطان) یعنی: تم میرے بارے میں اسی طرح کہا کرو جس طرح آپس میں باتیں کرتے ہو اور یاد رکھو شیطان تمہیں اپنی سواری نہ بنانے پائے۔[2]

[1] بخاری ومسند احمد
[2] ابوداؤد، الرقم: ۴۸۰۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے سنن نسائی میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں [1]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(یا أیھا الناس قولوا بقولکم ولا یستھوینکم الشیطان. انا محمد عبداللہ ورسولہ ما أحب أن ترفعونی فوق منزلتی التی أنزلنی اللہ عزوجل)[1]

یعنی: اے لوگو! میرے متعلق وہی بات کرو جو آپس میں کرتے ہو اور شیطان تمہیں اپنی خواہشات کا آلۂ کار نہ بنالے، میں محمد ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول، میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس مرتبہ سے اونچا کرو جس مرتبہ پر اللہ تعالیٰ نے مجھے فائز فرمایا ہے۔

یہاں سب سے بڑا شاہد یہ ہے کہ بنو عامر کے وفد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید کہا تھا، حالانکہ انسانوں پر سید کا اطلاق درست اور جائز ہے، مگر حقیقی اور کامل (السید) اللہ تعالیٰ ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (الصمد) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (السید الکامل فی سؤددہ) یعنی: ایسا سید جو اپنی سیادت میں کامل ہے۔

اب حالانکہ بنو عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سید کہا جو کہ حق ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے (السید) ہونے کا ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں حسن ادب کا مظاہرہ فرمایا، اور ساتھ ساتھ انہیں متنبہ کیا کہ شیطان تمہیں اپنی سواری نہ بنانے پائے، اس کا معنی یہ ہے کہ میری مدح میں تم حدود سے متجاوز نہ ہو جاؤ اور یوں اپنی توحید کو مخدوش کر بیٹھو۔

(۸) سنن ابی داؤد میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولاتجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فإن صلاتکم تبلغنی حیث کنتم)[2]

---

[1] السنن الکبری، الرقم:۱۰۰۰۶

[2] ابوداؤد، الرقم:۲۰۴۴

یعنی: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اور میری قبر کی بار بار زیارت نہ کرو اور جہاں ہو مجھ پر درود پڑھو؛ کیونکہ تم جہاں سے بھی درود پڑھو وہ مجھ تک پہنچ جائے گا۔ (دوسری روایت کے مطابق فرشتے مجھ تک پہنچا دیں گے)

اس حدیث پر بھی غور کیجئے، ہر جملہ کس طرح طرقِ شرک کا سدِ باب کر رہا ہے، خاص طور پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر مبارک کی بار بار زیارت سے منع فرمانا (حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اشرف القبور ہے اور اس کی زیارت افضل اعمال میں شامل ہے) مگر یہ خدشہ قائم رہے گا کہ شیطان غلو کا وار کر کے شرک کا دروازہ کھولنے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ واللہ المستعان.

اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چند لمحات قبل دعا فرمائی تھی:

(اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد)[1]

یعنی: اے اللہ! میری قبر کو پوجا گاہ بننے نہ دینا، پھر یہ بددعا فرمائی تھی:

(لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور أنبیائھم مساجد)[2]

یعنی: اللہ تعالیٰ یہود ونصاری پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

سبحان اللہ! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ومسعودہ کے آخری لمحات ہیں، جن میں توحید کی باتیں ہو رہی ہیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کا آغاز بھی عنوانِ توحید سے ہوا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر کھڑے تھے اور قریش کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے: (أیھا الناس

---

[1] مؤطا امام مالک

[2] سنن نسائی، الرقم:۲۰۴۶، بخاری، الرقم:۴۲۶

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا) [1]

یعنی: اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہو، فلاح پا جاؤ گے۔

یہ تمام شواہد اس بات پر شاہدِ عدل اور مظہرِ اتم ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام حیاتِ مبارکہ بیانِ توحید اور غیرتِ توحید کی علمبردار تھی، ایسا کیوں نہ ہو خود قرآن نے رسول اللہ ﷺ کا عقیدہ و منہج ذکر فرمایا ہے:

[قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۝] [2]

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

سامعین حضرات! ہم نے شریعتِ مطہرہ کے اصلِ اول یعنی توحیدِ عبادت کے تعلق سے، رسول کریم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ سے چند واقعات پیش کئے ہیں، جن میں ہمارے لئے یہ واضح پیغام موجود ہے کہ ہم اس اسوۂ کی پوری پیروی کریں اور اپنے ظاہر و باطن کو توحیدِ عبادت کے منہج سے منور کرلیں، اس کے بغیر تمام عبادات رائیگاں جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ جو غفور رحیم ہے کبھی معاف نہ فرمائے گا۔

[اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا۝] [3]

---

[1] روح المعانی

[2] الانعام:۱۶۲، ۱۶۳

[3] النساء:۱۱۶

ترجمہ: اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس اسوۂ مبارکہ جو دینِ اسلام کی اساس ہے اور امورِ ایمان میں سب سے مقدم ہے کی دل و جان سے اتباع کی جائے، بصورتِ دیگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وعید شدید کا انتظار کرو: [وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝] [1]

ترجمہ: منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔

حضرات! گذشتہ سطور میں ہم یہ بتا چکے کہ دین اسلام کے دو اہم بنیادی اصول ہیں: ایک توحیدِ عبادت، دوسرا توحیدِ طریقِ عبادت۔

ہم توحیدِ عبادت کی اہمیت وفرضیت اور قطعیت وحتمیت کے بارے میں کچھ گذارشات پیشِ خدمت کر چکے ہیں، جن سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ توحیدِ عبادت کے بغیر کسی انسان کی نجات کی کوئی صورت نہیں ہے، نہ ہی کبھی بخشش کا امکان ہے، بلکہ انجام دیئے گئے تمام اعمالِ صالحہ برباد ہو جاتے ہیں۔

توحیدِ طریق عبادت — رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے چند مظاہر و مشاہد

توحیدِ عبادت کی طرح توحیدِ طریقِ عبادت بھی دین اسلام کی اہم ترین بنیاد اور رکن

---

[1] المائدۃ:۵

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رکین ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ تمام تر عبادات کا راستہ اور طریقہ ایک ہی شخصیت سے لیا جائے گا، اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، اس کے علاوہ ہر راستہ نہ صرف یہ کہ مردود ہے بلکہ ایسے اعمال کی بربادی کا بھی باعث ہے جو انسان صحیح طریقہ سے انجام دینے میں کامیاب ہوجائے۔

ہم اس اصل الاصول کو بھی رسول کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرت مبارکہ سے واضح کرتے ہیں، چنانچہ چند مشاہد پیشِ خدمت ہیں:

(۱) ایک دن رسول اکرم ﷺ نے امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا ایک ورق دیکھا، آپ ﷺ غضبناک ہوگئے اور فرمایا:

(أھذا و أنا بین أظھرکم ، لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ ...واللہ لو کان موسیٰ حیا لما وسعه إلا أن یتبعنی)[1]

یعنی: میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور یہ کچھ ہورہا ہے؟ میں تمہارے پاس روشن اور صاف دین لیکر آیا ہوں ۔۔۔ اللہ کی قسم! اگر (صاحبِ تورات) موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کیلئے کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔

یہ حدیث مسند احمد اور سنن دارمی میں مذکور ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کے ایک راوی مجالد بن سعید کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام لالکائی رحمہ اللہ نے اس کے بہت سے طرق ذکر فرمائے ہیں جن سے حدیث کا حسن ہونا ثابت ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ یہ حدیث توحیدِ طریقِ عبادت کے منہج کو متعین کرتی ہے، چنانچہ کسی شخص کیلئے قطعاً روا نہیں ہے کہ وہ کتاب وسنت کے علاوہ کہیں سے ہدایت حاصل کرنے کی

[1] مسند احمد، الرقم: ١٤٦٨٥

کوشش کرے، خواہ وہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی کیوں نہ ہو، آپ غور کیجئے کہ موسیٰ علیہ السلام جن کا شمار پانچ اولوالعزم انبیاء میں ہوتا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرفِ ہمکلامی سے مشرف فرمایا، ان کی اطاعت بھی جائز نہیں، حالانکہ تورات منزل من اللہ کتاب ہے، پھر موسیٰ علیہ السلام بھی آج اگر موجود ہوں تو ان کی نجات کا راستہ عمل بالتورات نہیں بلکہ اتباعِ رسول اکرم ﷺ ہے۔

(۲) انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقعہ پر ایک شخص کو دو افراد کے درمیان ان کا سہارا لیکر چلتے ہوئے دیکھا، فرمایا: کیا معاملہ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (یارسول اللہ نذر أن یحج ماشیا) یعنی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس شخص نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إن اللہ عن تعذیب ھذا نفسه لغنی، مروہ فلیرکب)[1]

یعنی: اللہ تعالیٰ اس کے اپنے آپ کو اذیت دینے سے بے پرواہ ہے، اسے حکم دو کہ فوراً سوار ہوجائے۔

یہاں شاہد یہ ہے کہ اس شخص نے تقرب الی اللہ کی نیت سے پیدل چلنے کی نذر مانی تھی، تا کہ اس کا وہ حج جو رسول اللہ ﷺ کی امامت وقیادت میں ہورہا ہے، باعتبارِ اجر وثواب اضعافاً مضاعفۃ ہوجائے، لیکن چونکہ سواری ہوتے ہوئے پیدل حج کی مشقت برداشت کرنا شریعتِ محمدیہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے لہذا آپ ﷺ نے ببانگِ دہل اس امر سے منع فرمادیا، بلکہ یہ واضح فرمادیا کہ اگر یہ بنیتِ ثواب پیدل چلتا رہا تو ثواب ملنا تو درکنار اللہ تعالیٰ کا غیظ وغضب مول لے لیگا۔

[1] بخاری ومسلم

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(۳) اسی سفرِ حج میں اسی قسم کا ایک اور واقعہ سامنے آتا ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دورانِ سفر دھوپ میں بیٹھا دیکھا، آپ ﷺ نے اس کے بارہ میں استفسار فرمایا، صحابہ نے عرض کیا:

(یارسول اللہ ﷺ نذر أن یصوم ولا یتکلم ویجلس فی الشمس)

یعنی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس شخص نے دورانِ حج چپ رہنے کی نذر مانی ہے، اور یہ کہ جب تک یہ سفر قائم ہے کسی سے کلام نہیں کرے گا، اور یہ نذر بھی مانی ہے کہ یہ سارا سفر دھوپ میں اختیار کیے رہے گا۔[1]

واضح ہو کہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اور بے شمار اجر وثواب پانے کیلئے دو نذریں مانی تھیں:

ایک پورے سفر کے دوران خاموش رہنے کی، خاموشی کا روزہ سابقہ امتوں میں جائز تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام سے فرمایا تھا:

[فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝۲۶][2]

ترجمہ: اب چین سے کھا پی اور آنکھیں ٹھنڈی رکھ، اگر تیری کسی انسان پر نظر پڑ جائے تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ رحمٰن کے نام کا روزہ مان رکھا ہے۔ میں آج کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کی تین دن کیلئے زبان بند فرمادی:

[1] صحیح بخاری، سنن ابی داود

[2] مریم: ۲۶

[قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِـيًّا ۝۱۱][1]

ترجمہ: کہنے لگے میرے پروردگار! میرے لئے کوئی علامت مقرر فرمادے، ارشاد ہوا کہ تیرے لئے علامت یہ ہے کہ باوجود بھلا چنگا ہونے کے تو تین راتوں تک کسی شخص سے بول نہ سکے گا۔ اب زکریا (علیہ السلام) اپنے حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آکر انہیں اشارہ کرتے ہیں کہ تم صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔

واضح ہو کہ ہمارے دین میں خاموشی کا روزہ بدعت ہے، لہذا کوئی بھی شخص خواہ وہ صحابی کیوں نہ ہو اگر اس خاموشی کو تقرب الی اللہ کی بنیاد قرار دے گا تو یہ عمل مردود شمار ہوگا، ثابت ہوا کہ تقرب الی اللہ کا راستہ صرف وہی معتبر ہے جو رسول اللہ ﷺ سے حاصل ہو۔

دوسرا اس شخص نے دورانِ سفر دھوپ میں بیٹھے رہنے کی نذر مانی تھی، اس کی سوچ یہ تھی کہ حج جیسا مبارک سفر ہے، رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت ومرافقت میسر ہے، لہذا مزید اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالوں تاکہ اجر وثواب بڑھ جائے، لیکن سائے کی موجودگی میں دھوپ میں بیٹھنا اور وہ بھی عرب کے تپتے صحراؤں میں ایک ایسا تکلف ہے جس کی شریعت قطعاً حوصلہ افزائی نہیں کرتی، لہذا رسول اللہ ﷺ نے بنابریں کہ یہ عمل وحی الٰہی سے ثابت نہیں، اسے باطل ومردود قرار دیا، اور اس بات پر مہر ثبت فرمادی کہ اثباتِ عبادت کا راستہ ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے، جس کی آپ ﷺ نے پوری زندگی ترجمانی فرمائی:

[وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴][2]

[1] مریم: ۱۱،۱۰

[2] النجم: ۴،۳

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

(۴) اسی سفرِ حج میں روانہ ہوتے ہوئے ایک انتہائی نیک اور صالح گھرانے کی خاتون، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے ایک نذر مان لی کہ وہ یہ تمام سفر ننگے پاؤں، ننگے سر اور پیدل طے کریں گی، تاکہ یہ تمام تر اذیت، اضافۂ حسنات کا باعث بن جائے، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے کہا: پہلے رسول اللہ ﷺ سے معلوم کرنا چاہئے کہ یہ نذر درست بھی ہے یا نہیں؟

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: (إن أختی نذرت أن تحج البیت ماشیة حافیة حاسرة) یعنی: یا رسول اللہ ﷺ! میری بہن نے نذر مانی ہے کہ وہ حجِ بیت اللہ کا پورا سفر پیدل، ننگے پاؤں اور ننگے سر کرے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إن اللہ عن تعذیب أختك نفسها لغنی) یعنی: اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور بے نیاز ہے اس تکلیف سے جو تمہاری بہن اپنے آپ کو دینا چاہتی ہے۔[1]

گویا رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا کہ ایک عمل خواہ کسی انسان کو کتنا ہی خوشنما لگتا ہو اور کتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ذریعہ لگتا ہو، لیکن اس وقت تک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک امام الانبیاء محمد ﷺ کی سنت یا فرمان سے ثابت نہ ہو، لہذا طریقِ عبادت یا طریق الی اللہ کا یہ منہج نوٹ کرلو، اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ تو درست ہوسکتا

[1] طبرانی کبیر

ہے نہ عند اللہ قابلِ قبول۔

اللہ تعالیٰ نے واشگاف اعلان فرمایا ہے:

[مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝] [1]

ترجمہ: اس رسول (ﷺ) کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

[قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ] [2]

آپ کہہ دیجئے کہ بے شک ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے۔

دوسرے مقام پر اس سے بھی زیادہ اسلوبِ حصر اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

[قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ] [3]

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کو ہدایت قرار دیا ہے، فرمایا:

[وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝] [4]

ترجمہ: ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی ماتحتی کرو۔ سنو رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچادینا ہے۔

جب یہ حقیقت واضح ہوچکی کہ حق وحی الٰہی یا بالفاظ دیگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

[1] النساء:۸۰
[2] آل عمران:۸۳
[3] البقرہ:۱۲۰
[4] النور:۵۴

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com
”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میں محصور و مقصور ہے تو پھر قرآن کا یہ واشگاف اعلان بھی سن لیجئے:

[فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَٰلُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾] [1]

ترجمہ: پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو؟

یہ اللہ تعالیٰ کے دوٹوک فرامین ہیں، جن میں کسی ترمیم یا کمی بیشی کی نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی کوئی ایسی جسارت کرسکتا ہے۔

(إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾) [2]

ترجمہ: بیشک یہ (قرآن) البتہ دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے، یہ ہنسی کی (اور بے فائدہ) بات نہیں۔

(۵) صحیح بخاری ومسلم میں مروی، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا قصہ بھی بہت قابلِ غور ہے، یہ واقعہ بہت کچھ سوچنے، سمجھنے اور اپنانے کی دعوت دیتا ہے، ان کے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر ان کی شکایت کی، چنانچہ عرض کرتے ہیں: میں نے اشراف العرب میں اپنے بیٹے کی شادی کی ہے، میں روزانہ اپنی بہو سے اس کے شوہر کے بارہ میں پوچھتا، اس کا یہی جواب ہوتا: (صالحا غیر أنه لم یطأ لنا فراشا) یعنی: میرا شوہر بہت نیک ہے، البتہ اب تک میرے ساتھ بستر پر نہیں سویا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ اس بات کو پندرہ دن گزر چکے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ کو طلب فرمالیا اور ارشاد فرمایا: (بلغنی أنك تصوم

[1] یونس:۳۲
[2] الطارق:۱۴،۱۳

النهار وتقوم اللیل ؟) یعنی: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تم روزانہ روزہ رکھتے ہو اور پوری پوری رات کا قیام کرتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے عبداللہ کو اس عمل سے روک دیا اور فرمایا: (صم من کل شهر ثلاثة أیام) یعنی: پورا مہینہ روزے رکھنے کی بجائے ہر مہینے تین روزے رکھا کرو۔ (ایام بیض کے روزے مراد ہیں)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ روزوں کی طاقت ہے، تو آپ ﷺ نے پانچ روزوں کی اجازت دے دی، ان کے مزید طلب کرنے پر سات اور پھر نو کی اجازت دی، مزید مطالبے پر ارشاد فرمایا: (صم صیام أخی داؤد کان یصوم یوما ویفطر یوما ولا یفر إذا لاقی) یعنی: تم میرے بھائی داؤد علیہ السلام والے روزے رکھا کرو، وہ ایک دن روزہ رکھتے اور اگلے دن ناغہ کیا کرتے تھے، اور جب ان کی دشمن سے ملاقات ہوتی تو میدان چھوڑ کر بالکل نہ بھاگتے۔[1]

یہ حدیث بہت سے عظیم الشان قواعد پر مشتمل ہے:

پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ذاتی پسند یا خواہش خواہ بظاہر کتنی ہی عمدہ اور عالیشان محسوس ہو، مگر وہ باطل ہے جب تک امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ تصدیق نہ فرمادیں، چنانچہ عبداللہ بن عمرو کا عمل یہ تھا کہ وہ مسلسل روزے رکھتے اور مسلسل پوری رات کا قیام کرتے، یہ دونوں عمل بظاہر بہت ہی عظیم الشان ہیں مگر رسول کریم ﷺ نے رد فرمادیئے اور ان کی اصلاح فرمادی، گویا نیکی بھی اس وقت تک نیکی شمار نہیں ہوتی جب تک رسول کریم ﷺ سے ثابت نہ ہو۔

[1] بخاری، الرقم:۲۱۰۹

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوسرا قاعدہ یہ سامنے آتا ہے کہ دین اسلام کس قدر منہجِ اعتدال پر قائم ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبادات اور حاجات کے درمیان ایک اعتدال قائم فرمایا، اور یہ درس دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے اہل، اپنے نفس اور اپنی آنکھ کے حقوق فراموش نہ کردیئے جائیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(إن لربك عليك حقا، ولزوجك عليك حقا، فأعط كل ذي حق حقه)[1]

یعنی: بے شک تمہارے رب کا تم پر حق ہے، اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، پس ہر حق والے کو اس کا حق دے دو۔

تیسرا عظیم الشان قاعدہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ بندے کی ایسی کثیر عبادت نا قابل قبول ہے جو اسے کمزور کر کے جہاد سے فرار پر مجبور کردے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے داؤد علیہ السلام کے روزوں کا ذکر کیا اور فرمایا: (ولا يفر إذا لاقى) یعنی: جب وہ دشمن سے ملتے تو میدان سے قطعاً نہ بھاگتے، گویا اتنی مقدار کے روزے انہیں کمزور کر کے جہاد سے دوری پر مجبور نہ کرتے۔

جہاد دینِ اسلام کی چوٹی ہے، لہذا اتنی مقدار کی عبادات (روزے اور قیام وغیرہ) جو بندے کے اعضاء وقویٰ کو ماردے یا کمزور کردے کہ وہ جہاد کے قابل ہی نہ رہے، ناجائز ہے۔

(۶) صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے روزوں کی بابت سوال کیا، اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ رسول کریم ﷺ کے روزوں کا

[1] صحیح بخاری

معلوم کر کے اسی طرح روزے رکھنے کی کوشش کرے، رسول اللہ ﷺ اس کا سوال سن کر شدید غصے میں آگئے، قریب ہی امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، جو رسول اللہ ﷺ کا غصہ بھانپ گئے، انہوں نے (رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد رسولا) کہنا شروع کردیا، یعنی: ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ کو رب مان کر، اسلام کو اپنا دین مان کر اور محمد ﷺ کو اپنا رسول مان کر۔

حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

یہ حدیث ایک بہت بڑے قاعدے پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہے کہ امت کا کوئی فرد ایسا عمل بھی اپنانے کی کوشش نہ کرے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے، یہی آپ ﷺ کے غضبناک ہونے کا سبب تھا؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ روزوں میں وصال فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات افطار سے افطار تک یا سحری سے سحری تک روزہ رکھا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے: میں اس معاملہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے میرا رب رات کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔[1]

(۷) توحیدِ طریقِ عبادت کے منہج کے اثبات کیلئے سب سے اہم دلیل ان تین افراد کا واقعہ ہے، جن کے قلوب خشیت الٰہی سے معمور تھے اور یہ سوچ کر رسول اللہ ﷺ کے گھروں کی طرف آتے ہیں کہ آج رسول اللہ ﷺ کی رات کی عبادت معلوم کی جائے؛ کیونکہ دن بھر کے سارے اعمال وہ خود دیکھا کرتے تھے اور اپنایا کرتے تھے، مگر رات کو چونکہ امام الانبیاء ﷺ گھر تشریف فرما ہوتے تو وہ عمل مخفی تھا، لہذا معلوم کرنے کیلئے

[1] صحیح مسلم

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے گھر پہنچ گئے، اور ام المؤمنین سے آپ ﷺ کی رات کی عبادت کی بابت استفسار کیا، حدیث کے الفاظ ہیں:(فلما أخبروا كأنهم تقالوها) یعنی: جب انہیں رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کی خبر دی گئی تو انہوں نے اسے تھوڑا سمجھا، بلکہ ایک شخص نے یہاں تک کہہ دیا:(وأين نحن من رسول الله ﷺ إن الله قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر) یعنی: بھلا ہمارا رسول اللہ ﷺ سے کیا مقابلہ؟ آپ کیلئے تو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی بشارتیں موجود ہیں۔(لہذا ہمیں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔) چنانچہ ایک شخص نے کہا:(أما أنا فأقوم ولا أنام) یعنی: میں آج کے بعد رات بھر کا قیام کرونگا اور بالکل نہ سوونگا۔ دوسرے نے کہا:(أما أنا فأصوم ولا أفطر) یعنی: میں آج کے بعد ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کرونگا۔ تیسرے نے کہا:(أما أنا فلا أتزوج النساء) یعنی: میں کبھی شادی نہ کرونگا۔

جب رسول اللہ ﷺ گھر لوٹے اور آپ ﷺ کو ان تینوں افراد کی باتیں بتائی گئیں تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور غصہ سے اس قدر سرخ ہوگیا کہ جیسے انار نچوڑ دیا گیا ہو، پھر آپ ﷺ نے انہیں طلب فرمالیا اور ان کی اصلاح فرمائی، بلکہ بعض احادیث میں یوں وارد ہے کہ آپ ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوئے اور لوگوں کے بڑے اجتماع میں فرمایا:

(ما بال أقوام يقولون كذا أما إني أعلمكم بالله وأتقاكم لله .أما إني لأصوم وأفطر ،وأقوم وأنام ،وأتزوج النساء ،فمن رغب عن سنتي فليس مني)

یعنی: لوگوں کو کیا ہوگیا کہ عبادت کے تعلق سے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں، خبردار! اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کا سب سے بڑا عالم میں ہوں اور اس کائنات کا سب سے بڑا متقی بھی میں ہوں، خبردار! میرا طریقہ یہ ہے کہ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغے بھی

کرتا ہوں، اور میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور میں نے بہت سی شادیاں بھی کی ہوئی ہیں، پس جو شخص میرے طریقہ سے اعراض کریگا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

حضرات! اس حدیث پر اور اس سے حاصل ہونے پر قواعد پر ایک تفصیلی بحث ہوسکتی ہے لیکن وقت اس کا متحمل نہیں ہے، البتہ ایک دوٹوک بات حاصل ہو رہی ہے کہ جو بھی انسان منہجِ عبادت میں رسول اللہ ﷺ کی سنت سے تجاوز اختیار کرے گا وہ منہجِ اسلام سے خارج ہوکر کسی دوسرے منہج کی طرف منتقل ہوجائے گا، خواہ اس کی نیت کتنی ہی نیک ہو اور کتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کیلئے کوشاں ہو، اللہ تعالیٰ تو یہ دیکھتا ہے کہ بندہ نے اپنے عمل میں میرے حبیب محمد ﷺ کی پیروی کی یا نہیں۔

اس کے خوش ہونے اور راضی ہونے کی بنیاد یہی ہے:

[قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ] [1]

ترجمہ: کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ہم نے سیرتِ طیبہ سے کچھ شواہد پیش کئے ہیں، ورنہ رسول اللہ ﷺ تو ہر خطبہ میں یہ قواعد بیان فرمایا کرتے تھے:

أما بعد: فإن أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في

[1] آل عمران ٣١

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

النار. [1]

ترجمہ: سب سے سچی بات قرآن ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے برے کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے گھڑ لئے گئے ہوں اور ایسے تمام کام بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

کبھی فرماتے: (من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد) [2]

ترجمہ: جس کسی نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام جاری کیا تو وہ کام مردود ہے۔

کبھی فرماتے: (من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد) [3]

ترجمہ: جس کسی نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا امر نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔

حضرات ہمارا مقصدِ تخلیق اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، اور عبادت کیلئے ان قواعد کی حیثیت ایک میزان کی ہے، ورنہ سب کچھ بے کار اور عبث ہے۔

وباللہ تعالیٰ التوفیق.

---

[1] ابن خزیمہ، الرقم: ۱۷۸۵

[2] بخاری، الرقم: ۲۶۹۷

[3] مسلم، الرقم: ۱۷۱۸

https://abdullahnasirrehmani.wordpress.com